افاداتِ

شیخ محی الدین ابنِ عربی رحمہ اللہ

فارسی

حضرت شیخ محب اللہ الٰہ آبادی

اردو

شاہ غلام مصطفیٰ مہروندوی

شاہ محمد باقر الٰہ آبادی

ناشر

نذیر سنز پبلشرز

۴۰۔ اے اردو بازار ○ لاہور ۲

301

افاداتِ

شیخ محی الدین ابنِ عربی رحمہ اللہ

فارسی

حضرت شیخ محب اللہ الٰہ آبادیؒ

اردو

شاہ غلام مصطفیٰ مہر وندوی

شاہ محمد باقر الٰہ آبادی

ناشر

نذیر سنز پبلشرز

۴۰۔ اے اُردو بازار ○ لاہور ۲

Marfat.com

53367

بار اوّل :

سالِ اشاعت : ۱۹۸۰ء

قیمت : ۴۸/- روپے

پبلشر : نذیر سنز پبلشرز

اے - ۴۰ اردو بازار، لاہور

پرنٹرز : گنج شکر پرنٹرز، لاہور

Marfat.com

تقدیم

راجا رشید محمود ایڈیٹر ماہنامہ "نعت"، لاہور

شیخ الاکبر حضرت محی الدین محمد بن علی العربی بن محمد الطائی الحاتمی الاندلسی الدمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۷ رمضان المبارک ۵۶۰ ہجری کو اندلس (سپین) کے شہر مرسیہ میں پیدا ہوئے۔ آپ حاتم طائی کی اولاد میں سے تھے۔ آپ نے ۲۲ ربیع الآخر ۶۳۸ ہجری کو جمعہ کے دن دمشق میں وفات پائی۔ آپ کا مزار محلہ صالحیہ میں قاسون پہاڑ کے قریب ہے۔ پندرہ واسطوں سے آپ کا سلسلہ سیدِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملتا ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی، شیخ ابو السعود ابن الشبلی۔ غوث الاعظم محی الدین جیلانی۔ شیخ ابو سعید مبارک بن علی المخزومی۔ شیخ علی بن احمد۔ شیخ محمد بن عبداللہ طرطوسی، شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی۔ شیخ عبدالعزیز بن حارث تمیمی۔ شیخ محمد بن خلف الشبلی۔ سیدنا جنید بغدادی۔ سیدنا سری سقطی۔ سیدنا معروف کرخی۔ سیدنا داؤد طائی۔ سیدنا حبیب عجمی۔ سیدنا حسن بصری۔ حضرت علی المرتضیٰ۔ سید المرسلین حضور حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء۔

شیخ اکبر علیہ الرحمہ آٹھ برس کی عمر میں حدیث و فقہ کی تعلیم کی خاطر اشبیلیہ گئے۔ تیس سال کی عمر میں آپ سیر و سیاحت کرتے ہوئے مصر، شام، حجاز، بغداد، موصل اور ایشیائے کوچک پہنچے۔ شہر قونیہ میں ایک عرصہ قیام کے بعد دوبارہ شام واپس آ گئے اور

Marfat.com

زندگی کے آخری ایام وہیں گزار کر دمشق میں واصل بحق ہوئے۔

شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربی نے ریاضت اور مجاہدوں میں انہماک کے ساتھ بہت سی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ امام شعرانی نے الیواقیت والجواھر میں ان کی تصانیف کی تعداد چار سو اور مولانا نور الدین عبد الرحمٰن جامیؒ نے "نفحات الانس" میں پانچ سو سے زاید لکھی ہے جن میں فتوحات مکیہ، فصوص الحکم، تفسیرِ صغیر، تفسیر کبیر، مواقع النجوم، مراتب الوجود، القول النفیس، کتاب الجلالہ، نقش النصوص، تاج الرسائل، مجموعہ رسائل ابن العربی اور کتاب النقبا ر بہت مشہور رہیں۔

ان کتابوں میں فصوص الحکم خاص اہمیت کی حامل ہے جس میں مسئلہ وحدت الوجود کو نہایت وضاحت سے مکمل صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

یہ کتاب بہت مقبول ہوئی۔ شیخ اکبرؒ نے مقدمے میں لکھا ہے کہ محرم ۶۲۷ھ میں حضور سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے خود یہ کتاب انہیں عنایت فرمائی اور اس کو لوگوں کے نفع کی خاطر عام کرنے کا حکم دیا۔

مختلف زبانوں میں فصوص الحکم کی بہت سی شرحیں لکھی گئیں۔ شارحین میں درجِ ذیل علمار کے نام مشہور ہیں۔ کمال الدین انصاری۔ شیخ صدر الدین قونوی۔ شیخ موید الدین جندی۔ سید علی بن شہاب ہمدانی۔ شیخ داؤد قیصری۔ کمال الدین عبد الرزاق کاشی۔ داؤد بن محمود الرّومی۔ شیخ بایزید خلیفہ رومی۔ سید شرف الدین دہلوی۔ شیخ شمس الدین دہلوی۔ شیخ بالی آفندی، نور الدین عبد الرزاق جامی (مولانا جامی نے "نقش النصوص" کی شرح بھی کی ہے) شیخ مظفر الدین علی شیرازی۔ سید محمد بن یوسف حسینی۔ شیخ علاؤ الدین علی مہائمی۔ سید اشرف کچھوچھوی۔ شیخ عبد النبی سطّاری گجراتی۔ شیخ محمد بن صالح۔ سید نعمت اللہ شاہ ولی۔ شیخ صابر الدین برکت۔ شیخ عبد الکریم سلطانپوری۔ مولانا یحییٰ بن علی۔ شیخ غلام مصطفٰے تھانیسری، مولانا احمد حسین کانپوری، شیخ نور الدین گجراتی

Marfat.com

شیخ عبد النبی نقشبندی ۔ شیخ علی اصغر صدیقی ۔ سید مبارک علی ۔ شیخ جمال الدین گجراتی ۔ شیخ محمد افضل الٰہ آبادی ۔ شیخ محمد حسن امروہوی ، شیخ طاہر بن یحییٰ ۔ مولانا اشرف علی تھانوی اور شیخ محب اللہ الٰہ آبادی ۔

فصوص الحکم ۲۷ اجزا پر مشتمل ہے ۔ قرآن مجید میں انبیاء کرام کے حالات و واقعات کے ضمن میں جو کچھ بیان ہوا ہے ، شیخ اکبرؒ نے اس کتاب میں ان سے مسائل توحید و تصوّف کو حل کیا ہے ۔ کتاب میں کئی مقامات ایسے ہیں کہ عامی انہیں سمجھنے میں ٹھوکر کھا سکتا ہے چنانچہ اس کتاب کے ادق مقامات کی شرح کی ضرورت و اہمیت کے پیشِ نظر بہت سے صاحبانِ علم نے اس پر قلم اٹھایا ۔ شیخ محب اللہ الٰہ آبادی (م ۱۰۵۸ھ) نے بھی فصوص الحکم کے اہم لیکن ادق مقامات کی فارسی میں تشریح کی ہے جسے شاہ غلام مصطفیٰ اور شاہ محمد باقر نے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے ۔

" افاداتِ ابنِ عربی " تصوّف کے رازہائے سربستہ جاننے کے خواہش مندوں کے لیے ایک تحفۂ گرانبہا ہے ۔ نذیر سنز پبلشرز نے پہلے فصوص الحکم کا ایک اچھا اردو ترجمہ (از محمد عبد القدیر صدیقی) شائع کیا ، پھر اس کے حل کے لیے مولانا اشرف علی تھانوی کی " خصوص الکلم " چھاپی اور اب " افاداتِ ابنِ عربی " کا اصل فارسی متن اور اس کا اردو ترجمہ شائع کر رہے ہیں ۔ یقین ہے کہ ناشر تصوّف کے طالب علموں ، مسئلہ وحدت الوجود کو سمجھنے سمجھانے کے تمنائیوں اور تعلیماتِ ابنِ عربی سے دلچسپی رکھنے والوں کی دعاؤں کے مستوجب ہوں گے ۔

راجا رشید محمود

اظہر منزل ۔ نیو شالامار کالونی ۔ ملتان روڈ

لاہور ۲۵

یکم ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ الولی والصلوٰۃ علی النبی الامی
و آلہ التقی وصاحبہ النقی ق بسم اللہ
الرحمن الرحیم ل کلمہ با متعلق بمحذوف است
وہو الف واکتب ہذا الکتاب یعنی بنام
ذات پاک واجب الوجود کہ در ہستی خود
بچیزے محتاج نیست ان اللہ غنی
عن العالمین وہر موجود عینی وظلی
بوے محتاج است بیت ای وجود
تو اصل ہر موجود + ہستی بودہ وخواہی بود
چہ نقش عین ثابتہ ہر شی بروح ثبوت
از خامہ فیض اقدس او نبشتہ وم گنجینہ
اعیان جمیع اشیا را بروز ہستی بیک
جنبش فیض مقدس او گشتہ چہ بی
جنبش آب مر حباب را وجود
متصور نیست یعنی ذات مقدس
او بہر شے محیط باشد الا انہ
بکل شیئ محیط ۵

شروع کرتا ہوں نام سے اللہ کے جو رحمٰن اور رحیم ہے
جمیع حمد اللہ تعالیٰ کے لیئے ثابت ہے جو ولی
ہے اور درود نبی الامی اور اُن کے آل پر جو کہ
صاحب تقی ونقی ہیں نازل فرمایا حرف یا محذوف
ہے اور یہ کہ تالیف کرتا ہوں اور لکھتا ہوں اس
کو یعنی شروع کرتا ہوں میں اُس ذات پاک
واجب الوجود کے نام سے کہ جو اپنے ہستی میں
کسی چیز کا محتاج نہیں ہے ان[1] اللہ غنی عن العالمین
اور ہر موجود عینی وظلی اُس کے محتاج ہیں ۵
اے کہ وجود تیرا ہر موجود کی اصل وجڑ ہے تو ہی
موجود ہے اور تو ہی پہلے بھی تھا اور تو ہی رہیگا
ہر شی کے عین ثابتہ کا نقش اُسکے ثبوت کے تختی پر
فیض اقدس کے قلم سے لکھا گیا ہے اور تمامی اشیا ر
کے اعیان کا خزانہ اُسکے فیض مقدس کے حرکت
وجنبش سے ظاہر ہوا ہے اسلیئے کہ جب تک پانی
میں حرکت وجنبش نہ ہوگی حباب ظاہر و پیدا
نہیں ہو سکتا یعنی اُس کی ذات مقدس ہر شے کا
احاطہ کیئے ہوئے ہے تحقیق اللہ تعالیٰ ہر شے کا محیط ہے

---

۱ تحقیق اللہ دونوں جہان سے غنی ہے

Marfat.com

نہ احاطہ بحر مر حیتان را و نہ
جیطہ حیطان مر بستان را
دگر نہ قدم ثنویت درمیان آید
و اثنینیت روی نماید چہ سور
دیگر است و مقر دیگر و اہل در رد
دیگر بلکہ چوں احاطہ زید بوجہ
زید و رجل و سائر اعضا و قوای
او باشد کان اللہ سمعہ الذی
یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ
و یدہ الذی یبطش بہا بلکہ چوں
احاطہ زید مر سمع و بصر و ید راست
وہو السمیع البصیر ذالک بان اللہ
ہو الحق و ان تدعون من دونہ
ہو الباطل۶ الا کل شی ما خلا اللہ
باطل بیت اگر کافر زبت
آگاہ گشتے + کجا در دین خود
گمراہ گشتے + کیف ذاتی کہ صاحب
رحمت امتنانیہ است کہ مطلع

جس طرح پانی مچھلی کا یا چہار دیواری باغ کا احاطہ کئے ہوئے ہے
اللہ تعالیٰ کا احاطہ اسطرح نہیں ہے اگر اللہ تعالیٰ کا احاطہ اسطرح
ہوتا تو دوئی کا قدم درمیان میں آتا۔
اور دوئی پائی جاتی اسلئے کہ شہر تو اور قیام گاہ اور اُس میں
ٹھہرنے والے علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ اشیا کا محیط اسطرح
سے ہے کہ جسطرح زید اپنے چہرہ و ہاتھ و پانوں اور اپنے تمامی اعضار
کا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کا سمع ہو جاتا ہے
جس سے وہ سنتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُسکی آنکھ ہے جس سے وہ دیکھتا ہے
اور اللہ تعالیٰ اُس کا ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے یا یوں
کہئے کہ جس طرح زید اپنے سمع و بصر و ہاتھ اور تمامی
اعضار کا محیط ہے۔
وہو السمیع البصیر[1]۔ ذالک بان اللہ ہو الحق[2]۔
وان تدعون من دونہ ہو الباطل[3]۔ الا کل شی
ما خلا اللہ باطل[4] بیت
اگر کافر بت سے آگاہ ہوتا تو کب دین میں اپنے
گمراہ ہوتا
اُس کے ذات کی کیفیت و حالات جو کہ رحمت
امتنانیہ کے صفت سے متصف ہے بیان

[1] وہی سمیع و بصیر ہے [2] وہ تحقیق اللہ حق ہے [3] اور تحقیق جو کچھ پکارتے ہیں اُس کے علاوہ وہ باطل ہے [4] تحقیق کل شے اگر اللہ سے خالی ہوتی باطل ہوتی۔

اعمال جمیلہ ملحوظ نظر پاک او
نباشد صالح وطالح بر جناب
او ممتاز نگردد ازینجا میگوئی یا
رحمن الدنیا وگفت رحمتی وسعت
کل شئی حتی الغضب وہذا الاسم
لا یطلق علیٰ ما یطلق علیہ غیر الحق
چہ ایں صفت در غیر متحقق
نیست فہو کالعلم لہ تعالیٰ حتی
اجری علیہ قولہ الرحیم یعنی صاحب
رحمت وجوبیہ است کہ نظر بر جمال
اعمال طیبہ وارد وترتیب
ثواب را بر اعمال طیبہ بر ذات
خود التزام نمودہ است ازینجا
رحمت وجوبیہ خوانند وفی الحقیقت
ما فی الوجود الا رحمۃ امتنانیۃ
چنانکہ انکشاف ایں معنی کہ
موجب انشراح خاطر گردد

ہی نہیں ہو سکتی کسی کے اچھے اعمال پر اُس کی پاک نظر
نہیں پڑتی سعید وشقی اُس کے دربار میں ایک ہیں ایک
دوسرے سے ممتاز نہیں ہیں اسی سبب سے ہم سب کہتے ہیں کہ اپنے تمامی
مخلوقات پر بے انتہا رحم کرنیوالے آپ نے خود ہی اپنے کلام پاک
سے ہم سب کو بشارت دی ہے کہ میری رحمت ہر چیز پر واسع ہے
یہانتک کہ میرے غضب کو بھی گھیرے ہوئے ہے رحمٰن نام یا رحمٰن کی
صفت اے ہم سب کے مالک واللہ آپکے سوا کسی دوسرے کا نہیں ہو سکتا
یہ صفت آپکے علاوہ دوسرے میں پائی نہیں جاتی وہ مثل آپکے برتر
نام کے ہے۔ فہو کالعلم لہ تعالیٰ حتی اجری علیہ[1] آپکے بعد آپکا قول الرحیم
ہے اور یہ اسم بھی آپ ہی پر صادق آتا ہے یعنی آپ رحمت وجوبیہ کے
صفت سے بھی متصف ہیں اور مالک ہیں رحمت وجوبیہ کا کام اچھے
اچھے اعمالوں پر نظر رکھنا اور ثواب مرتب کرنا ہے اور یہ تمام
باتیں آپنے اپنی ذات پر واجب کرلی ہیں اسی وجہ سے آپکی
ذات کو رحمت وجوبیہ کہتے ہیں حق تو یہ ہے اور یہی
صحیح ہے کہ عالم میں سوائے رحمت امتنانیہ کے
دوسرے کا وجود نہیں ہے جیسا کہ اس معنی
کو فص سلیمانی میں شرح وبسط کے ساتھ

---

[1] پس وہ جیسا کہ علم واسطے اللہ تعالیٰ کے یہانتک کہ اجرا پایا اوپر اُس کے قول اُس کا

Marfat.com

درفص سلیمانی انشاء اللہ تعالےٰ خواہد شد تصنیف میکنم ومی نویسم

بیان کیا جائے گا انشاء اللہ العزیز۔ اس کے بعد کتاب فصوص الحکم کا لکھنا شروع کیا جاتا ہے۔

این کتاب را قال النبی الامی افضل الخلق واعرفہم باللہ کل امر ذی بال لم یبدء فیہ باسم اللہ فہو ابتر ای مقطوع الذنب فی نظر الشرع والمعرفۃ چہ ہر کارے کہ آغاز آن متلبس باسم حق نباشد شیطانی است ازینجا افضل الخلق واعرفہم بالحق میگوید درباب کسیکہ درابتداء اکل تسمیہ نگفت فاکل معہ الشیطان

تمامی خلق سے افضل اور بزرگ ہستی اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے جاننے والے نبی امی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر وہ کام جو اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے وہ دم بریدہ ہے یہ شرع شریف و معرفت کے نظر سے کہا گیا ہے کیونکہ ہر وہ کام جسکی ابتدا اللہ کے نام سے نہیں ہوتی شیطانی ہے اسیوجہ سے تمامی خلق سے افضل حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کے بارے میں کہ جس نے کھانا کھانے کی ابتدا اللہ کے نام سے نہیں کی فرمایا ہے کہ اُس کے ساتھ شیطان نے کھایا۔

یعنی در ہر کارے حاضر باش و دریاب کہ فعل چیست و فاعل کیست و چون آغاز کار مقرون باسم حق باشد گوئی فاعل در تمام کار حاضر است و خبردار و این را لازم دار وگرنہ بہتر آنست کہ فعل ناپیدا باشد و فاعل ناپیدا

یعنی ہر کام کو سمجھتے رہو اور ہوشیار رہو کہ کام کیا ہے اور کرنے والا کون ہے جب کام کی ابتدا اللہ تعالےٰ کے نام سے ہوتی ہے تو کہنا چاہیے کہ کام کرنے والا تمامی کاموں میں حاضر اور خبردار ہے اس کو لازم جانو نہیں تو بہتر یہی ہے کہ نہ تو فعل ہو اور نہ فاعل ہو۔

بیت
ہر کہ نگویای تو خاموش بہ + ہر چہ نہ یاد تو فراموش بہ

جس زبان سے آپ کی بات نہ نکلے تو خاموشی بہتر ہے اور
جس چیز سے آپکی یاد نہ آوے اُس کو بھول جانا اچھا ہے۔

Marfat.com

و در حدیث مر عارف را اشارت
دیگر است یعنی هر کار را اسم حق
داند چه هر موجود از جواهر و اعراض
عین او عین حق باشد پس ترک تسمیه
در آغاز هر کارے مبنی از حجب و غفلت
فاعل باشد پس مر آں کار را انجا
می نباشد و مر صاحب کار را سلامتی
نه و الله یدعوا الی دار السلام ق
الحمد للہ یعنی سپاس و ستایش
زبانی و ارکانی و جنانی ثابت مر حق
راست و بس کہ محیط بہر موجود است
و در ہر موجود بنمود و حمد در لغت
ثنای زبانی است کہ در مقابل جمیل
اختیاری باشد و این نیز مختص
بحضرة الحق است چنانکہ حرف تعریف
در الحمد و لام اختصاص در للہ بریں
معنی دال است الا لہ الملک و لہ الحمد
و بریں حکم اتفاق علما راہل اسلام است
و عجب آنکہ میگویند کہ حمدت زیداً

اس حدیث میں عارف کے لئے ایک دوسرا اشارہ
بھی ہے وہ یہ ہے کہ وہ سمجھے اور جانے کہ ہر کام اسم حق
ہے کیونکہ ہر موجود خواہ وہ عرض ہو یا جوہر ہو عین اسکا
عین حق ہے اسی وجہ سے ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے
اللہ تعالیٰ کا نام نہ لینا کام کرنیوالے کے حجاب اور غفلت
کو ظاہر کرتا ہے ایسی صورت میں وہ کام پورا نہیں
ہوتا اور کام کرنیوالے کیلئے سلامتی اور اچھائی نہیں ہے
اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سلامتی اور اچھائی کے گھر
کی طرف بلاتا ہے یعنی توصیف و تعریف جو کہ زبان یا
دل یا اعضاء سے کی جاوے وہ صرف اللہ ہی کیلئے
ثابت ہے جو ہر موجود کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہر
موجود میں ظاہر ہے حمد کے لغوی معنی زبان سے تعریف
کرنے کو کہتے ہیں جو کسی اچھے کام کے مقابلہ ہو اور یہ بھی
اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے جیسا کہ حرف تعریف الحمد
اور لام اختصاص کا للہ میں اسی معنی پر دلالت کرتا ہے
الا لہ الملک و لہ الحمد۔ اللہ تعالیٰ ہی کے
لئے ملک اور حمد ہے اور
اس حکم پر جمیع علماء اسلام کا اتفاق ہے
مگر یہ عجیب بات ہے کہ کہتے ہیں ہم نے زید کی حمد کی

Marfat.com

برحقیقت است و بہیچ وجہ
دراں کلام مجاز نیست و ہم چنیں
مرلہ الملک ولہ الحمد را برحقیقت میدارند
وازیں اشکال تفصی منصور نیست
مگرآنکہ نظر برحقیقت کنند واستقصائے
ایں مطلب در انفاس الخواص نمودہ شد
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل
امر ذی بال لم یبدء بحمد اللہ فہو ا
قطع و بحسب ظاہر بین الحدیثین
تدافع واقع است و فی الحقیقت
مدفوع است چہ مر ہر دو حدیث
را مراد آنست کہ تا کہ تسمیہ و حمد
نگوید شروع در کاری بزرگ
نکند و تقدیم تسمیہ بر چند طریق مسلوک است
و در کتاب مجید و کتب دیگر از کتب سماوی
و غیر آں واقع است چنانکہ بمراجعت
بوضوح خواہد پیوست
بدانکہ حمد بر دو نوع است حمد از حق وحمد از
ما یطلق علیہ غیر الحق وحمد از حق تعالے

زید کی حمد کرنا حقیقتاً ہے اور کسی طرح اس
کلام میں مجاز نہیں ہے۔ اور اسی طرح
لہ الملک ولہ الحمد کو اپنی اپنی حقیقت پر
رکھنا چاہیئے بجز حقیقت پر نظر رکھنے کے
اس اشکال سے رہائی نہیں ہو سکتی یہ مضمون
مکمل طریقہ سے انفاس الخواص میں لکھا گیا ہے۔
حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کل کام پردار ہوتے ہیں اور جو کام اللہ تعالیٰ
کے حمد سے شروع نہیں کیا جاتا وہ دم بریدہ
ہے ظاہری اعتبار سے دونوں حدیثوں میں
تدافع ہے حقیقت میں تدافع نہیں ہے
بلکہ مدفوع ہے کیونکہ دونوں حدیثوں کا یہ
مطلب ہے کہ جب تک بسم اللہ نہ کہے اور
اللہ تعالیٰ کی حمد نہ کرے کسی کام کی ابتدا نہ کرنا چاہیئے
اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے سے پہلے بسم اللہ کہنا
قرآن اور حدیث اور جملہ کتب آسمانی سے ثابت
اور مسنون ہے جیسا کہ واضح طریقہ سے اسکو آپ دیکھ سکتے ہیں
حمد کی دو قسمیں ہیں۔ حمد از حق۔ حمد از ما یطلق علیہ
غیر الحق اول حمد اللہ تعالے کی طرف سے ہے۔

Marfat.com

بر سہ قسم است قولی و فعلی و حالی قولی چنانکہ
در کتب آلہیہ واقع شدہ۔ فعلی رخسار کمالات
جمالیہ و جلالیہ را از غبار غیبوبیت مصفا
ساختن است و شاہد ممکن را بر منصۂ ظہور
وجود جلوہ دادن و از مکمن غیب بر حضرت الشہود
آوردن و ہذا ہو المراد بقول افضل الخلق و
اعرفہم بالحق لا احصی ثناء علیک انت کما
اثنیت علی نفسک چہ جلوہ دادن زید مر
حضرۃ السخا را از قبۂ غیب بر منصۂ شہود باظہار
آثار آں حمدی باشد مر او را کہ در جنب وے
حمد مرا و ترا لاشی محض می تواں گفت در حدیث
مذکور را محلی دیگر ہم ہست یعنی حمد ہر ذرہ
از کائنات و ما من شیئ الا یسبح بحمدہ حمد از حق
تعالیٰ باشد چنانکہ عنقریب توضیح و تنقیح خواہد
یافت و حمد فرد واحد در برابر محامد جملہ موجودات
وجود وے ندارد و نمود وے نیارد چنانکہ بریں
وجہ صیغہ واحد متکلم شاہد است وقد ذکرتہ فی
ترجمہ الکتاب و حالی تجلیات حق تعالیٰ است

دوئم حمد جس پر غیر حقتعالےٰ کے الفاظ دلالت کرتے ہیں
جو حمد کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اُسکی تین قسمیں ہیں
قولی۔ فعلی۔ حالی۔ حمد قولی۔ جیسا کہ کتب الٰہیہ میں
واقع ہے۔ حمد فعلی۔ کمالات جمالیہ اور جلالیہ کے رخسارات
کو غبار غیبوبت سے صاف کرنا اور شاہد ممکن کو منصہ
ظہور وجود پر جلوہ دینا اور غیب کے پردہ سے عالم شہادت
میں لانا ہے حضرت افضل الخلق و اعرفہم بالحق کے قول
سے یہی مراد ہے لا احصی ثناءً علیک انت کما اثنیت
علی نفسک مثلاً زید سخاوت کے صفت سے متصف
ہوکر سخاوت کا اظہار کرے تو یہ فعل زید کا اللہ تعالیٰ
کی ایسی حمد ہے کہ اس حمد کے مقابلہ میں ہماری اور آپکی
حمد لاشئے محض ہے۔ اس حدیث شریف کا
دوسرا محل بھی ہے یعنی کائنات کے ہر ذرہ کی حمد۔ حمد
حقتعالےٰ سے ہے یعنی کائنات کے ہر ذرہ کی زبان سے
اللہ تعالیٰ خود اپنی حمد کر رہا ہے و ما من شیئ الا یسبح بحمدہ
اسکی وضاحت عنقریب کی جاویگی ایک شخص کی حمد جملہ
موجودات کے حمد کے مقابلہ میں کوئی حقیقت اور وجود
نہیں رکھتی اس بات کی شہادت صیغہ واحد متکلم دے رہا ہے

---

[1] نہیں احاطہ کرسکتی ثنا اوپر تیرے جیسا کہ حق تیرے ثنا کا ہے۔ ۱۲

Marfat.com

بفیض اقدس وظہور نور ازلی او حمد از ما یطلق
علیہ غیر الحق تعالیٰ نیز بر سہ قسم مذکور است قولی
چنانکہ میگوئی سپاس و ستائش ثابت است
مر ایزد بے ہمتا را فعلی صرف جمیع ما خلق الی
ما خلق لاجلہ یعنی صرف کردن جمیع نعم بسوی کارے
کہ مناسب و ملائم آں باشد وحالی تخلق شدن
بندہ است باخلاق اللہ وصفاتہ سوی صفة
الوجوب الذاتی واللہ تعین وایں محامد اگرچہ
فی الحقیقة واقع نیستند مگر از حضرت اللہ الواحد
الاحد چہ ہر چہ در عرصۂ وجود آمد عین حق باشد
کہ غیر حق محال محض است چنانکہ شریک
باری تعالیٰ در وجوب ذاتی نزد علما روایت
اما بحسب ظاہر وتعین محامد منتسب اند
بسوی عبد بر امن محاربة علماء الروایة
فہو الحمد ہو المحمود اجمالاً و تفصیلاً فالآن
عرفت وجہ اختصاص الحمد بجنابہ تعالیٰ و تقدس
ق منزل الحکم علی قلوب الکلم ل منزل صیغۂ
اسم فاعل است از تنزیل بمعنی پارہ پارہ
فرود آوردن و حکم بکسر حا مہملہ و فتح

ہے جیسا کہ ترجمۃ الکتاب میں ذکر کیا گیا ہے ۔
حمد حالی ۔ اللہ تعالیٰ کے فیض اقدس سے اُسکی تجلیات
ہیں اور اُس کے نور ازلی کا ظہور ہے ۔ وہ حمد جس پر
غیر حق اطلاق کیا جاتا ہے اُسکی بھی تین قسمیں ہیں ۔
قولی فعلی حالی ۔ حمد قولی ۔ جیسے کہ ہم کہتے ہیں کہ تعریف
اور شکر ایزد بے ہمتا کیلئے ثابت ہیں ۔
حمد فعلی ۔ ہر چیز کو جسکے لئے وہ چیز پیدا کی گئی ہے اُسی کے
مطابق اُسکو صرف کرنا یعنی عام نعمتوں کا جس کے لئے
وہ مناسب ہو صرف کرنا عطا کرنا اور دینا ہے ۔
حمد حالی ۔ بندہ کا اللہ تعالیٰ کے عادتوں اور صفتوں سے
متصف ہونا اور عادی ہوتا ہے سوائے وجوب ذاتی کے
کہ حق ہی کیلئے سزاوار ہے اور یہ محامد فی الحقیقت اگرچہ
اللہ واحد الاحد میں واقع ہیں اسلئے کہ جو چیز وجود میں
ہے وہ عین حق ہے غیر حق محال محض ہے جس طرح سے
علمار روایت کے نزدیک وجوب ذاتی میں شریک
باری تعالیٰ محال ہے لیکن ظاہری حیثیت سے تمام
تعریفیں بندہ کی طرف نسبت پاتی ہیں علمار روایت کے
اس قول سے ہمیں اتفاق ہے ان معاملات میں ہم اُن سے
محاربہ نہیں کرتے پس اجمالاً و تفصیلاً وہی حامد ہے اور

Marfat.com

کاف جمع حکمت است و حکمت انسان
دانستن اشیا راست کماہی و شناختن
مار از ماہی و کار کردن بمقتضای آں
چنانکہ بعضی از علما روایت عمل
باحکام شرعیہ را داخل فقہ داشتہ
اند بخلاف معرفتہ و علم چہ معرفتہ و علم
دانستن اشیا راست کماہی و بس پس اگر
کسے مار از ماہی نشناسد و داند کہ ہر دو
ذاتاً و صفتاً یکے اند و ہمچنیں باکی را از
ضاحک جدا نکند و گوید کہ باکی حیوان
ناطق است و بس ہمچنیں ضاحک
و قائم و قاعد آنکس جاہل باشد
لا یعلم البحر من البرد لا یشعر من البرد
و آنرا عالم باشیا نخوانند و اگر یکی
را از دیگری جدا کرد و فرح را از
ترح دریافت و آب را از سراب و
راحت را از غم جدا کرد و عسل را
از سم دانست و بمقتضائے آں

وہی محمود ہے فالاں[۵] عرفت وجہ اختصاص الحمد بجنابہ
تعالی و تقدس انبیا اور اولیا کے قلوب پر حکمتوں کا
نازل کرنا منزل باب تنزیل سے ہے اسم فاعل کا صیغہ
ہے ٹکڑا ٹکڑا اُتارنا اور حِکم بکسر ح حکمت کی جمع ہے
اور حکمت انسان کا کل چیزوں کو جیسی وہ ہیں جاننا اور
پہچاننا اور سمجھنا اور سانپ کو مچھلی سے تمیز کرنا اور اُسی
کے مطابق عمل کرنا ہے چنانچہ بعضے علما روایت احکام
شرعیہ پر عمل کرنیکو فقہ میں داخل کرتے ہیں اور معرفت
و علم کو فقہ میں داخل نہیں کرتے کیونکہ علم و معرفت
جو چیز جیسی ہے ویسے ہی اُس کو جاننا اور پہچاننا
اور اُسی کے مطابق عمل کرنا ہے پس اگر کسی نے سانپ
اور مچھلی کو نہ پہچانا اور یہ سمجھا کہ دونوں ذاتاً و صفتاً
ایک ہیں اور ایسے ہی رونیوالے اور ہنسنے والے کو
جدا نہ کیا اور کہا کہ ہنسنے والا رونے والا کھڑا ہونیوالا
بیٹھنے والا حیوان ناطق ہے اور بس وہ شخص
جاہل ہے سردی اور گرمی میں تمیز نہیں کرتا اور نہ پہچانتا ہے
ایسے شخص کو اشیاء کا جاننے والا اور پہچاننے والا
نہیں کہیں گے جب کسی نے ایک کو دوسرے سے

۵ پس اب جانا تم نے کہ اللہ تعالیٰ کے جناب میں الحمد کا پڑھنا کیوں خاص کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

پرداخت و شاہد علم را بجلی عمل محلی نساخت
چہ آب را احترام نکند و از اسباب غم
احتراز نجوید و باک ندارد کہ راحت و
رنج یکی باشد و سم خورد و نیش جان
ساخت و از عسل اعراض نمود و نوش
جان نفرمود آنکس را حکیم نخوانند
اگر چہ عارف و عالم باشد بدانکہ حکمت
و معرفت حاجز ایذا و مانع آزار نگردد
چنانکہ حق تعالیٰ گفت یوذون اللہ
و رسولہ و موسیٰ گفت یا قوم لم تو
ذوننی و انتم تعلمون انی رسول اللہ
الیکم من رب العالمین و افضل الخلق
واعرفہم بالحق گفت لعن اللہ العقرب
لا یدع مصلیاً و لا غیرہ و لا نبیاً مرسلاً
و لا غیرہ و از ینجا دریاب کہ یوذون اللہ
بچہ دلالت میکند و چہ راہ می نماید مگر
دراں وقت کہ حکیم و عارف بجوشن
اتصاف بصفتہ لا یضرہ شیئ متلبس
شدہ باشد آں زمان تیر مضرت کاری

جدا کیا خوشی و غم میں پانی و شراب میں تکلیف
و راحت میں شہد و زہر میں تمیز کیا اور اس مطابق عمل
نہ کیا اور اپنے کو علم کے زیور سے آراستہ نہ کیا پانی کی
عزت نہ کی غم کے اسباب سے پرہیز نہ کیا اور راحت
و رنج کو ایک سمجھا زہر کھالیا اور شہد سے منہ موڑا
اُسکو حکیم نہیں کہیں گے اگر چہ وہ عارف و عالم ہے
اس بات کو سمجھ لو اور ذہن نشیں کر لو کہ حکمت و
معرفت تکلیف کی روکنے والے اور آزار کو منع
کرنیوالی نہیں ہوتی جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول کو ایذا دیتے ہو۔
اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے لوگو
مجھ کو کیوں تکلیف دیتے ہو حالانکہ تم یہ جانتے ہو
کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور تم لوگوں کے ہدایت کیلئے
بھیجا گیا ہوں۔ اور افضل الخلق واعرفہم بالحق
نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت کرے کہ
نمازی و غیر نمازی اور انبیاء و غیرہ کو ڈنک مارتی
ہے۔ یہاں پر ایک بات سمجھنے کی ہے اللہ تعالیٰ
کا یوذون اللہ کہنا کس بات پر دلالت کرتا ہے
اور کونسا راستہ دکھلاتا ہے ہاں عارف و حکیم کا

Marfat.com

نکند چنانکہ خلیل اللہ صلواۃ اللہ وسلامہ
علیہ بنار نمرود مردود متاذی نشد و این
منصب بجابت سعی و قدم اختیار حاصل
نتواں کرد بلی عنایت محض بدست
نتواں آورد چنانکہ سلیمان علیہ السلام
متصف شد بصفت سمع حق مطلق حتی
اذا اتوا علی وادی النمل قالت نملۃ یا
ایہا النمل ادخلوا مساکنکم لایحطمنکم سلیمان
وجنودہ وہم لایشعرون فتبسم ضاحکا
من قولہا وقال رب اوزعنی ان اشکر
نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی و
ان اعمل صالحاً ترضاہ وادخلنی برحمتک
فی عبادک الصالحین وبعضی فوائد
این آیہ در انفاس الخواص ذکر کردہ
شدہ است وخلیفہ ثانی متخلق شد بصفت
بصر حق مطلق اذ قال یا ساریۃ الجبل
وساریہ متخلق شد بصفت سمع حق مطلق
تعالی ثم اتلو علیک کلاماً ان کنت

ایک مرتبہ ایسا بھی ہے کہ وہ لایضرہ[لہ] من شیئ کی ذرہ
پہنے ہو تو اُسوقت مضرت کا حربہ اُسکے اوپر کارگر
نہیں ہوتا حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلواۃ اللہ
وسلامہ کا یہی مرتبہ تھا کہ آپ نے نمرود مردود کی
آگ سے ایذا نہیں پائی یہ منصب اور درجہ
کوشش وسعی سے کوئی شخص حاصل نہیں
کرسکتا محض اللہ تعالیٰ کے بخشش و مہربانی
سے یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے جس طرح کہ حضرت
سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے
لطف وکرم و الہام واکرام سے سمع مطلق حق
کے صفت سے متصف ہوئے یہاں تک کہ جب
پہنچے چیونٹیوں کے میدان میں کہا ایک چیونٹی
نے اے چیونٹیو چلی جاؤ اپنے گھروں میں ایسا نہ
ہو کہ سلیمان اور اُن کے لشکر تم کو پیس ڈالیں
اور اُن کو خبر نہ ہو حضرت سلیمان علیہ السلام
چیونٹیوں کے اس طرح کہنے سے مسکرادئے اور
فرمایا کہ اے رب میرے قسمت میں دے کہ میں
شکر کروں تیرے احسانوں کا جو کہ تونے مجھ

لہ نہیں ضرر پہنچاتی اس کو کوئی چیز۔

Marfat.com

مومنا باللہ وانبیائہ واولیائہ ومنہم من یومن بہ ومنہم من لا یومن بہ وما کان لنفس ان تومن الا باذن اللہ وننزل من القرآن ما ہو شفاء و رحمۃ للمومنین و لایزید الظالمین الاخسارا ویجعل الرجس علی الذین لایعقلون وانی یکون لہم الذکری وقد جاءہم رسول مبین ثم تولوا عنہ بدانکہ چنانکہ بعضی جواہر واجسام مثل میتہ و دم دافعی وسم مر بدن انسانی را در دنیا بی آب گرداند وناچیز و خراب سازد و بیقدر ہمچنیں بعضی اعراض از مقولہ افعال وکیف کہ مر قدم اختیار را در تحصیل آں راہ باشد لعل جسد را در سوق آخرۃ کاسد گرداند وفاسد و بی آب سازد و بی وقار وچنانکہ بعضی از جواہر مر بدن دیو را نافع باشد ونضارت بخش وہمچنیں بعضی از

پر اور میرے ماں باپ پر کیا ہے اور یہ کہ کروں کام نیک جو تو پسند کرے اور ملادے مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں اور خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصر حق مطلق کے صفت سے متصف ہوئے جس وقت آپنے فرمایا کہ اے ساریہ پہاڑ سے بچو اُسوقت حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمع مطلق حق سے متصف تھے اور حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنی۔

اسکے بعد ہم تم کو حق تعالیٰ کا کلام پڑھ کر سناتے ہیں اگر تم مومن ہوگے اور اللہ اور انبیا اور اولیا پر ایمان رکھتے ہوگے تو سمجھوگے۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور بعض وہ ہیں جو ایمان نہیں لائے۔

اور کسی نفس کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لاوے مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور قرآن کو ہم پر اوتارا ہے جو شفا ہے اور مومنین کیلئے رحمت ہے اور جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے ہیں اُن کے لئے نقصان وخسارہ ہے یا یوں سمجھو

Marfat.com

اعراض مذکورہ جسد اخروی را انجلا بخشد
وجلا و چنانکہ بعضے از جواہر مر بدن مذکور را
نہ نافع باشد و نہ ضار ہمچنیں بعضی از افعال
جسد مذبورہ را نہ تیرہ گرداند و نہ صاف و
کشف ایں حکم بی معونت مکاشفہ و بی حکم
وحی ناموسی میسر نیست پس افعال ضارہ
حرام شدہ اند و منہی عنہ و افعال نافع
واجب شدہ اند و مامور بہ و افعال متوسط
مباح شدہ اند لا مامور بہ و لا منہی عنہ
پس چنانکہ حکمت و معرفت مانع و حاجز
مضرت دنیوی نگردد دافع و رافع الم اخروی
نیز نگردد پس اقبال بر افعال طیبہ و ادبار
از افعال خبیثہ مر ہلکان را از عارف و
محجوب واجب آمد و ضروری ازینجا انبیا
و اولیا در تعب باشند و تاب و در بوتہ
ریاضت محترق و گداز کہ تو گرد آنچہ ایشاں
در آں باشند توانی گشت پس چنانکہ
نجات دنیوی منوط است بفرق کردن
میان مار و ماہی و عمل کردن بمقتضاے

کرتا ہے برائی اُن لوگوں کیلئے جو نہیں سمجھتے اور
کیسے ہو گا اُن کیلئے ذکر حالانکہ آئے ہیں اُن کے پاس
رسول اور اُن لوگوں نے رسول سے منہ پھیر لیا۔
اس بات کو سمجھ لو کہ بعضے جواہر و اجسام مثل مردہ و
خون و سانپ و زہر انسان کے بدن کو دنیا میں بے
رونق و ناچیز و خراب بمقدار کر دیتے ہیں اسی طرح
مقولہ کیف و فعل میں بعضے اعراض کہ جسکے حاصل
کرنے کیلئے اختیار کے قدم کو راہ ہے۔ بعض جسد کو
آخرت کے بازار میں کھوٹا و خراب و بے رونق و
بے عزت کر دیتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح بعضے اعراض
بدن دنیوی کو نفع و تازگی پہنچانیوالے اور خوش
کرنیوالے ہوتے ہیں ایسے ہی بعضے اعراض مذکورہ
اخروی جسم کو جلا بخشتے اور مصفا کر دیتے ہیں۔ جیسے کہ
بعضے جواہر بدن دنیوی کو نفع و نقصان نہیں پہنچاتے
ہیں اسی طرح بعضے افعال جسم اخروی کو نہ تو سیاہ اور
نہ صاف کرتے ہیں۔ ان تمام امور کو ٹھیک ٹھیک اور
تمام حکمتوں کو صحیح صحیح پہچاننا اور جاننا اور سمجھنا
بغیر کشف الٰہی اور وحی ناموسی کے کسی پر کھل نہیں
سکتا اور نہ کوئی جان سکتا ہے۔

Marfat.com

آں نجات اخروی نیز مربوط باشد
بفرق کردن میان نماز و زنا و میان وضو
و شرب خمر و عمل کردن بمقتضای آں و اگر
نہ چنانکہ در دنیا ہلاک گردد در آخرت نیز
خراب گردد و متألم لکن آنکہ ریح عنایت از
مہب الطاف وزیدن گیرد و راحت بخشد
چنانکہ [illegible] شد [illegible] در دنیا نا مرد و مجور
[illegible] بشارت برد و سلاماً بامرہ
[illegible] ثابت دیگر باشد و حساب دیگر
و [illegible] امر الساعۃ الا کلمح البصر
[illegible] نہایت بر سر تیرہ روزگار
[illegible] را بمنطقہ [illegible]
سیاہ [illegible] کردہ است و شب
دراز را بفرش غفلت و خواب کوتاہ
ساختہ [illegible] در وقت [illegible] گردانند
پس در [illegible] دیگر [illegible] دیگر
فقد شاہدنا [illegible] رأت ولا اذن سمعت
ولا خطر علی قلب بشر [illegible]
دوم بر نفس خود [illegible] در وقت جان دادن تو باشی

اب اس بات کو سمجھو اور جانو کہ نقصان اور ضرر پہنچانیوالے
افعال حرام ہوئے اُن سے روکا گیا اور نفع و تازگی پہنچانیوالے
افعال واجب ہوئے اُنکو اختیار کرنیکا حکم دیا گیا اور
متوسط افعال جو کہ نہ تو نقصان کرتے ہیں اور نہ فائدہ
پہنچاتے ہیں وہ مباح کیے گئے یعنی اُن کے کرنے یا نہ کرنے
میں کوئی ہرج نہیں ہے جسطرح سے کہ حکمت و معرفت
دنیاوی نقصانات سے نہیں بچا سکتی اُسی طرح اخروی
آلام کو بھی روکنے والی نہیں ہوتی۔ اسوجہ سے
اچھے اچھے کاموں کی طرف مستعد اور متوجہ ہونا اور
بُرے کاموں سے پرہیز اور منہ پھیرنا اور بچنا سب
لوگوں پر خواہ وہ عارف و عالم و حکیم ہو یا نہ ہو واجب
اور ضروری ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ تمامی انبیا اور اولیا
اور اچھے اچھے لوگ یعنی مردان کامل محنت و مشقت
میں رہتے ہیں اور بہت زیادہ ریاضت و احکام
اوامر و نواہی کے پابندی کرتے ہیں کہ ہم لوگ اُن
کے گرد کو بھی نہیں پا سکتے۔ جیسا کہ نجات دنیوی
سانپ کو مچھلی سے پہچاننے اور اُسکے مطابق عمل کرنے
پر موقوف و منحصر ہے اُسی طرح نجات اخروی نماز
و زنا اور وضو اور شراب کے پینے میں فرق کرنا اور اُسکے

Marfat.com

شمع بالیم۔ وقلوب جمع قلب است وقلب
بمعنی دل باشد ودل نزد عوام عضوی
صنوبری است کہ درون حیوان نہادہ اند
ونزد طائفہ صاحب دل چیزیست کہ
صاحب وی بمعونت وے متقلب باشد
در جمیع چیز یکہ حق تعالیٰ متصف باشد
بوی ومتصور فان القلب صورۃ المرتبۃ الالٰہیہ
ازینجا است کہ گفتہ است حق تعالیٰ ما وسعنی
ارضی ولا سماوی ولکن وسعنی قلب
عبدی المومن التقی النقی وازینجا است
کہ سوای انسان را کہ صاحب عضو
صنوبری باشد صاحب دل نخوانند
ان فی ذالک لذکری لمن کان لہ قلب
کلم جمع کلمہ است وکلمہ واسم نزد
ایں طائفہ عین ہر موجود را گویند انا
نبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح وازینجا
مراد اعیان کمل باشند از انبیا
صلوۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین وکمل
اولیا کہ مطلع شاہد معارف بخا لص عمل

مطابق عمل کرنے پر موقوف ہے نہیں تو جسطرح دنیا میں ہلاک
ہوا ہے آخرت میں بھی خراب وتاہم ہوگا۔
مگر ایسا شخص مستثنیات میں سے ہے کہ جس کے اوپر اللہ تعالیٰ
کے مہربانی کی ہوا مہربانی کے ہوا کے چلنے کی جگہ سے چلنے لگے اور
اور اللہ تعالیٰ کا رحم وکرم اُسکے حال میں شامل ہو جاوے
اور آرام پاوے وہ دوسری چیز ہے۔ کیا تم نے اسکو پڑھا
نہیں ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ سلامہ اجمعین
کے واسطے اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے
نمرود مردود کے آگ کو نور سے بدل دیا اور ان کیلئے وہ آگ
ٹھنڈک پہنچانیوالی اور سلامت رکھنے والی ہوگئی۔
عنایت وحمایت ومہربانی اور ہی چیز ہے اور حساب وکتاب
وعتاب دوسری چیز ہے۔
قیامت کا معاملہ پلک جھپکانے کی طرح ہے اگر عنایت ومہربانی
کا چراغ کسی بدقسمت وبدبخت کے سر پہ کہ جس نے ساری
عمر روشن دن کو گناہ کے تاریکی سے سیاہ کر کے رات کر دیا ہے
اور لمبی راتوں کو غفلت اور نیند کے مقراض سے کوتاہ کر کے
دن کیا ہے روشن کریں اور اُسکی آنکھ میں جلا اور دل میں
صفائی پیدا ہو جاوے اور ایسی نعمت سے اُسکو مستفید
کردیں کہ جس کو اُسکی آنکھ نے نہ دیکھا ہو اور کان نے سنا ہو

Marfat.com

مزین ساختہ باشد ازینجا است کہ حکم
گفت نہ معارف و قد عرفتہا و نزول حکم
و معارف بر ارواح انبیاء و اولیا
دفعی است و آنی فان الروح صورۃ
الحضرت الاحدیۃ و بر قلب ایشان
تدریجی و زمانی زیرا چہ قلب صورت
مرتبہ الٰہیۃ است چنانکہ گذشت
ازینجا است کہ منزل از تنزیل گرفتہ
شدہ از انزال و اگر میان تنزیل و
انزال فرق نکند پس از تنزیل باشد
یا از انزال یعنی خدائے کہ فرود آرندہٗ
علوم و معارف باشد کہ مستتبع و
مستصحب عمل باشد بر دلہای انبیاء و
اولیا کمل نہ کلمہ ہر موجود را ازاں خوانند
کہ تحقق آن و ثبوت ہر چیز بوساطت
نفس رحمانی باشد چنانکہ حرف بوساطۃ
نفس رحمانی و نفس رحمانی عبارت
از انبساط حضرت الوجود و امتداد
آن و ایں را ہر کس نشناسد و لیبوی

اور نہ اُس کے دل پر کبھی اُس کا خطرہ گذرا ہو۔
مرنے کے بعد بھی بستر سے اٹھ کر حوروں کے محل میں پہنچ
جاؤنگا اگر آپ مرنیکے وقت میرے سرہانے کی شمع ہوں۔
قلوب قلب کی جمع ہے جسکے معنی دل کے ہیں عام لوگوں کے
نزدیک دل ایک عضو صنوبری شکل کا ہے جو حیوان کے
اندر رکھا گیا ہے اور صاحب دل کے نزدیک دل اُس کو
کہتے ہیں کہ صاحب دل اُسکے مدد و معونت سے ہر اُن صفات
سے کہ حق تعالیٰ جن صفات سے متصف اور متصور ہوتا ہے بلٹا
کھاتا اور متصف ہوتا رہتا ہے یہ اسلئے کہ قلب مرتبہ الٰہیہ کی
صورت ہے اسی نظر سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری
سمائی آسمان و زمین میں نہیں ہوئی لیکن مومن تقی و نقی کے
دل میں میری سمائی ہوگئی۔ اسلئے سوائے انسان کے قلب
کے کہ جو عضوری کا مالک ہے دل نہیں کہتے بیشک اُسکے
لئے کہ جسکے دل ہے نصیحت ہے۔ وکلم کلمہ کی جمع ہے اصحاب و
دوست نزدیک کلمہ و اسم عین موجود کو کہتے ہیں۔ ہم بشارت
دیتے ہیں تجھ کو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی جن کا نام مسیح ہے یہاں پر
کلم سے مراد اعیان کمل یعنی انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور
اولیاے کاملین ہیں کہ جو شاہد معارف کے مطلع کو عمل کے
خال سے زینت دئے ہوئے اور آراستہ کئے ہوئے ہیں اسوجہ

سلہ تل

S 3367

Marfat.com

ایں ہر کس نزد الیہ یصعد الکلم الطیب
ای الافراد الکمل والعمل الصالح یرفعہ
ونیز وجود ہر چیز بی حرکت کہ لازم جرح است
ثابت نشود وکلم بمعنی جرح است ق
باحدینہ الطریق الامم ل امم بفتح ہمزہ یعنی
راہ راست است ودرست وبامنعلق
است بہ منزل یعنی طرق موصلہ بحق تعالیٰ
اگرچہ بسیار اند وپراگندہ چہ ہر راہی کہ
آنرا یکی از انبیا بدلالت وحی ناموسی
یا الہامی طی کرد وبمردم نمود ہر کہ دراں
راہ راست ودرست رفت واصل
شد وصفا ر دل حاصل کرد واختلاف
راہ موجب غوایت وضلالت باشد
چنانکہ گفت باری تعالیٰ ان ہذا صراطی
مستقیما فاتبعوہ ولا تتبع السبل
فتفرق بکم عن سبیلہ اما ہمہ راہہاے
حق تعالیٰ فی الحقیقت یکی باشند چہ
ہمہ طرق خبر از وحدۃ الوجود میدہند
وحق مینمایند اگرچہ کور درک نشنود ونبیند

سے کلم کما معارف نہیں کما تحقق انبیاء واولیائے کاملین
نے پہچان لیا ہے۔ علم اور معارف کا نزول انبیا اور اولیا کے
ارواحوں پر دفعی اورانی ہوتا ہے اسلئے کہ روح حضرت
احدیت کی صورت ہے اور اُن لوگوں کے قلوب پر تدریجی
وزمانی ہوتا ہے اسواسطے کہ قلب مرتبہ آلیتہ کی صورت ہے اسی
سے منزل باب تنزیل سے لیا گیا ہے انزال سے نہیں لیا گیا۔
اور اگر درمیان تنزیل اور انزال فرق نہ کریں تو بھی کوئی
ہرج نہیں ہے یعنی وہ خدا کہ ہر علوم ومعارف کو جو کہ تابع اور
ہمراہ عمل کے ہیں انبیا اور اولیائے کاملین کے دلوں پر نازل
واُتارنے والا ہے یا نازل واُتارتا ہے تاکہ وہ لوگ اُسکے
مطابق عمل کریں اور کلمہ ہر موجود کو اسلئے کہتے ہیں کہ اس کا
ثبوت نفس رحمانی کیواسطے سے ہے جسطرح سے کہ حروف کا
ثبوت نفس انسانی کے واسطے سے ہوتا ہے۔
نفس رحمانی حضرت الوجود کے انبساط اور امتداد کو
کہتے ہیں اور اُسکو ہر شخص پہچانتا اور جانتا نہیں ہے۔ پاک
کلمے اُسکو پہچانتے ہیں اور عمل صالح اُن کو بلند کرتا ہے۔
اور کلم کے معنی حرج کے بھی ہیں کیونکہ ہر چیز کا وجود بغیر حرکت
کے جسکے لئے حرج لازم ہے ثابت نہیں ہے۔
اَمَمْ بالفتح سیدھا اور درست راستہ اور بامنزل سے ملق ہے

و تعدد و اختلاف طرق در بعضی احکام
ارعارض است چنانکہ عنقریب تحقیق این
مطلب خواہد شد انشاء اللہ تعالیٰ پس ہمہ
راہہای انبیا مستقیم باشند و موصل
چراکہ فی الحقیقت یکی اند پس راہ مستقیم
یکی باشد و آں راہ توحید است و ہمیں
مراد است از صراط در قول باری تعالیٰ
ان ربی علی صراط مستقیم یعنی خداے
کہ فرود آرندہ است مر علوم و معارف
را کہ مستتبع اعمال باشد بر دلہای انبیا
صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہم اجمعین بیگانگی
راہ است و مستقیم چہ اگر راہ مستقیم
یکی نمی بود تنزیل حکم و معارف بوقوع
نمی آمد کہ تعدد طرق موجب غوایت
وضلالت باشد چنانکہ گذشت و وحدت
صراط در قول باری تعالیٰ صراط الذین
انعمت علیہم شاہد است کہ راہ انبیا
یکی بود چہ ہمہ انبیا علیہم السلام بشرف
ایمان ایزدی مشرف شدہ اند

یعنی اگرچہ بادی النظر میں اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے راستے
بہت سے ہیں اور پراگندہ اور بکھرے ہوئے ہیں کیونکہ جس راستہ
کو کسی انبیا نے وحی ناموسی اور الہام کے ذریعے طے کیا ہے اور
لوگوں پر ظاہر کرکے اُس راستہ پر چلایا ہے اور وہ لوگ اللہ
تعالیٰ تک پہنچ گئے ہیں اور صفائی دل حاصل کی ہے یہ
سمجھنا کہ راستہ میں اختلاف و گمراہی کا سبب ہے
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بیشک یہ میرا راستہ ہے اور
ہے اس پر چلو اور دوسرے راستے پر مت [illegible]
ہو کہ وہ دوسرے راستے تم کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے دور
کردیں حقیقت میں تمام انبیاؤں کے راستے ایک ہیں اور
تمام راستے وحدت الوجود کی خبر دیتے ہیں اور حق کو ظاہر کرتے
اگر بہرہ و اندھا نہ دیکھے و نہ سمجھے تو راستوں کے ایک ہونے میں
کوئی قباحت لازم نہیں آتی بلکہ یہ دیکھنے والوں اور چلنے
والوں کا قصور ہے۔ راستوں کا متعدد ہونا اور طریقوں
میں بعضے احکام میں اختلاف ہونا یہ عارضی ہے حقیقی نہیں
ہے۔ جیسا کہ آگے ہوگے انشاء اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام
کے تمام بتائے ہوئے راستے ایک ہیں سب مستقیم ہیں اور
اور اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والے ہیں راہ مستقیم ایک ہے
اور وہ راہ توحید ہے اللہ تعالیٰ کے قول کا جو کہ ان ربی

Marfat.com

ق من المقام الاقدم

ل این جار مجرور نیز متعلق است بہ منزل یعنی تنزیل حکم و معارف از مقام اقدم باشد و این مقام حضرت الاحدیۃ است کہ مستتبع فیضان اعیان ثابتہ باشد و استعدادات آن در حضرۃ العلمیہ کہ فیضان وجود اعیان و کمالات آن در حضرۃ العینیہ بحسب اطوار روحانیہ و جسمانیہ مبتنی است بر فیضان اول و اقدم از ان گفت کہ اسماء و صفات مستند اند بآں مقام و اگرنہ ہمہ قدم دارند و قدم و حدوث را در آنجا راہی نیست

ق وان اختلفت الملل والنحل لاختلاف الامم

ل یعنی تنزیل حکم و معارف بایگانگی راہ راست است اگرچہ از ہر اختلاف و تنوع استعداد انبیا و استعدادات ایشاں ادیان و مذاہب انبیاء مختلف باشند

علی صراط المستقیم سے یہی مطلب ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ ایک ہی مستقیم راستے سے علوم و معارف کو جو اعمال کے تابع ہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قلوب پر نازل کرتا اُتارتا اور لاتا ہے۔

اسلئے کہ اگر راستہ ایک نہ ہوتا کلم و معارف انبیا علیہم السلام کے قلوب پر نازل نہ ہوتے کیونکہ راستہ کا اختلاف گمراہی کا سبب ہوتا جیسا کہ کہا گیا۔ راستہ کا ایک ہونا خود اللہ تعالیٰ کے قول سے ثابت ہے اور قول حق تعالیٰ صراط الذین انعمت علیہم اس بات کا گواہ ہے کہ انبیا کے راستے ایک ہیں اور تمامی انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام سے مشرف و مستفید ہوئے ہیں۔

یہ جار مجرور بھی منزل سے متعلق ہے یعنی انبیا کے قلوب پر علوم و معارف مقام اقدم سے نازل ہوتے ہیں اور یہ مقام حضرت الاحدیۃ کا ہے۔ اب اسکو سمجھو کہ اعیان ثابتہ کے استعدادات کے مطابق حضرت العلمیہ سے جو کہ فیضان وجود اعیان و کمالات کا اس کے ہے بحسب اطوار روحانیہ و جسمانیہ جسکی بنیاد فیضان اول پہ رکھی گئی ہے حضرت العینیہ میں نزول فرماتے ہیں اقدم اسلئے کہا کہ اسماء و صفات اسی مقام سے مستند ہیں ورنہ سب قدیم ہیں اور قدم و حدوث

Marfat.com

چہ راہ انبیاء یک راہ ہست وآن راہ
توحید باشد اگرچہ شرائع واحکام ہر
واحد متعدد بودند ومختلف فاما شریعت
ہر نبی بحسب استعدادات امت وے
باشد ازینجا است کہ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام چیزی آورد کہ ابطال سحر کند
کہ درامت او سحر غالب بود ومسیح
علیہ السلام ابرا اکمہ وابرص واحیار
موتی آورد کہ درامت او طب غالب
بود ورسالت پناہی خاتم الانبیا محمد
رسول اللہ صلعم قرآن فصیح بلیغ معجزہ
آورد کہ غالب در وقت او تفاخر
بفصاحت وبلاغت بود وملل جمع
ملت است وملت بمعنی دین باشد
ونحل جمع نحلۃ است بمعنی تنحل یعنی
خودرا بمذہبے بستن ومراد اینجا
مذاہب اند وامم جمع امت باشد
بمعنی گروہ

ق والصلوٰۃ علی محمد الہم

اُس میں راہ نہیں ہے۔
یعنی حکم ومعارف ایک ہی مستقیم راستہ سے نازل ہوتے
ہیں اگرچہ انبیا کے امتوں کے تنوع واختلاف اور اُن کے
استعدادات کی وجہ سے مذاہب اور ادیان مختلف ہیں
حقیقت میں تمامی انبیا کا راستہ ایک ہے اور وہ راستہ
توحید کا ہے اگرچہ شریعتیں اور احکامات ہر نبی کے جدا
جدا ہیں لیکن ہر نبی کی شریعت اُن کے امتوں کے
استعدادات کے مطابق ہوئی اسی وجہ سے حضرت موسیٰ
علیہ السلام وہ چیز لائے جو سحر کو باطل کرے کیونکہ
ان کے امت میں جادو کا زور وغلبہ تھا اور حضرت
عیسیٰ علیہ السلام اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنے اور
مردہ کو زندہ کرنیکا معجزہ لائے کہ اُنکے امت کے
وقت میں طب وحکمت کا زور وغلبہ تھا اور رسالت پناہی
خاتم الانبیا قرآن فصیح وبلیغ کا معجزہ لائے کہ آپکے
وقت میں فصاحت وبلاغت کا زور وغلبہ تھا۔
ملل ملت کی جمع ہے بمعنی دین ونحل جمع نحلۃ ہے بمعنی
تنحل یعنی اپنے کو کسی گروہ کا پابند کرنا اس جگہ مذاہب
مراد ہیں اور امم امت کی جمع ہے یعنی گروہ۔

مومن کا نبی پر صلواۃ ودرود بھیجنا دعا ہے۔

Marfat.com

ل صلوٰۃ از مومن دعا است واز ملائکہ
استغفار و ملائکہ عبارت انداز مظاہر
اسمای باری تعالیٰ کہ اقتدار و تبعیت
باسم اعظم کہ رب محمد باشد علیہ الصلوٰۃ
والسلام دارند ازینجا است کہ گفتہ است
ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی و ہر
موجود در تصرف اسمی باشد از اسمار حق
تعالیٰ و تحت حکم او و محفوظ است
بملکی از ملائکہ کہ مظاہر اسما باشند پس
گفت یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ
وسلموا تسلیما و صلوٰۃ از حق تعالیٰ رحمت است
و تعلق رحمت او بہر کس اندازۂ طلب
و تقاضای او باشد پس رحمت حق تعالیٰ
بر عاصی عفو باشد و مغفرت و جنت و
حور و قصور و بر صالح باوجود این نعم
لقاء اللہ باشد و غیر آن مما لا عین رات
ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر
و بر عارف باینہمہ افاضۂ علوم است

ملائکہ کا نبی پر صلواۃ بھیجنا استغفار ہے ملائکہ
اللہ تعالےٰ کے مظاہر ہیں اور پیروی و
اقتدار اسم اعظم کی جو کہ رب محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم ہے کرتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے ان اللہ[1] وملائکتہ یصلون علی النبی۔
اور ہر موجود یعنی عالم میں جتنی چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ
کے کسی نہ کسی اسم کے تحت و تصرف میں ہیں اور
ملائکہ میں سے کوئی نہ کوئی ملائک جو کہ مظاہر انبیا
ہیں اُن تمام چیزوں پر مقرر ہیں اور اُنکی حفاظت
کرتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا
یا ایہا[2] الذین آمنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔
اللہ تعالیٰ کا نبی پر صلوٰۃ بھیجنا رحمت ہے اللہ تعالیٰ
کے رحمت کا تعلق ہر شخص کے ساتھ اُس کے
استعداد و طلب و تقاضا کے انداز کے مطابق
ہوتا ہے اس وجہ سے گنہگار پر اللہ تعالیٰ کی رحمت
اُس کے گناہوں کو معاف کرنا اور جنت و حور و
قصور کا عطا فرماتا ہے اور صالح بندوں پر
باوجود ان نعمتوں کے اللہ تعالیٰ کی لقا ہے اور

[1] تحقیق اللہ اور فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں [2] اے وہ لوگ کہ جو ایمان لائے ہو تم بھی نبی پر درود بھیجو۔

Marfat.com

ومعارف یقینیہ در محقق کامل از انبیا و
اولیا رکمل با اینہمہ متجلی بودن حق است
بتجلیات ذاتیہ صفاتیہ و اسمائیہ و حمد
اسم فاعل است از امداد و ہمم جمع ہمت است
بمعنی قصد و نقد ہمت بہ و ہم بہا و در
اصطلاح بمعنی توجہ دل است و قصد
آں بجمیع قوای روحانی بجناب حق تعالیٰ
و تقدس یعنی دعا مومنان و استغفار
ملائکہ و رحمت ایزد پاک توجہ نمودہ و نزول
فرمودہ است یا نازل باد بران کہ مدد
و امداد نمودہ است ہمتہای مومنان
و عارفان را بایشانکہ نمودہ است
بایشان طریق موصل بحق و محقق می
گرداند بر ایشان حقیقت حال کہ
موجب کشف و شہود باشد و صورت
ذوق و وجدان برین تقدیر بعض
ہم مراد باشند کہ منتفع بامداد بعض
ہم اند و تواند بود کہ دار ہمم برا ے
جنس مستغرق باشد چہ مدد و امداد

اُسکے علاوہ اور بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جس کو نہ
آنکھوں نے دیکھا ہے نہ کانوں نے سنا ہے اور نہ دل پر
کسی بشر کے اُس کا خطرہ گذرا ہے۔ اور عارف پر
باوجود ان تمام نعمتوں کے افاضہ علوم ہے اور معارف
یقینیہ سے فیضیاب ہوتا ہے اور محقق کامل انبیا و اولیا
کمل کا باوجود ان تمام نعمتوں کے اللہ تعالیٰ کا تجلیات
ذاتیہ وصفاتیہ و اسمائیہ سے متجلی ہوتا ہے۔ حمد اسم
فاعل کا صیغہ ہے جو امداد سے ہے وہمم ہمت کی جمع ہے
جسکے معنی قصد کے ہیں نقد ہمت بہ و ہم بہا اور اصطلاح
میں توجہ دل کو کہتے ہیں یعنی تمامی قوائے روحانی و
جسمانی سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دل کو متوجہ کرنا۔
یعنی مومنوں کی دعا اور فرشتوں کی استغفار اور اللہ
تعالیٰ کی رحمت نے توجہ کی ہے اور نزول فرمایا ہے۔
یا نازل ہو اُس پر کہ جنھوں نے مدد اور امداد عارفوں
مومنوں کی ہمتوں کی کی ہے اس لئے کہ اُن کو اللہ تعالیٰ
تک پہنچنے کا راستہ دکھایا ہے اور اُن پر حقیقت حال کو
ظاہر کردیا ہے جس سے کشف و شہود اُن کو حاصل ہوتا ہے
جو کہ صورت ذوق و وجدان کا ہے۔ ایسی صورت میں
بعض ہمتیں اُن کی امداد سے فائدہ اٹھانیوالے ہیں۔

Marfat.com

ہرکس از صالح وطالح در چیزے از
ایمان وکفر وصلاح وسفاح از جناب
اوست علیہ السلام چہ اگر قدم مبارک
او درمیان نشنود ہرکس دست شفاعت
خود بجناب مبدء برندارد و ہیچ چیز از
زندان عدم بر در ہستی وشہود قدم نہند
وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین پس
حقیقت او واسطہ باشد درمیان مبدء
وجمیع موجودات وکمالات آں لولاک
لما خلقت الافلاک از ینجا است کہ
گفت حق تعالیٰ اذا ذکرت ذکرت
معی وگفت واسطہ مذکور من لم
یشکر الناس لم یشکر اللہ واز ینجا واجب
شد کہ حمد ایزدی مستتبع درود نبوی
باشد دگرنہ مر حمد را جمال کجاست ومر صاحب
حمد را کمال کجا ودر بعضی نسخہ وصلی اللہ
واقع است بجاے والصلوٰۃ

اس کے یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں لام الہم میں جنس
مستغرق کے لیئے ہے کیونکہ مدد و امداد ہر شخص کی
خواہ صالح ہو یا طالح ایمان ہو یا کفر اچھائی ہو یا
برائی اُنھیں کے جناب سے ہے صلی اللہ علیہ وسلم
کیونکہ اگر قدم مبارک آپ کا درمیان میں نہ ہو کوئی
شخص اپنے شفاعت کا ہاتھ خدا کے درگاہ میں نہ
اُٹھاوے اور کوئی چیز عدم کے جیل خانہ سے ہستی
اور شہود کے چبوترے پر قدم نہ رکھے یعنی عدم سے وجود
میں نہ آوے ظاہر وپیدا نہ ہو وما[1] ارسلناک الا
رحمۃ للعالمین۔ پس حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
حق تعالیٰ وتمامی موجودات اور کمالات موجودات کے
درمیان واسطہ ہے۔ لولاک[2] لما خلقت الافلاک
اسی مقام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذا[3] ذکرت
ذکرت معی اور بھی واسطہ مذکور سے فرمایا ہے من لم
یشکر[4] الناس لم یشکر اللہ اسی وجہ سے واجب ہے کہ
خدا کے حمد کے ساتھ نبی پر درود بھیجنا چاہئے نہیں
تو حمد کیلئے جمال اور حمد کرنیوالے کیلئے کمال نہیں ہے۔

[1] اور نہیں بھیجا ہم نے آپکو مگر رحمت دونوں جہان کی [2] اگر نہ ہوتے آپ نہ پیدا کرتا افلاک کو [3] جب تو یاد اللہ کو تو مجھے بھی اُسکے ساتھ یاد کر [4] جس نے نہ شکر کیا لوگوں کا اُس نے نہ شکر اللہ کا۔

Marfat.com

ق من خزائن الجود والکرم

ل این متعلق است بممد وخزائن جمع
خزینہ است وخزائن جود وکرم حقائق
الٰہیہ اند کہ عبارت از اسمار وصفات
حق تعالیٰ باشند فہو یدبر العالم بالعالم و
لتسمع شرح ہذا انشاء اللہ تعالیٰ وجود
صفت حق است کہ نظر بر مطلع استحقاق
کسی در جمال وکمال او از افعال حمیدہ
وصفات پسندیدہ ندارد وگوش خود
بر صدای سوال مفتوح نسازد ہ گر
تو ای گل گوش بر آواز بلبل مسکین نہ کار مشکل
می شود بر بی زبانان چمن ۔ وکرم صفتی است
بخلاف جود وجود فیض رحمانی است وکرم
فیض رحیمی وقول شیخ قدس سرہ کہ ممد باشد
اشارت است بانیکہ موہبت ہر چیز از حق
جواد کریم است بجود وکرم حق از ینجا
اضافت خزائن بسوی جود وکرم واقع
شد یعنی امداد نبی علیہ السلام مر ہمم را از
خزائن جود وکرم حق تعالیٰ است پس

بعضے نسخوں میں صلوٰۃ کی جگہ صلی اللہ ہے ۔ یہ ممد سے
متعلق ہے خزائن خزینہ کی جمع ہے خزائن جود وکرم حقائق
الٰہیہ میں جو اللہ تعالیٰ کے اسمار صفات ہیں پس اللہ تعالیٰ
عالم کی تدبیر عالم سے کرتا ہے آگے اسکی شرح بیان کی جائیگی
انشاء اللہ تعالیٰ ۔ جود حق کی صفت ہے جو کسی کے استحقاق
اور جمال وکمال اور اچھے اچھے کاموں اور فعلوں پر نظر
نہیں رکھتا اور اپنے کان کو اچھے اچھے لوگوں کے سوالوں
پر نہیں کھولتا ہر شخص پر رحمت اُس پر فرض ہے ۔
اے گل اگر تو بلبل کے آواز پر کان لگا دیگا تو غریب بیچارے
چمن کے بے زبانوں پر سخت گراں گذرے گا ۔
کرم جود کے صفت سے برعکس ہے جود فیض رحمانی
ہے اور کرم فیض رحیمی ہے ۔ شیخ کا یہ قول کہ مدد
پہنچانے والا ہے اشارہ ہے کہ ہر شے کو ہستی عطا
کرنا جود کا کام ہے اسی وجہ سے خزائن کی اضافت
جود وکرم کی طرف واقع ہوئی ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمتوں کو مدد پہنچانا
اللہ تعالیٰ کے جود وکرم کے خزانہ سے ہے ایسی
صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمتوں کو مدد
پہنچانا از روئے خلافت ہے اصالتاً نہیں ہے ۔

Marfat.com

امداد نبی علیہ السلام مرہم را از خزائن جود و
کرم از روئے خلافت باشد نہ اصالت
و در بعضی نسخہ خزانہ واقع است بجائے
خزائن

ق بالقیل الاقوم

ل این نیز متعلق است بمد یعنی مد است
بسخنی کہ قوام تمام وارد و مستقیم تر باشد
کہ قرآن باشد کہ امداد و مرہم را از راہ
قرآن است ہذا بحر فرات سائغ شرابہ
ہر کہ ازیں بحر مشرب ساخت زقوم حرمان
از سلامت اخروی مرا و را گلوگیر نشود و
کام شیریں او را تلخ نگرداند و تشریف
اسلام کہ سازندکا سر آلام اخروی باشد مشرف
گردد و ہر کہ دراں دریائے عمیق تعمق نمود و در
علوم و معارف کہ موجب سعادت سرمدی باشد
برآورد غنا یافت و از ذلت دربدری خلاص شد و زکوٰۃ
و طہارت حقیقی او را حاصل شد و قول
غواص بحر حقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا زکوٰۃ الا عن ظہر غنی بعینہ

بعض نسخوں میں خزائن کی جگہ پر خزانہ ہے ۔

یہ بھی مد سے متعلق ہے یعنی ایسی بات اور ایسے چیز سے
امداد پہنچاتے ہیں جو بہت ہی مستحکم اور مستقیم ہے کہ قرآن
ہے یعنی ہمتوں کو قرآن کے ذریعہ مدد پہنچانے میں یہ دریا
ہے جس کا پانی نہایت ہی خوشگوار ہے جس نے اس دریا
کے میٹھے پانی کو پیا اُس کا حلق شیریں ہو جائے گا اور
حرمان اخروی کا زقوم اُس کے گلوگیر نہ ہوگا اور
اُس کے حلق شیریں کو کڑوا نہ کرے گا اور شرافت
اسلام سے جو کہ آلام اخروی کا توڑنے والا اور چھپانے والا
ہے مشرف ہوگا۔ اور جس نے کہ اس گہرے دریا میں غوطہ
لگایا حکمت اور معرفت کے موتیوں کو پالیا غنی ہو گیا
اور طہارت حقیقی و سعادت سرمدی اس کو حاصل
ہو گئی اور دربدر کی گداگری اور ذلت سے چھٹکارہ
پا گیا غواص بحر حقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے قول جو کہ نہیں ہے زکوٰۃ مگر یہ کہ تونگری کی پشت پناہی
کرنے کا اسی طرف اشارہ ہے اور جس نے اس میٹھے دریا
کے پانی پینے سے روگردانی کی ۔

یعنی نہ پیادہ گمراہی کے موج و تھپیڑے میں پڑ گیا
اور یہ دریا کھاری ہے اور تم سب گوشت تازہ کھاتے

Marfat.com

چیز اشارت تواند بود وہر کہ ازاں دریاے
شیریں اعراض نمود در لجۂ ضلالت و تلاطم
غوایت افتاد و ہذا بحر اجاج و من کل تاکلون
لحما طریا چہ ہیچکس از رزق تروتازہ جسمانی
او محروم نیست کہ رحمٰن صفت عام اوست
ع بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست
و ما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا
پس ایں اکرام و تکریم مختص بفردی نباشد
و لقد کرمنا بنی آدم و تواند بود کہ مراد از
قیل اقوم قول مطلق نبی باشد علیہ السلام
کہ قول او ہیچ وجہ انحراف و اعوجاج ندارد
کہ مظہر اسم جامع است و اسم ہادی چراغ
ہدایت فرا راہ او دارد و آں قول بلسان
استعداد مرتبہ اوست کہ در غایت کمال
و اعتدال واقع شدہ کہ بداں استعداد
استفادہ و استفاضہ و افادہ و افاضہ

ہو کیونکہ کوئی شخص اُس کے تروتازہ رزق سے محروم
نہیں ہے اس لئے کہ عام صفت اُن کی رحمٰن ہے۔

بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

و ما من دابۃ[1] فی الارض الا علی اللہ رزقہا۔ پس یہ اکرام و تکریم
کسی فرد کیلئے خاص نہیں ہے و لقد کرمنا بنی آدم تحقیق ہم نے
آدم (علیہ السلام) کے بیٹوں کو عزت دار بنایا اور یہ بھی
ہوسکتا ہے کہ قیل اقوم سے مراد قول مطلق نبی صلی اللہ
علیہ وسلم ہو اس وجہ سے کہ آپ کے قول میں کسی طرح سے
انحراف[3] و اعوجاج[4] نہیں ہے کیونکہ آپ مظہر اسم جامع
ہیں اور اللہ تعالیٰ کا اسم ہادی۔ ہدایت کا چراغ
آپ کے راستہ پر رکھے ہوئے ہیں۔ اور یہ بات
حضور پر نور کے استعداد و مرتبہ کے لحاظ سے ہے
کیونکہ آپ کی استعداد اور آپ کا مرتبہ غایت مرتبہ
و کمال رکھتا ہے کہ اُس استعداد و کمالات
سے ہر شخص جیسی اُس کی استعداد ہوتی ہے استفادہ[5]
و استفاضہ[6] و افادہ[7] و افاضہ[8] حاصل کرتا ہے۔

---

۱ اور نہیں ہے کوئی دابہ زمین میں مگر رزق اُس کا اوپر اللہ کے ہے ۲ تحقیق عزت دیا ہم نے آدم کے بیٹوں کو
۳ روگردانی کرنا ۴ ٹیڑھا ہونا ۵ فائدہ حاصل کرنا ۶ فیض حاصل کرنا ۷ فائدہ اُٹھانا
۸ فیض اُٹھانا۔

Marfat.com

میکند بحسب استعداد مردم وانالموفوہم نصیبہم غیرمنقوص ولسانِ قال وحال تابع لسان استعداد است پس چون استعداد کس در غایت کمال باشد قال وحال او در نہایت صدق و صفا است پس قول نبی علیہ السلام اقوم اقوال باشد وحال او اصدق احوال

ق محمد **ل** عطف بیان است مرمحمد را یعنی آں محمد محمد عربی مکی ہاشمی است وآں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف است **ق** وآلہ

ل ایں عطف است بر محمد یعنی درود نازل بر آل نبی علیہ السلام بدانکہ حمد برحق تعالیٰ تمام نیست مگر بہ تشفیع آل بدرود آل او چنانکہ میدانی کہ در حالت خاص کہ درآں حالت بجز توجہ بحق تعالیٰ محبوب ومرضی نیست کہ نماز باشد

وانالموفوہم[۵] نصیبہم غیرمنقوص قال اور حال کی زبانی استعداد کے زبان کے تابع ہے اس لئے جب کہ استعداد کسی کی انتہائی کمال پر ہوتی ہے اُس کا قال اور حال بے حد صدق وصفا رکھتا ہے اسلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول تمام قولوں سے مضبوط اور حال اُن کا تمام احوال سے سچا ہے یہ محمد کیلئے عطف بیان ہے ۔

یعنی مدد پہونچانے والے محمدؐ عربی مکی ہاشمی ہیں اور وہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہیں صلی اللہ علیہ وسلم یہ محمدؐ پر عطف ہے یعنی آل نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود وصلوٰۃ نازل ہے اس بات کو سمجھ لو اور ذہن نشین کرلو کہ اللہ تعالیٰ کی حمد پوری نہیں ہوتی جب تک کہ حمد کے ساتھ نبی علیہ السلام پر درود نہ بھیجی جاوے اسی طرح درود بھیجنا اُس اشرف الموجودات پر پورا نہیں ہوتا جب تک کہ آپ کے آل پر درود نہ بھیجی جاوے جیساکہ تم جانتے ہو کہ حالت خاص یعنی نماز

---

[۵] ان کے اعمال کی جزا جو ان کو ملنا ہے پورا پورا دیں گے بغیر کچھ کمی کے

درود فرستادن بر نبی و آل او محبوب
و مرضی آمد بلکہ نماز بدون آں تمام نشود
پس اکنوں دریاب کہ شان نبوت او
چون است و محبت اہل بیت تا بر کجا
بر کشید پسر بشنو کہ گفتہ است حق
تعالیٰ بطریق حکایت از بندۂ خاص
خود واما الجدار[1] فکان لغلامین یتیمین
فی المدینۃ وکان تحتہ کنز لہما وکان
ابوہما صالحاً فاراد ربک ان یبلغا
اشدہما ویستخرجا کنزہما رحمۃ من
ربک وما فعلتہ عن امری ذالک
تاویل مالم تستطع علیہ صبرا پس قول
او کہ ابوہما صالحا باشد تنبیہ است
برینکہ اولاد آں کہ عزیز صالح واجب الرعایۃ
والحمایۃ باشد و بمفاصل بسیار منظور
شوند کہ درمیان آں عزیز صالح مرد و
یتیم مذکور ہفت آبا بودند و آں عزیز
صالح سیاح بود فما ظنک بحسب اہل بیت

میں کہ اُس حالت میں توجہ سوائے حق تعالیٰ کے
محبوب و پسندیدہ نہیں ہے درود بھیجنا نبی پر
اور اس کے آل پر اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پسندیدہ
ہے بلکہ نماز بغیر درود کے پوری نہیں ہوتی اب تم
سمجھو کہ اُسکے نبوت کی شان بہت بڑی ہے اور محبت
اہل بیت کی ہم کو اور آپ کو کہاں تک لیگی اب تم سنو
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور وہ دیوار دو یتیم لڑکوں
کی تھی جو شہر میں رہتے تھے اور اس دیوار کے نیچے
خزانہ تھا اور وہ خزانہ انھیں دونوں یتیم لڑکوں کا
تھا جو نابالغ تھے اور اُن دونوں یتیم لڑکوں کا
باپ نیک بخت تھا پھر چاہا تیرے رب نے کہ
وہ دونوں یتیم لڑکے جوان ہوں اور اپنے زور و
قوت کو پہنچیں مہربانی سے تیرے رب کے دیوار
کے نیچے سے گڑے ہوئے خزانہ کو نکال لیں اور یہ
جو کچھ کیا ہے میں نے اپنے سے نہیں کیا ہے بلکہ
اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا ہے۔ یہ اصل حقیقت
ہے اُن چیزوں کی جس پر تو ٹھہر و صبر نہ سکا۔
اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندہ عزیز صالح کا ہمارے

لہ

Marfat.com

اشرف موجودات و رعایت وحمایت
ایشاں بلکہ اگر عنایت ایزدی دستگیری
نماید و قول مذکور واقعی بر تو متجلی شود
پس رعایت وحمایت ہر مومن بر خود
لازم گیری کہ صلاح آدم ونوح علیہما الصلوٰۃ
والسلام محرک بریں معنی تواند شد و ترا
جنبش بسوی محبت و رعایت ہر مومن
تواند داد لیکن او تفاخر و رعونت درمیان
نیارد و گفتہ است حق تعالیٰ اولی الناس[ل]
بابراہیم للذین اتبعوہ وہذا النبی والذین
آمنوا واللہ ولی المومنین یعنی قریب و
واصل تر با براہیم علیہ السلام ہر آئینہ آں
طائفہ باشند کہ آئینہ خود را بصیقل تبعیت
ابراہیم علیہ السلام مصقل ساختہ باشند
وآں محمد است و طائفہ کہ ایماں آوردہ
اند بوے قل بل نتبع ملت ابراہیم حنیفا
بصیغہ متکلم مع الغیر فالمراد بالذین اتبعوہ

سمجھانے کیلئے ذکر کیا ہے اور ہمارے لئے اس امر کی تنبیہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس عزیز صالح کی اولاد
واجب الرعایت والحمایت ہیں حالانکہ اُس عزیز صالح
اور اس کی اولاد دونوں یتیم لڑکوں کے درمیان سات
پشت کا فرق تھا اور اُس عزیز صالح کا نام صباغ
اب تم سوچو اور سمجھو کہ محبت اہل بیت کی تم پر کہاں تک
فرض ہے بلکہ اگر عنایت ایزدی و خداوندی ہماری دستگیر
کرے اور آیت مذکور صحیح طور پر تم پر متجلی ہو تو تم ہر
مومن کی رعائت وحمایت اپنے اوپر لازم وضروری
سمجھو گے کہ آدم ونوح علیہ الصلواۃ والسلام کی صلاحیت
اسی معنی کی محرک ہو سکتی ہے اور ہر مومن کی رعائت
ومحبت کی طرف تم کو راغب کر سکتی ہے لیکن فخر ورعونت
درمیان میں نہ لانا چاہیئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
قریب تر اور واصل حضرت ابراہیم علیہ الصلواۃ والسلام
کے ساتھ وہ گروہ ہیں جنھوں نے اپنے آئینہ عین کو
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیروی کے صیقل سے صاف
کرلیا ہے اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ گروہ کہ

ل سب آدمیوں میں زیادہ قربت والے حضرت ابراہیم کے ساتھ وہ لوگ تھے یا ہیں جنھوں نے اُن کا اتباع کیا اور
یہ نبی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔

Marfat.com

هذا النبی والذین آمنوا اکتفا بهمیں نکرد تا تنبیه
کند که وجه قرب نبی و مومنان با براهیم تبعیت
او باشد نه قرابت پس تفاخر یهود و نصاریٰ
بر بلال و امثال وی لقرب ابراهیم سودے
نکند و اعتبارے ندارد پس دریں کریمه
رد تفاخر یهود و نصاریٰ است و ایں حجت
قاطع است بر ترک فخر نسب از هر کس
که باشد فاتبع سواء السبیل ودع عنک
القال والقیل بعد ازاں گفت والله
ولی المومنیں با آنکه گفت است الحمد
لله رب العالمین بلکه در قرب خود هر
مومن و کافر نیز گفته است نحن اقرب
الیه من حبل الورید یعنی بسوی انسان
مطلق چنانکه در قصص هود می خواهد آمد
انشاء الله العزیز اما ایں قرب سودے
ندارد و اعتبارے ندارد ازینجا گفت والله
ولی المومنیں چوں لوای عظمت و شفاعت
سید الاولیں والآخرین بس عریض است

جو آپ پر ایمان لایا ہے۔ قل بل نتبعوا ملت ابراہیم حنیفا
بصیغہ متکلم مع الغیر فرمایا ہے یعنی کہو کہ اتباع کرتے ہیں ہم
ملت ابراہیم حنیف کی۔ پس مراد یہ ہے کہ اتباع کریں
اس نبی کی اور ایمان لائیں اُن پر اسی کہنے پر اکتفا نہیں
کیا اسلئے کہ متنبہ کرے کہ قربت کی وجہ نبی اور مومنوں
کی ابراہیم علیہ السلام سے اُن کے لائے ہوئے احکام کی
پیروی کرنا ہے قرابت نہیں ہے اسوجہ سے یہود و نصاریٰ
کا نسب وحسب کے اعتبار سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ
یا مثل اُن کے دوسروں پر فخر کرنا کوئی فائدہ اور کوئی
اعتبار نہیں رکھتا۔
آیت کریمہ یہود و نصاریٰ کے تفاخر نسب کے اور تردید
کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ دلیل ترک فخر نسب
پر جس شخص سے بھی ہو دلیل قاطع ہے پس انھیں راستہ
کی اتباع کرو اور قیل و قال کو چھوڑ دو بعد اس کے
فرمایا ہے واللہ ولی المومنین باوجود اس کے کہ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ہے الحمد للہ رب العالمین۔ یہانتک کہ
ہر مومن و کافر کے متعلق فرمایا ہے ونحن اقرب الیہ من
حبل الورید یہ انسان مطلق کی طرف اشارہ ہے جیساکہ

[1] اللہ مومنوں کا دوست ہے [2] تمامی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہے [3] ہم بہت قریب ہیں تمہارے رگ گردن سے

Marfat.com

گفت صلی اللہ علیہ وسلم تحت لوائی آدم
ومن دونہ پس گنجائش دارد کہ اولاد امجاد
واحفاد اکباد او صد گونہ تفاخر درمیان
کنند الصالحین للہ والطالحین لی رمزیست
بسوی ایں معنی بلکہ میرسد کہ باقی امت
کہ از شرف قرابت صوری ایں سرور
محروم شدہ اند مباہات درمیان کنند
کہ اللہ تعالیٰ ایشاں را امت آں
سید المرسلین والآخرین گردانید
چنانکہ موسیٰ وعیسیٰ وغیر ایشاں غبطہ
ایں معنی کردہ اند چنانکہ فقیر ذکر کردہ است
در ترجمۃ الکتاب پس بر ما حب اہل بیت
ورعایت وحمایت ایشاں واجب باشد
وبر ایشاں شفقت وترحم بر امت خود
لازم کہ رسول چنیں بود لیکن تا بجاے
سرکشی کہ دربارۂ بزرگان از لو نامناسب
گفتہ شود یا ظن نامناسب بحال ایشاں
درلو راہ یابد و مرکوز خاطر شود

فص ہودی میں یہ بیان آویگا انشاء اللہ تعالیٰ لیکن یہ
نزدیکی اور یہ قرب کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا اور نہ کوئی
اعتبار رکھتا ہے اسوجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
اللہ مومنوں کو دوست رکھتا ہے چونکہ سید الاولین
والآخرین کے عظمت وشفاعت کا جھنڈا بہت چوڑا
ہے اسلئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
تحت لوائی آدم ومن دونہ یعنی میرے جھنڈے کے
نیچے آدم اور علاوہ اُس کے ہیں۔
پس اس بات کی گنجائش ہے کہ آپ کے آل واولاد
سیکڑوں تفاخر کریں الصالحین للہ[1] والطالحین لی
میں ایک رمز ہے جو اسی معنی کی طرف دلالت کرتا ہے۔
یہانتک کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ باقی امت بھی جو کہ حضور
کے قرابت صوری کے شرف سے محروم ہیں فخر کریں کہ
اللہ تعالیٰ نے اُن کو سید الاولین والآخرین کا امتی بنایا
جیسا کہ حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ علیہم السلام نے
اور علاوہ اُن کے دوسرے پیغامبران نے اس کی آرزو
کی ہے جیسا کہ ترجمۃ الکتاب میں اس کا ذکر کیا گیا ہے
پس ہم پر اہل بیت کی محبت اور ان کی حمایت ورعایت

---

[1] نیک اور صالح بندے اللہ تعالیٰ کے لئے اور گنہگار بندے میرے لئے ہیں۔

Marfat.com

یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن
ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا تغتیب
بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ
میتا فکرہتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب الرحیم
ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم و مراد داشتن از
آل بحسب فہم عوام است وگرنہ بر تحقیق
شیخ علما عرفا اند ق وسلم
ل دریں قول مرجح است نسخہ صلی اللہ
را اگرچہ اسمیہ بودن جملہ کہ معطوف
علیہ است مر جملہ صلوتیہ را مرجح است
کہ جملہ صلوتیہ جملہ اسمیہ باشد پس مر جملہ
صلوتیہ را دو وجہ ست وجہی و نظری
سابق خود دارد و وجہی و نظری دیگر
بلاحق خود یعنی تسلیم حق تعالیٰ وغیر او
بر نبی باد و آل وے علیہ السلام و تسلیم
از حق تعالیٰ متجلی شدن حق ست
با اسم سلام کہ مورث سلامتی است از
منقصت حجب غفلت و معد و ممد
تجلیات جمال حق بود و منجی از سطوات

واجب ہے اور اُن لوگوں پر ترحم اور مہربانی اپنے
امت پر لازم ہے کہ رسول ایسے ہی تھے لیکن اس حد
تک سرکشی نہ کرو کہ بزرگوں کے بارے میں اقوال نامناسب
سرزد ہوں یا گمان نامناسب اُن کے حالات میں
لے جاؤ ورنہ گنہگار ہوگے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے کہ اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو بچو بُرے گمان
سے کہ تحقیق بعض بُرے گمان گناہ ہیں اور مت تلاش
کرو اور مت غیبت کرو بعضوں کی بعضوں سے کیونکہ
دوست رکھتے ہو کسی کو اور کھاتے ہو گوشت اپنے مرے
ہوئے بھائی کا بس کراہیت کرو اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے
تحقیق اللہ تعالیٰ توبہ کرنیوالوں پر رحم کرتا ہے تحقیق تم میں
سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت دار وہ ہے جو اللہ تعالیٰ
سے ڈرتا ہے آل سے اولاد مراد لینا عوام کے سمجھ کے
مطابق ہے ورنہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے تحقیق کے
مطابق آل سے مراد علما و عرفا ہیں۔

یہ قول راجح ہے صلی اللہ سے اگرچہ دونوں جملے اسمیہ ہیں جو کہ
جملہ صلواتیہ کیلئے معطوف علیہ ہے اور راجح ہے کہ جملہ
صلواتیہ جملہ اسمیہ ہے پس جملہ صلواتیہ کیلئے دو وجہ ہے
ایک وجہ سابق میں اپنے رکھتا ہے اور دوسری وجہ اپنے

Marfat.com

جلال و از مومنان دعا ست بزبان
استسلام و انقیا بجوارح بطوع و رغبت
نہ بنفاق و کراہت۔

ق اما بعد فانی رایت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی مبشرۃ اریتہا
فی العشرۃ الاخیر فی المحرم سنہ سبع
وعشرین وستمائۃ بمحروسۃ دمشق
وبیدہ کتاب فقال لی ہذا الکتاب
فصوص الحکم
خذہ واخرج بہ الی الناس ینتفعون بہ

ل ایں شروع است در سبب تالیف
کتاب و اشارات بسوی اعتذار در
اظہار اسرار الٰہی یعنی عارف امین حق است
اسرار حقانی را واجب الستر داند اگر نہ
امانت نماند و خیانت روی نماید پس
فاش نگرداند آں اسرار را اگر آنکہ مامور
شود آں زمان معذور بود و تشنیع
مردم بر اظہار اسرار شنیع تر بود و کلمہ بعد
بضم دال باشد و مبشرہ صیغہ اسم

سے ملی ہوئی رکھتا ہے۔ یعنی سلام حق تعالیٰ کا
اور اُس کے غیر کا نبی پر اور آل نبی پر ہو۔ اللہ تعالیٰ
نبی پر سلام اللہ تعالیٰ کا اسم سلام سے متجلی ہوتا ہے
جو کہ حجاب و غفلت کے نقصان سے سلامتی کا
موجب و سبب ہے اور اللہ تعالیٰ کے جمالی تجلیات کا
مدد پہنچانیوالا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سطوت و جلال
سے نجات دینے والا ہے اور مومنوں کا سلام
استسلام کے زبان سے دعا ہے نقصان و کراہت
سے نہیں بلکہ رغبت و محبت سے اعضا کو جھکانا ہے
حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ نے
تالیف و تصنیف کرنے کے اسباب اور اسرار الٰہی
کے ظاہر کرنے کے عذر سے اس کتاب فصوص الحکم
کو لکھنا شروع کیا ہے کہ عارف باللہ اسرار حقانی
کا امانت رکھنے والا ہے اس لئے اُن اسرار کا چھپانا
اُس پر واجب ہے اسرار حقانی کے ظاہر کرنے سے
عارف باللہ کا گریز کرنا لازمی ہے ورنہ خیانت
ہو گی اور امین کے شان کے خلاف ہے یہی وجہ ہے
کہ عارف باللہ اسرار حقانی کو ظاہر نہیں کرتا اگر
اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن بھید دل کے ظاہر کرنیکا

Marfat.com

فاعل است از تبشیر و موصوف آں
محذوف است کہ رویا باشد و موصوف
مذکور واجب الحذف است در کلام
عرب و اریتہا صیغۂ ماضی مجہول است
از ارارت فاعل وی اللہ است و قول
شیخ کہ فی العشرۃ الاخیرہ برایت یا
اریت وہم چنیں بحروسہ دمشق متعلق است
بیکی از دو فعل مذکور ای بخطہ محروسہ
من الآفات وہی دمشق بیدہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کتاب حالست
از رسول اللہ اخرج صیغہ امر است
از باب نصر و با در بہ برای تعدیہ باشد
وینتفعون حال است از ناس یعنی
ہر چیز یکہ باشد وقوع شی در دنیا
پس میگویم کہ بتحقیق دیدم من رسول خدا را
صلی اللہ علیہ وسلم در خواب صادق و
موجب بشارت و سرور و خالی از
شوائبہا اختلاط بشوائب شیطانی کہ
نمودہ شدہ است بمن و آں خواب

حکم ہوتا ہے اُس وقت وہ اسرار حقانی کے ظاہر کرنے
سے معذور ہوتا ہے اسرار الٰہی کے ظاہر کرنے پر لوگوں
کا برا بھلا کہنا بہت ہی خراب ہے۔

کلمہ بعد میں دال پر پیش ہے اور مبشرہ اسم فاعل کا صیغہ
ہے تبشیر سے ہے اور موصوف اُس کا محذوف ہے جو کہ
رویا ہے کلام عرب میں موصوف واجب الحذف ہے
اریتہا صیغہ ماضی مجہول ہے ارائت سے ہے اُس کا فاعل
اللہ ہے اور قول شیخ قدس سرہ جو کہ فی العشرۃ الاخیرہ ہے
رائت سے متعلق ہے۔ اسی طرح ایک دو وجہ مذکور سے
محروسہ دمشق متعلق ہے۔ اے خطہ دمشق آفات سے
محفوظ ہو دبیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حال ہے اور با بہ میں
برائے تعدیہ ہے اور وینتفعون ناس سے حال ہے
یعنی ہر وہ چیز جو کہ دنیا میں واقع ہے۔ ابن عربی قدس
سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کو خواب میں دیکھا اُس خواب میں خطرات شیطانی کا ذرا
بھی دخل نہیں تھا وہ خواب بشارت دینے والا خوشی
پہنچانے والا تھا وہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر
کسی رنج و مشقت و کسب و اکتساب کے عشرہ اخیر

Marfat.com

از قبل حق تعالی از غیر تجشم کسب و اکتساب
و از غیر شائبۂ اختلاط بشوائب نفسانی و
دواعی اغراض شیطانی در عشرۂ اخیر از عشرات
محرم الحرام سنہ ششصد و بیست
و ہفت در خطہ دمشق محروس باد و محفوظ
بحالیکہ بدست مبارک او علیہ السلام
کتابی بود پس فرمود بمن کہ ایں کتاب
فصوص الحکم است بگیر معنی ایں کتاب
را در باطن و سر تا ترا کمال و جمال رو
نماید و بیرون آر آنرا بسوی مردم و عالم
شہادت بعبارات واثق و اشارات
موافق بحالیکہ منتفع شوند مردم بوے
و مقنعۂ حجاب از عین باطن ایشاں بر
برخیزد فانہ لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب
التی فی الصدور و حرارت دوری و سوز
مہجوری از ایشان تسکین یابد و بزلال
وصال شیریں کام و صاحب آرام شوند
و ترا مرتبہ کمال و تکمیل پدید آگردد و
بوراثت انبیاء علیہم السلام مشرف شوی

محرم ۶۲۷ھ ہجری خطہ دمشق میں ایسے حال میں کہ حضور
پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں کتاب تھی
دکھایا گیا۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کتاب
فصوص الحکم ہے اس کے معنی کو اپنے سر و باطن میں لے
تاکہ تجھ کو کمال و جمال حاصل ہو اور اس معنی کو عمدہ لباس
اور اچھے اشارات سے آراستہ کر کے لوگوں میں بیان
و ظاہر کر تاکہ وہ لوگ اس اسرار حقانی سے فائدہ پاویں
اور ان کے باطن کے آنکھ سے حجاب کا پردہ اٹھ جاوے
اس لئے کہ ان کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں بلکہ ان کی باطنی
آنکھ جو ان کے دلوں میں ہے اندھی اور ان کو حرارت
دوری اور سوز مہجوری سے تسکین اور شربت وصل
سے ان کا حلق شیریں ہو جاوے اور سکون و آرام
پانیوالے ہوں اور تجھے تکمیل و کمال کا مرتبہ حاصل
ہو اور تو انبیاء علیہم السلام کے وراثت سے
مشرف ہو۔

وجہ تسمیہ اس کتاب کی آگے ظاہر ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول جو بیدہ
کتاب ہے۔

اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ علوم و معارف

Marfat.com

و وجہ تسمیہ این کتاب بیشتر ظاہر خواہد
شد انشاء اللہ العزیز و قول او بدیدہ
صلی اللہ علیہ وسلم اشارت است کہ
حکم و معارف این کتاب در تحت و
تصرف آن معدن الحکم والمعارف
باشد صلی اللہ علیہ وسلم باخذ و انعام
چنانکہ میگوئی کہ این ملک در دست
فلاں بادشاہ است یعنی در تحت و
تصرف اوست و بکسی از آن چیزی
نرسیدہ مگر از قبل و اذن او بدانکہ
حالا مر مومن صالح را نیست مگر
مبشرات چنانکہ گفتہ است رسالت
پناہی صلعم لم یبق من بعدی من النبوۃ
الا المبشرات فقالوا ما المبشرات یا
رسول اللہ قال الرویا الصادقۃ التی
یراہا المومن
ق فقلت السمع والطاعۃ للہ ولرسولہ
واولی الامر منا کما امرنا
ل السمع والطاعۃ مبتدا است

جیسی بخشش بہا نعمت دینے کے لئے حکم و معارف
اس کتاب کے معدن الحکم والمعارف رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت و تصرف میں
ہیں جیسا کہ کہتے ہیں کہ یہ ملک فلاں بادشاہ کے
ہاتھ میں ہے یعنی اُس کے قدرت و تصرف میں ہے
اور اُسی بادشاہ کے حکم سے اور اُسی کی طرف
سے کوئی چیز کسی کو ملتی ہے۔
اس امر کو ذہن نشین کر لو کہ مومن کے لئے
اجزاء نبوت میں سے کوئی چیز سوائے مبشرات
کے باقی نہیں ہے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ یعنی باقی نہیں ہے
میرے بعد نبوت میں سے کوئی چیز لیکن خواب
صادق جب کہ دریافت کیا۔ کیا ہے خواب صادق
یا رسول اللہ۔ فرمایا سچے خواب ہیں جو مومن
دیکھتا ہے۔ السمع والطاعۃ مبتدا ہے اور
اس کی خبر ہے اور منا اولی الامر سے متعلق
ہے۔
کما امرنا شیخ قدس سرہ کے کہنے کی وجہ ہے۔
پس کہا میں نے کہ جان و دل سے سننا اور

Marfat.com

ولله خبر آن ومنا متعلق است باولی
الامر وکما امرنا گویا وجہ است برا ے
گفتن شیخ قدس سرہٗ مر قول مذکور را
یعنی پس گفتم کہ بجان ودل شنودن
د برغبت وطاعت نمودن مر امر خدا
راست ومر امر رسول خدا را ومر
صاحبان امرِ حکم را از ما کہ سلاطین
باطن باشند یا سلاطین مملکت
کہ آمر بمعروف وناہی عن المنکر باشند
از اہل دین ما یعنی ہر چہ خدا ورسول
خدا وصاحب امر برای ما فرماید آنرا
باید شنود وواجب الامتثال والاطاعت
باید دانست چنانکہ ماموریم بایں حکم
گفتہ است باری تعالیٰ اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
ف تحققت الامنیۃ واخلصت النیۃ
وجردۃ القصد والہمۃ لابراز ہٰذا الکتاب
کما حدہ لی رسول اللہ صلعم من غیر

اُس کے اطاعت کیلئے رغبت کرنا خدا اور
رسول اور صاحب امر کے حکم سے ہے اور
صاحب امر ہم میں سے سلاطین ظاہر اور باطن ہیں
جو کہ اچھے کاموں کے کرنے کا اور بُرے کاموں
سے بچنے کا حکم دیتے ہیں۔
یا یوں کہئے کہ کہا میں نے کہ جو کچھ خدا اور رسول
خدا اور صاحب امر ہمارے لئے حکم کریں اُس کا
سننا اور بجالانا اور فرماں برداری کرنا ہمارے
اوپر لازم وواجب وفرض ہے جیسا کہ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ہے اطیعوا اللہ[1] واطیعوا الرسول
واولی الامر منکم حقیقت تحقیق سے متکلم واحد
کے لئے صیغہ ماضی معلوم ہے اور قلت پر عطف
ہے اور امنیۃ حققت کا مفعول ہے اور بضم
ہمزہ تمنی سے ہے بمعنی متمنی ومطلوب اسے
اردت ان اجعل الامنیۃ حقاً ثابتاً فی الخارج
اور اخلصت اخلاص سے ہے اور حققت
پر عطف ہے مثل اُس کے از روے صیغہ کے
وبنا ونیۃ اخلصت کا مفعول ہے اسے

[1] اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی اور بادشاہ وقت کی۔

Marfat.com

زیادۃ ولا نقصان
ل حققت از تحقیق صیغہ ماضی معلوم است
مر متکلم واحد او عطف است بر قلت
و امنیۃ مفعول حققت است از تمنی
بضم ہمزہ بمعنی متمنی و مطلوب ای
اردت ان اجعل الامنیۃ حقاً ثابتاً
فی الخارج و اخلصت از اخلاص است
و معطوف بر حققت مثل وے از روی
صیغہ و بنا و نیۃ مفعول اخلصت
باشد ای اخلصت النیۃ حققت الا
منیۃ من الاغراض النفسانیۃ و جردت
از تجرید عطف است بر یکی از دو فعل
مذکور و مثل آن از روی صیغہ و بنا
و قصد مفعول جردت و ہمت عطف
باشد بر قصد بعطف تفسیری و لا براز
ہذا الکتاب متعلق است ای جردت
القصد الی اظہار ہذا الکتاب من
القارات الشیطانیہ و کما حدہ متعلق
است با براز ہذا الکتاب ای ابراز

اخلصت النیۃ حققت الامنیۃ من اغراض
النفسانیۃ اور جردت تجرید سے ہے اور دو
میں سے ایک فعل پر عطف ہے از روے صیغہ
کے مثل اُس کے اور بنا اور قصد جردت کا
مفعول ہے اور ہمت۔
عطف تفسیری سے قصد پر عطف ہے ولا براز
ہذا الکتاب متعلق ہے اے جردت القصد
الی اظہار ہذا الکتاب من القارات شیطانیہ اور
کما حدہ با براز ہذا الکتاب سے متعلق ہے اے
ابرازا مقرونا موافقا کما حدہ لی وعینہ رسول اللہ
یعنی اُس میں اپنا دخل نہ ہو وقول شیخ قدس سرہ
کا جو کہ من غیر زیادۃ ہے اے فی المعنی ولا نقصان
اے فی المراد بیان ہے شیخ کے اس قول کا
جو کہ کما حدہ ہے اور شیخ کے اُس قول سے
جو کچھ مفہوم ہوتا ہے اور لازم ہوا ہے اُس کی
تصریح ہے۔
یعنی پس چاہا میں نے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے خواہش و تمنا کو جو کچھ وہ چاہتے ہیں عالم
شہود و نمود میں ثابت و ظاہر کروں جیسا کہ حضرت

Marfat.com

امقرد ناموافقا کما حده لی وعینه رسول اللہ یعنی من غیر تصرف منی وقول شیخ من غیر زیادة ای فی المعنی ولا نقصان ای فی المراد بیان است مر قول شیخ را کہ کما حدہ باشد وتصریح است بامری کہ لازم آمدہ بود ومفہوم شدہ از آن قول یعنی پس خواستم کہ بگردانم مطلوب وتمنای رسول خدا را صلی اللہ علیہ وسلم حق وثابت در عالم شہود ونمود چنانکہ گفت یوسف علیہ السلام قد جعلہا ربی حقا ای اخرجہا واظہرہا فی الحس وخالص گردانم نیت اخراج کتاب را بسوی عالم شہادت از اغراض ومطالب نفسانی یعنی از شائبہ اینکہ مردم تحسین کنند آن کتاب را ومرا بزرگ خوانند منزہ باشد وپاک وخالص وصاف گردانم قصد وہمت را باظہار این کتاب در عالم شہود ونمود از خطرات شیطانی یعنی از آمیزش طمع وتوقع از سلاطین وامرا باشد وصاف چہ عارف را

یوسف علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تحقیق کردیا میرے پروردگار نے سچ یعنی حس میں ظاہر کردیا اور اس کا بھی میں اللہ تعالےٰ سے خواستگار ہوا کہ کتاب فصوص الحکم کے علوم ومعارف کو عالم شہادت میں لانے اور ظاہر کرنے کے لئے اغراض نفسانی سے اپنے قصد اور نیت کو خالص کروں یعنی میری نیت اس شائبہ سے پاک ومنزہ ہو کہ لوگ کتاب فصوص الحکم کی تعریف وتوصیف کریں اور مجھ کو بزرگ سمجھیں۔

اس کتاب فصوص الحکم کے معارف واسرار کو عالم شہود ونمود میں لانے اور ظاہر کرنے میں میری نیت اور میرا قصد اور میری ہمت پاک وصاف ہو یعنی آمیزش طمع اور توقع بادشاہان اور امرا سے میری نیت مبرا وپاک وصاف ہو۔

یہ اس لئے کہ عارف باللہ کو اللہ تعالےٰ کے نور سے تائید ہوئی ہے کہ وہ اغراض نفسانی وشیطانی کو خطرات رحمانی واردات سبحانی سے الگ کر سکتا ہے اور پہچان سکتا ہے اور اس کتاب فصوص الحکم کے معارف واسرار کے ظاہر کرنے

Marfat.com

از جناب حق تعالی امدادی باشد واز نوز
او تائیدی کہ اغراض نفسانی وخطرات
سلطانی را از خواطر رحمانی وواردات
سبحانی تواند شناخت وقصد من آنست
کہ ظاہر کنم کتاب مذکور را بنوعی کہ تلقین و
تشخیص فرمودہ است مرا رسالت پناہی
صلی اللہ علیہ وسلم در اظہار آن یعنی چیزی
در بیان معانی احکام صوفیہ ومطالب
فقرا کہ رسالت پناہی صلعم باظہار آن
امر نمودہ است وحکم فرمودہ زیادہ نکنم
ودر شرح مراد نقصان نیارم

ق وسألت اللہ ان یجعلنی فیہ فی جمیع
احوالی من عبادہ الذی لیس للشیطان
علیہم سلطان

ل قولہ قدس سرہ یجعلنی فیہ تقدیر
من است ای من ان یجعلنی اللہ فیہ ای
فی ابراز الکتاب وفی جمیع احوالی من
عبادہ مفعول ثانی است مر یجعلنی را
ومن تبعیضیہ است وقولہ الذین

میں قصد میرا اور ہمت میری پاک وصاف ہو اور
جس طرح سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس کتاب فصوص الحکم کے علوم ومعارف کو ظاہر
کرنے کے لئے مجھ کو تعلیم وتلقین فرمائی ہے اُسی طرح
میں اُن علوم کو ظاہر کردوں۔

یعنی جن جن باتوں کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے یعنی بیان معانی اور احکام صوفیہ اور مطالب
فقرا کے اظہار کے لئے حکم دیا ہے ظاہر کروں اور
جو کچھ اُن کی مراد ہے اس کے شرح میں کوتاہی وکمی
نہ کروں اور جیسا کہ مجھ کو شرح کرنے کے لئے حکم
دیا ہے اُس میں کمی وزیادتی نہ کروں۔

قول شیخ قدس سرہ یجعلنی فیہ تقدیر من سے
ای من ان یجعلنی اللہ فیہ اے فی ابراز الکتاب اور
فی جمیع احوالی من عبادہ یجعلنی کے لئے مفعول ثانی
ہے اور من تبعیضیہ ہے اور اُس کا قول الذین باصلہ
عبادہ کے لئے صفت ہے

جانو اور سمجھو کہ عارف کامل ذرا بھی اپنے نفس پر بھروسہ
نہیں رکھتا اور اپنے نفس کو برائی سے بری اور پاک
نہیں سمجھتا بلکہ نفس امارا تو برائی سکھلاتی ہے اُس کی

Marfat.com

با صل صفت است مر عبادہ را بدانکہ عارف کامل ہرگز بر نفس خود اعتماد نکند ما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء مطمح نظر او ہمیشہ فضل حق باشد و رحمت ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ ما زکی منکم من احد ابدا ولکن اللہ یزکی من یشار چنانکہ گفت قائل وما ابری نفسی الا ما رحم ربی و گفت دیگری لا عاصم الیوم الا من رحمہ پس چوں شیخ قدس سرہ گفت فحققت الامنیۃ من غیر زیادۃ ولا نقصان لازم است کہ طلب امداد طہارت ونزاہت خود از جناب مقدس حق تعالی وتقدس کند پس گفت وسألت اللہ واقتصار سوال در باب اظہار کتاب مذکور نکرد کہ ایں نیز از شان عارف دور باشد پس گفت و فی جمیع احوالی یعنی پس سوال

نظر ہمیشہ فضل حق اور اللہ تعالی کے رحمت پر رہتی ہے ولولا[1] فضل اللہ علیکم ورحمتہ ما زکی منکم من احداً ابداً ولکن اللہ یزکی من یشار جیسا کہ فرمایا ہے وما ابری نفسی الا ما رحم ربی۔[2] دوسرے نے فرمایا ہے لا عاصم[3] الیوم الا من امر اللہ۔

پس اس کو سمجھو جب کہ شیخ قدس سرہ نے فرمایا فحققت الامنیۃ من غیر زیادہ ولا نقصان تو اُن کے لئے لازمی اور ضروری ہوا کہ اپنے لئے اللہ تعالی سے طہارت ونزاہت وامداد طلب کریں اسی لئے شیخ قدس سرہ نے وسألت اللہ فرمایا ہے اللہ تعالی سے کتاب فصوص الحکم کے اظہار کے لئے اپنی محتاجی ظاہر نہیں کی کہ یہ عارف کے شان کے خلاف ہے اس لئے فرمایا فی جمیع احوالی۔

یعنی میں نے اللہ تعالی سے جو کہ جامع جمیع اسماء وصفات وموجودات ہے سوال کیا اور مانگا کہ اے اللہ مجھ کو کتاب فصوص الحکم کے اسرار علوم ومعارف کے اظہار وظاہر کرے اور تمام احوال میں مثل قیام ورکوع وسجود

۱؎ اگر اللہ کا فضل اور رحمت اُن پر نہ ہوتی تو کوئی پاک ہمیشہ ہمیشہ نہ ہوتا لیکن اللہ جسکو چاہتا ہے پاک کرتا ہے۔

۲؎ میں اپنے نفس کو برائی سے بری اور پاک نہیں کہتا میں اس نیت سے بچ گیا کہ میرے رب نے مجھ پر رحم کیا۔

۳؎ آج کے دن کوئی بچانیوالا نہیں ہے مگر وہی محفوظ رہے گا جس پر اللہ کا حکم اور رحم ہوگا۔

Marfat.com

کردم وخواستم از اللہ تعالیٰ کہ جامع جمیع
اسمار وصفات وموجودات است اینکہ
بگرداند مرا در اظہار کتاب ودر جمیع احوال
از قیام وقعود در رکوع وسجود وغیرآن
از عباد خویش یعنی مرا از عباد اللہ گرداند
نہ از عباد المنعم والرزاق وغیرآن از اسمائیہ
جزئیہ ارباب متفرقون خیرام اللہ
الواحد القہار کہ نظر برلذت دنیوی و
واخروی دارند از اولاد واموال وبہشت
وحور وقصور وعباد اللہ ہم العارفون
الذین لا یرون غیر اللہ موجوداً لا تجوزون
الامر الٰہی وتعلمون الاسم الہادی من
الاسم المضل ویعرفون مداخل الشیطان
ازینجا گفت الذین لیس للشیطان علیہم
سلطان یعنی آن بندگان کہ نباشد مر
شیطان ونفس را بر ایشاں تسلط و
تغلب وکان کید الشیطان ضعیفا ضعف
الطالب والمطلوب چنانکہ گفت حق
تعالیٰ مر شیطان را ان عبادی لیس لک

وغیرہ میں اپنا بندہ بنائے یا بنادے اور مجھ کو اپنے
گردہ میں شامل کرے تاکہ میں منعم اور رزاق وغیرہ
کا بندہ نہ رہوں اسوجہ سے کہ آپ کے بندوں کے
علاوہ جو اسمار جزئیہ کے بندے ہیں اُن کی نظر
ہمیشہ لذات دنیوی واخروی مثل جنت وحور وقصور
واولاد واموال پر رہتی ہے۔ اور آپ کے بندے
آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو نہیں دیکھتے اسلئے
کہ غیر کا وجود محال ہے اور جو کچھ اللہ کا حکم ہے
اُس سے آگے نہیں بڑھتے اسم ہادی اور اسم مضل
کو جانتے ہیں اور شیطان کے مداخلت کو بھی پہچانتے
ہیں ایسے ہی موقع کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
یعنی میرے اُن بندوں پر جن کو کہ میں نے اپنا بندہ
کہا ہے شیطان اور نفس کا غلبہ نہ تصرف ہوتا ہے۔
شیطان کا مکر وفریب اُن بندگان کے سامنے کچھ
بھی حقیقت نہیں رکھتا شیطان کا مکر ضعیف ہے
اُن بندگان کے سامنے شیطان ضعیف ہے جیسا
کہ شیطان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
نہیں ہے واسطے تیرے اُن پر غلبہ اور یہی اللہ
تعالیٰ فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا اور

Marfat.com

علیہم سلطان وحال آنکہ گفتہ است ولقد
خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس بہ نفسہ
وگفتہ است درباب جماعۂ دیگر اولئک
حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان
ہم الاخسرون پس معلوم شد کہ از عبادی
جماعہ دیگر مراد اند کہ آنہا حزب اند کہ آنہا
حزب اللہ اند کہ حرکات وسکنات
ایشاں از خدا بخدا برای خدا بسوی خدا
باشد ومر شیطان واسم مضل را بر ایشاں
تسلط وغلبہ نیست وان حزب اللہ
ہم الغالبون وچون سوال وطلب
کرد از حق تعالیٰ حفظ خود را در جمیع
احوال واظہار کتاب فصوص الحکم
خواست کہ طلب کند از حق تعالیٰ اینکہ
مخصوص گرداند او را بخواطر رحمانی واردات
سبحانی چنانکہ می شنوی
ق وان یخصنی فی جمیع ما یرقبہ بنانی
وینطق بہ لسانی وینطوی علیہ جنانی
بالالقاء السبوحی والنفث الروحی

اُن کو بھی ہم جانتے ہیں جو بُرائی اُس کے نفس
میں پیدا ہوتی ہے اور دوسری جماعت کیلئے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ شیطان
کے گروہ کے ہیں بیشک شیطان کا گروہ خسارہ
پانیوالوں میں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ عبادی سے
مراد ایک دوسری جماعت ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ
اللہ تعالیٰ کے حفاظت میں ہیں اللہ تعالیٰ اُن
کے حرکات سکنات کا محافظ ہے اُن لوگوں کے
حرکات وسکنات خدا سے خدا پر خدا کے لئے
خدا کی طرف ہوتے ہیں شیطان اور اسم مضل
کا اُن کے اوپر غلبہ نہیں ہے۔ سب پر غالب
ہیں اور جب میں نے اللہ تعالیٰ سے کتاب
فصوص الحکم کے اسرار ومعارف ظاہر کرنے
کے لئے خواستگار ہوا کہ میرے تمام احوال
وافعال میں اللہ تعالیٰ میرا محافظ ہو جاوے۔
تو اُس کے بعد میں اس امر کا بھی طلبگار ہوا کہ
اللہ تعالیٰ میرے لئے خواطر رحمانی وواردات
سبحانی کو مخصوص کردے جیسا کہ سنو گے۔
شیخ قدس سرہ العزیز کا قول جو کہ ان یخصنی ہے

Marfat.com

فی الروع النفسی بالتائید الاعتصامی

ل قول شیخ قدس سره ایخصنی عطف است براں یجعلنی وبنانی بضم اول مضاف باشد بسوی یای متکلم واحد وآں جمع بنانہ است بمعنی سر انگشت وجنان بفتح اول نیز مضاف است چنانکہ بنانی وجنان دل را گویند وینطوی از نطوی است بمعنی اشتمال وبالالقاء سبوحی متعلق است بان یخصنی ای یخصنی بالقاء الخاطر الرحمانی بلا واسطہ المنزہ وعما یقتضیہ اسم الضل من الخواطر الباطلۃ الغیر المطابقۃ نفس الامر والقاہا نہ النفث عطف است بر الالقاء السبوحی یعنی دمیدن نفس بنرمی ای یخصنی بالنفث المنسوب الی روح القدس یعنی بالقاء الخواطر الرحمانی الذی تفیضہ الحق تعالیٰ بواسطہ روح القدس فی روح الکامل چنانکہ گفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

ان یجعلنی پر عطف ہے اور بنانی بضم اول یائے متکلم واحد کی طرف مضاف ہے اور بنانہ کی جمع ہے جسکے معنی سر انگشت کے ہیں اور جنانی بھی بفتح اول مضاف ہے جس طرح سے کہ بنانی ہے اور جنان دل کو کہتے ہیں اور ینطوی انطوی سے ہے جس کے معنی اشتمال کے ہیں اور بالقاء واسبوحی ان یخصنی سے متعلق ہے اور القاہا والنفث القاء سبوحی پر عطف ہے جس کے معنی ہیں آہستہ آہستہ پھونکنا اور یہ نفث روح القدس کی طرف منسوب ہے اور خاص کی گئی ہے یعنی القاء خواطر رحمانی کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ روح القدس کے روح کامل میں پہنچنا ہے۔

جیساکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک جبرئیل نے میرے دل میں پھونک دیا ہے کہ کوئی شخص اُس وقت تک نہیں مرتا جب تک روزی پوری نہیں کرلیتا۔

اسی وجہ سے اس مقام پر فی روع النفسی فرمایا اور روع بضم رائے مہملہ جس کے معنی عقل کے ہیں اور دل نفث کے ساتھ متعلق

Marfat.com

وسلم ان جبریل نفث فی روعی ان
نفسا لن تموت حتیٰ تستوفی رزقہا
ازینجا گفت فی الروع النفسی روع
بضم را مہملہ بمعنی عقل است ودل
متعلق است باالنفث والنفسی
اشارت است باینکہ معانی حاصل
می شوند مرنفس منطبعہ را بنفث
روحی والقار ملکی بواسطہ نفس
ناطقہ چہ ہیچ چیزے فائض نمی شود
ازجناب اعلیٰ براسفل ازغیرطریق
خاص مگر بواسطہ نفس شریف و
لطیف پس فائض نفس ناطقہ نیز
نمی شود مگر بواسطہ روح انسانی یا
غیراو ازمجردات وقول او بالتائید
الاعتصامی متعلق است بان یخصنی
ای سالت اللہ من ان یخصنی باالقار
السبوحی والنفث الروحی حال متلبسا
متمسکا بالتائید الاعتصامی مویدا
باسمیہ العاصم والحفیظ لاعاصم الیوم

ہے اور نفسی سے یہ اشارہ ہے کہ معانی نفس
منطبعہ کو بذریعہ نفس ناطقہ کے
والقار ملکی سے حاصل ہوتے ہیں کیونکہ جو چیز
کہ جناب اعلیٰ سے اسفل پر آتی ہے وہ بذریعہ
نفس شریف ولطیف کے آتی ہے اس کے علاوہ
دوسرے طریقہ سے نہیں آتی ہے پس نفس ناطقہ
پر بھی بذریعہ روح انسانی یا علاوہ اُس کے مجردات
سے معنی فائض ہوتے ہیں۔

اور شیخ قدس سرہ کا قول جو کہ باالتائید
الاعتصامی ہے ان یخصنی سے متعلق ہے۔
اے سالت اللہ من یخصنی بالقار السبوحی
ونفث الروحی حال متلبسا متمسکا بالتائید
الاعتصامی مویداً باسمیہ العاصم والحفیظ
لاعاصم الیوم الذین رحمہ واعتصموا بحبل اللہ
ومن یعتصم باللہ فقد ہدی الی صراط المستقیم
یعنی اللہ تعالیٰ سے میں نے سوال کیا اور
خواہش کی کہ اے اللہ تو مجھ کو منفرد اور
مخصوص کردے اُن تمام چیزوں میں کہ لکھے
ہیں انگشتان میری اور پڑھنی اور بات کرتی ہے

Marfat.com

الذین رحمہ واعتصموا بحبل اللہ ومن
یعتصم باللہ فقد ہدی الی صراط المستقیم
یعنی خوستم وسوال کردم کہ منفرد
مخصوص گرداند حق تعالیٰ مرا در جمیع چیزی
کہ می نویسد انگشتان من ونطق میکند
ومیخواند زبان من ومشتمل ودر گرفتہ است
آنرا دل من بالقار واضافہ کہ منسوب
باشد بسوی سبوح یعنی در من نباشد
مگر القار معانی وحکم کہ منسوب باشد
بجناب سبوح ومنزہ از شوائب
شیطانی کی دست نباشد برآں حکم والقار
معانی مگر حضرت رحمانی را ومر واسطہ
را در ایصال آن حکم راہ نباشد بلک
مرا ورا نہ اسم باشد و نہ رسم ومخصوص
گرداند حق تعالیٰ مرا بدمیدن نفس
رحمانی کہ بواسطہ روح منفوث باشد
در دل کہ نصیبی رسد بنفس منطبعہ سے
فیض روح القدس ار باز مدد فرماید ؛
دیگراں ہم بکنند انچہ مسیحا میکرد ؛

زبان میری ہر وہ اسرار حکم وعلوم ومعارف کہ جس کو
جناب سبوح کے القار واضافہ سے میرے دل نے
لے لیا ہے اور احاطہ کرلیا ہے یعنی مجھ سے ظاہر نہ ہو
مگر القار معانی اور حکم جو شوائب شیطانی سے پاک
اور جناب سبوح کی طرف منسوب ہیں اور اُس
حکم ومعانی پر سوائے حضرت رحمٰن کے اور کسی کا
غلبہ نہ ہو اور واسطہ کا قدم بھی درمیان میں نہ ہو
بلکہ اس کے لئے نہ اسم ہو نہ رسم۔
اور یہ کہ مخصوص کرے اللہ تعالیٰ مجھ کو نفس رحمانی
سے دم کرنے سے جو کہ نفس منطبعہ سے بذریعہ منفوث
کے دل کو حصہ ملتا ہے فیض روح القدس ار باز
مدد فرماید ؛ دیگراں ہم بکنند انچہ مسیحا میکرد۔
یعنی مجھ میں حضرت رحمٰن سے بلا واسطہ القار و
افاضہ ہو جو خطرات شیطانی سے محفوظ ہو اور
اُس حکم والقار کے پہنچانے میں سوائے حضرت
رحمٰن کے درمیان میں کسی کا قدم نہ ہو بلکہ اُس
کے لئے نہ اسم ہو نہ رسم۔
اور یہ کہ مخصوص کرے اللہ تعالیٰ مجھ کو نفس رحمانی
کے پھونکنے میں یعنی جو معارف اور علوم اور بھید

Marfat.com

یعنی درمن افاضہ نکند مگر القاء خواطر رحمانی بلا واسطہ از شائبہ خطرات شیطانی کہ دست نباشد برآں حکم و القاء مگر حضرت رحمانی را و مرواسطہ را در ایصال آن حکم قدم نباشد بلکہ مرا ورا نہ اسم باشد و نہ رسم و مخصوص گرداند حق تعالیٰ مرا بدمیدن نفس رحمانی کہ منزہ باشد درحالیکہ متلبس باشم بتائید اعتصامی و وچنگ زدہ بدامن اسم او کہ عاصم باشد وحفیظ از رفتن در بادیہ ضلالت وغوایت واز انکشاف یافتن امور باطلہ کہ مطابق نفس الامر نباشد

ق حتی اکون مترجماً متحکما لتحقق من وقف علیہ من اہل اللہ اصحاب القلوب ان من مقام التقدیس المنزہ من الاعراض النفسیۃ اللتی یدخلہا التلبیس

ل اکون متعلق است بقول شیخ قدس سرہ کہ سالت اللہ ان یجعلنی باشد الی آخرہ مترجما بکسر جیم صیغہ اسم فاعل است

کی باتیں لوگوں میں ظاہر و بیان کردوں اُس وقت میں ایسے حال میں رہوں اور میری یہ حالت ہو کہ تائید اعتصامی سے متلبس ہوں

اور اسم عاصم وحفیظ کا دامن پکڑے ہوئے ہوں تاکہ گمراہی کے بیابان وجنگل سے دور رہوں اور میں امور باطلہ کا جو دراصل مطابق نفس الامر نہیں ہے اُن کا ظاہر کرنے والا اور کھولنے والا ہوں۔

اکون سالت اللہ ایجعلنی الے آخرہ سے متعلق ہے اور مترجماً بکسر جیم ترجیم سے ہے اور اسم فاعل کا صیغہ ہے یعنی معانی کو بیان کرنا عبارت میں لانا اور متحکما تحکم سے ہے اور صیغہ اسم فاعل ہے جس کے معنی اپنی زور و تصرف دنفس سے حکم کرنا ہے یہ قول دلالت کرتا ہے کہ عبارت فصوص الحکم کی عالم باطن سے نہیں ہے اور جس چیز کے اخذ کرنے کے لئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے وہ معنی تھے جیسا کہ قبل اس کے اشارہ کیا جاچکا ہے۔ ص

آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند
نکتہاہست بسی محرم اسرار کجاست

Marfat.com

از ترجم بمعنی بیان معانی است یعنی در
عبادت آوردن معانی ومتحکما نیز صیغہ
اسم فاعل است از تحکم بمعنی حکم کردن
بزور و بتصرف نفس و این قول دلالت
میکند کہ عبارت کتاب فصوص الحکم از
عالم باطن نباشد و آنچہ رسالت پناہی
[illegible] والسلام باخذ آن امر
فرمودہ معانی بودند چنانکہ قبل ازیں
اشارت کردہ شد چہ در عالم باطن عبارت
مفقود است کہ انکس است اہل
بشارت کہ اشارت داند ۔ نکتہا ہست
بسی محرم اسرار کجاست ۔ وقول او
تحقق صیغہ مضارع معروف از تحقق
مبنی است مر فاعل را ومن وقف
فاعل وے ووقف از وقوف است
بمعنی اطلاع و در بعضی نسخہ یقف
واقع است بجاے وقف ومن اہل اللہ
بیان من وقف است واصحاب القلوب
صفت اہل اللہ وانہ من مقام التقدیس

اور قول شیخ قدس سرہ جو کہ لتحقق ہے تحقق سے ہے
اور صیغہ مضارع معروف ہے فاعل کے لئے مبنی
ہے اور من وقف اُس کا فاعل ہے اور وقف وقوف
سے ہے جسکے معنی اطلاع کے ہیں اور بعضے نسخوں میں
بجائے وقف کے یقف واقع ہے اور من اہل اللہ من
وقف کا بیان ہے اصحاب القلوب صفت اہل اللہ
کی ہے ورنہ مقام التقدیس لتحقق کا مفعول ہے
ومن مقام التقدیس انہ کی خبر ہے اور المنزہ الاغراض
النفسیۃ انہ کیلئے خبر دوم ہے ۔
یدخلہا التلبیس اغراض کے لئے صفت ہے ۔
یعنی میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اور چاہا کہ مجھ کو
شیطان اور اسم مضل سے دور رکھے تاکہ میں اُن
علوم و معارف کا جو کہ مجھ کو رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کے دست مبارک سے ملا ہے اور مجھے
اُن کے اظہار کا حکم دیا ہے اُس کو عمدہ عبارات
اور اچھے اشارات میں ظاہر کروں اور اپنے نفس
کے تصرف سے علوم و معارف کو نہ بیان کروں
اور اُلٹ پھیر کر اُس کو عالم شہادت میں نہ لاؤں
یعنی میں ترجمہ کرنیوالا ہوں اور بس۔

Marfat.com

مفعول لتحقق ومن مقام التقدیس
خبرانہ والمنزہ من الاغراض النفسیۃ
خبر دوم مرانہ را یا صفت مر مقام التقدیس
را والتی یدخلہا التلبیس صفت مر
اغراض را یعنی سوال کردم از حق تعالیٰ
کہ مرا از شیطان واسم مضل دور دار
ومخصوص گرداند بالقارت سبوحی
نفث روحی بتائید اعتصامی تا باشم
مترجم در بیان حکم ومطالب کہ دادہ است
حق تعالیٰ بوساطت دست مبارک
رسول خود صلی اللہ علیہ وسلم وامر
کردہ باظہار آن بزبان مبارک
وے نہ متحکم کہ حکم کردہ باشم بتصرف
نفس وتغیر در مطالب ومعارف
یعنی از من ترجمہ باشد وبس نہ حکم
بحکم ومعارف بلکہ حکم خاصہ حق است
تا تلبیس واقع نشود تا کسیکہ واقف
بود بر کتاب از اہل اللہ بداند بہ یقین
کہ کتاب مذکور راز مقام تقدیس است

اور حکم ومعارف کے بیان کرنے میں اپنے
خواہش نفس سے حکم کرنے والا نہ ہوں جس
سے کہ تلبیس واقع ہو حکم چلانا اے میرے اللہ
آپ ہی کیلئے ہے۔ اور اہل اللہ میں سے جو بھی اس
کتاب فصوص الحکم سے آگاہ ہو وہ یقین سے
جانے اور سمجھے کہ یہ کتاب مقام تقدیس سے
ہے کیونکہ اہل اللہ صاحب کشف وشہود میں
اور یقین کے مرتبہ پر پہنچے ہوئے ہیں اور وجود
کے جاننے والے ہیں تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ
کے ذات کی طرف دیکھنے والے ہیں ہمیشہ وہ ہر
اپنے دل کی طرف رجوع ہیں اسی وجہ سے
اصحاب القلوب کہا ہے اور جو اہل اللہ کہ
صاحب دل نہیں ہے وہ اہل اللہ نہیں ہے۔
صاحب دل ہونا بھی دلالت ثانی ہے حضرت
مسیح علیہ السلام کے قول کا یہی مطلب ہے
ہرگز آسمان وزمین کی بادشاہت اس سے
زیادہ نہ بڑھے گی اور نہ دوبارہ پیدا ہو گی پس
اہل اللہ یقین سے جانتے ہیں کہ یہ کتاب
مقام تقدیس سے ہے جو کہ باطن کا ہے

Marfat.com

چه اہل اللہ صاحب کشف است
و شہود واصل بمرتبۂ یقین و وجود ناظر
بسوئے وجہہ اللہ در ہمہ چیز راجع
علی الدوام بجناب دل ازینجا گفت
اصحاب القلوب چه تا آنکہ کسی صاحب
دل نباشد اہل اللہ نیست و بودن
کس صاحب دل ہمیں ولادت ثانی است
و مراد از قول مسیح علیہ السلام لن یلج
ملکوت السموات والارض من لم یولد
مرتین پس اہل اللہ میداند بہ یقین کہ
این کتاب زمقام تقدیس است کہ باطن
الباطن باشد و دران مقام شیطان
و نفس را راہ نیست یعنی بداند اہل اللہ
کہ این کتاب کہ از مقام اقدس است
کہ مرا برا زرا در آنجا راہ نیست ؎
اگر یک سر موی برتر پرم :: فروغ تجلی
بسوزد پرم :: چه جائے نفس و شیطان
چنانکہ گفت قدس سرہ المنزہ من الاغراض
النفسیۃ یعنی پاک است کتا مامقام تقدیس

اور اُس مقام پر نفس و شیطان کا گذر نہیں ہے۔
یعنی اہل اللہ یقین سے جانتے ہیں کہ یہ کتاب مقام
اقدس سے ہے اور ابرار کو اُس میں راستہ نہیں
ہے اگر یک سر موے برتر پرم :: فروغ تجلی
بسوزد پرم ۔

یعنی مقام تقدیس و اقدس وہ بلند مقام ہے
کہ جہاں فرشتوں کا گذر نہیں ہے نفس و شیطان
کا گذر کیسے ہو سکتا ہے اسی وجہ سے شیخ قدس
سرہ نے فرمایا ہے کہ کتاب فصوص الحکم اغراض
نفسانی سے پاک و منزہ ہے یعنی ہماری کتاب
فصوص الحکم پاک ہے اور مقام تقدیس سے
ہے مقام تقدیس وہ مقام ہے کہ جہاں اغراض
نفسانی اور وسوسہ شیطانی کا ذرا بھی گذر نہیں
ہے اور ابلیس کے آنے کے تمام راستے بند ہیں
کیونکہ اغراض نفسانی و شوائب شیطانی جس
مقام پر گذر کرتے ہیں حق کو باطل کا لباس پہنادیتے
ہیں اور حقیقت چھپا دیتے ہیں اور خلاف نفس
الامر ظاہر کرتے ہیں۔

یعنی میں اللہ تعالیٰ سے امید وار ہوں کہ جو وقت

Marfat.com

از شائبہ اغراض نفسانی و شوائب شیطانی
کہ مواقع در آمد تلبیس حق بباطل اند و
موجب استتار حقیقت حال و ظہور خلاف
نفس الامر

ق وارجو ان یکون الحق لما سمع دعائی
قد اجاب ندائی

ل یعنی امید وارم کہ ہرگاہ بشنود حق
تعالیٰ طلب و رغبت من در امور مذکور
فانہ ہو السمیع العلیم بتحقیق اجابت کند
و فریاد مرا یعنی مسئول را بمن مرحمت نماید
و انعام فرماید و کلمہ ارجو از شیخ قدس
سرہ ادب است بجناب حق تعالیٰ کہ
منظور نظر عارف در ہمہ حال ادب باشد
و خدمت و عبادت مطمح نظر عارف است
ازینجا است کہ میگویند ادب الخدمۃ اعز
من الخدمۃ و اگر نہ عارف ہمان چیز طلب
کند کہ مشیت ایزدی بوقوع آن تعلق
گرفتہ باشد و ازینجا است کہ میگویند کہ
دعای انبیاء علیہ السلام مقبول است

اللہ تعالیٰ میرے طلب و رغبت کو سُنے اس لئے کہ
وہی سننے والا دیکھنے جاننے والا ہے اور جو کچھ
میں نے طلب کیا ہے از راہ بخشش و مہربانی
انعام و مرحمت فرمائے۔

شیخ قدس سرہ نے ارجو فرمایا ہے اس
کہنے میں جناب حق تعالیٰ کے دربار میں ادب ہے
اور عارف کے منظور نظر تمام احوال میں ادب
ہی مد نظر رہتا ہے ادب الخدمۃ اعز من الخدمۃ۔

عارف اللہ تعالیٰ سے وہی خیر طلب کرتا ہے
جس کے واقع ہونے میں مشیت ایزدی متعلق
ہوتی ہے اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ انبیاء علیہ السلام
کی دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔ اور ہر نبی سے اُس
چیز کے طلب کرنے پر کہ اُس کے واقع ہونے
میں مشیت ایزدی متعلق نہیں ہے تعریض
اور تعرض واقع ہوا ہے جیسا کہ حضرت نوح
علیہ السلام کے قول کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے کہ یہ تمہارا اہل نہیں ہے اس وجہ سے
کہ اس کے عمل اچھے نہیں ہیں۔

اور جس چیز کا تجھ کو علم نہیں ہے اُس کو مجھ سے

Marfat.com

وبرانجا بطلب چیزے کہ مشیت حق تعالیٰ
بوقوع آن تعلق نگرفتہ باشد تعریض وتعرض
واقع می شود چنانکہ گفت حق تعالیٰ در
رد قول نوح علیہ السلام کہ ان ابنی من اہلی
باشد انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح ما
لیس لک بہ علم انی اعظک ان تکون من
الجاہلین وہ مرعارف را ایں عتاب و
جاہل خواندن سرزنش تمام است و
توبہ واستغفار ازچنیں سوال وجواب
واجب ولازم باشد چنانکہ گفت نوح
علیہ السلام رب انی اعوذبک ان اسالک
مالیس لی بہ علم والا تغفرلی وترحمنی اکن
من الخاسرین واستقصار ایں مطلب
درشرح بعضی نکات آیات مذکور در
انفاس الخواص نمودہ شد

ق فما الفی الا مایلقی الی ولا انزل فی
ہذا المسطور الا ماینزل بہ علی

ل الفی از القا است صیغہ مضارع
متکلم واحد مبنی است مرفاعل را ویلقی

ست طلب کرو نہیں تو میں تمہارا نام جاہلوں کے فہرست
میں لکھ دوں گا ۔

عارف کے شان میں اللہ تعالیٰ کا جاہل کہنا بہت بڑی
سرزنش اور بہت بڑا عتاب ہے اس قسم کے سوال
پر توبہ و استغفار واجب و لازم ہے جیسا کہ حضرت
نوح علیہ السلام نے بعد میں فرمایا ہے اے رب میرے
پناہ مانگتا ہوں تجھ سے کہ میں تجھ سے سوال کروں یا
مانگوں اُس چیز کو کہ جس کا مجھے علم نہیں ہے اور اگر تو
مجھے نہ بخشے گا اور نہ رحم کرے گا تو میں خسارہ اٹھانیوالوں
میں سے ہو جاؤں گا۔

اس آیت کے بعض نکات وناز کیاں انفاس الخواص
میں ظاہر کی گئی ہیں ۔

الفی القار سے ہے صیغہ مضارع متکلم واحد ہے
اور فاعل کیلئے مبنی ہے اور یلقی بھی القاء سے ہے۔
صیغہ مضارع واحد مذکر غائب کا ہے اور مفعول
کیلئے مبنی ہے وانزل ینزل تنزیل سے ہے الاول
کا الاول وثانی کر ثانی اور بابہ میں زائد ہے
اور با مفعول میں مالم نیم ینزل کے لئے فاعل ہے
اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انزل نزول سے ہو اور

Marfat.com

نیز از القار صیغہ مضارع است مر واحد
مذکر غائب را مبنی است مر مفعول را
و نزول و ینزل از تنزیل الاول
کالاول و الثانی کالثانی و بادر بہ زائد
باشد و مدخول با مفعول مالم یسم فاعلہ است
مر ینزل را و تواند بود کہ ینزل از نزول
باشد مبنی مر فاعل را یعنی چون امید وارم
کہ دعائے و سوال مرا استجابت نماید
پس القار و افاضہ نمیکنم بر توای برادر مگر
چیزیکہ القار و افاضہ نمودہ شد بسوی من
یعنی ہر چہ از حضرۃ الاحدیۃ کہ مفصل شدہ است
در اعیان انبیار مذکورہ دریں کتاب بر من
فایض و نازل شدہ باشد بوساطت مظہر اسم
جامع کہ رسول ما باشد علیہ السلام من افاضہ
میکنم بر توای طالب و القار میکنم آنرا در
کتاب و فرود می آرم از عرش قلب خود
قلب المومن عرش اللہ تعالیٰ دریں سطور
مگر چیز بکہ فرود آوردہ شد بر من از حضرت
الاحدیۃ در صورت رسول ما علیہ السلام یا

فاعل کیلئے مبنی ہو۔ یعنی میں امید رکھتا ہوں کہ جب
اللہ تعالیٰ نے میرے سوال و دعا کو قبول فرمایا
تو اے برادران من و طالبان حق جو کچھ کہ بذریعہ اسم
جامع رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت الاحدیۃ
سے جو انبیار علیہم السلام کے اعیان میں تھا اور
تفصیل کے ساتھ مجھ پر فائض و نازل ہوا ہے۔
بجنسہ وہی خبر تم پر میں القار و افاضہ کرتا ہوں اور
اور اس کتاب فصوص الحکم میں اپنے عرش قلب سے
وہی خبر لکھتا اور بیان کرتا ہوں جو چیز کہ بذریعہ مظہر
اسم جامع رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت الاحدیۃ
سے مجھ پر القار و نازل ہوا ہے۔
یا جو کچھ کہ خواب صادق میں مجھ پر وارد ہوا ہے
مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اُسی کو عبارت
کے لباس سے آراستہ و پیراستہ کر کے ظاہر و بیان
کرتا ہوں اور اُس میں کوئی تغیر و تبدل اپنے حکم
سے نہیں کرتا ہوں۔
ایسی صورت میں حضرت شیخ قدس سرہ پر معترض
کا اعتراض کرنا اُن کے محجوب ہونے اور صحیح صحیح نہ
سمجھنے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ شیخ قدس سرہ کوئی

Marfat.com

بگویم کہ ہرچہ در مبشرہ بر من نازل شد ہمان را
درلباس عبارت جلوہ میدہم وتغیری واقع
نشود پس اعتراض بر شیخ قدس سرہ از عجب
ونارسیدگی معترض باشد چہ شیخ قدس سرہ
ہیچ مسئلہ در فصوص الحکم از خود نہ گفتہ است
واز خلاف شریعت نیاوردہ چنانکہ گذشت
از قول شیخ وبیدہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب
فقال لی ہذا الکتاب فصوص الحکم فخذہ چہ
این قول اشارت است کہ ہرچہ در کتاب
مسطور است از نبی باشد وہرچہ از نبی
باشد خلاف شریعت نیست یا گفتہ شود کہ
امیدوار استجابت سوال خود ام کہ تا القار
نکنم الی آخرہ

ق ولست نبی ولا رسول ولکنی وارث ولا
خرثی حارث

ل این قول برای دفع توہم متوہم پیدا است
یعنی نیستم من نبی از انبیاء ونہ رسولے از
رسل ورسول خاص است از نبی نبی بمعنی
پیغامبر باشد وخبردار ورسول وآنکہ

مسئلہ کتاب فصوص الحکم میں اپنے طرف سے خلاف
شریعت نہیں لائے اور نہ لکھا ہے جیسا کہ شیخ قدس
سرہ کے قول سے ظاہر ہے اور وہ قول (بیدہ صلی اللہ
علیہ وسلم کتاب فقال لی ہذا الکتاب فصوص الحکم فخذہ)
یہ قول اس بات اور اس امر کی طرف اشارہ کرتا اور
راستہ دکھلاتا ہے کہ جو کچھ اس کتاب فصوص الحکم میں
رکھا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور جو کچھ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا وہ ہرگز خلاف شریعت
نہ ہوگا اور نہ ہے۔

شیخ قدس سرہ نے جو ولست نبی ولا رسول الا آخرہ
فرمایا ہے وہ بھدّے موٹے۔ کج فہم سمجھ والوں کی
نظر سے کہا ہے یعنی میں نہ نبی ہوں اور نہ رسول ہوں
لیکن میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ہوں
اس لئے کہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین
ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے اور یہ بھی قرآن میں ہے
آج کے دن پورا کردیا ہم نے تمہارے لئے دین تمہارا
اور پورا کردیا اوپر تمہارے اپنی نعمت کو اور رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے۔
میں اس لئے پیدا ہوا ہوں کہ مکارم اخلاق کو

Marfat.com

صاحب کتاب باشد از پیغامبران و بعضی
فرق نکنند ولیکن وارثِ مرسول را
علیہ السلام چہ محمد رسول اللہ علیہ السلام
خاتم النبیین آمد چنانکہ در قرآن مذکور است
و نیز گفتہ است الیوم اکملت لکم دینکم
واتممت علیکم نعمتی و گفت رسول علیہ السلام
بعثت لاتمم مکارم الاخلاق و ازدیاد بر
کمال نقصان باشد الشئی اذا جاوز حدہ
جانس ضدہ ؎ ختم شد بر کمال لطف
سخن :. ہر چہ بعد از کمال نقصان است
پس امروز عارف وارث نبی باشد
چنانکہ گفت علیہ السلام العلماء ورثۃ
الانبیاء و علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل
والانبیاء ما ورثوا دینارًا ولا درہمًا وانما
ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظہ وافر و غناء
وارث بحسب غناء مورث باشد پس
رسول علیہ السلام چوں غنی ترین مورثان
و اعرف ایشان باشد پس رسول علیہ السلام
غنی ترین وارثان باشد از ورثہ انبیاء دیگر

پورا کر دوں اب اس کے بعد اور کچھ لکھنا اور پڑھانا
اور زیادہ کرنا نقصان کا باعث ہے۔
ختم شد بر کمال لطف سخن + ہر چہ بعد از کمال
نقصان است جو شے اپنے حد سے تجاوز کرتی
ہے تو وہ ضد کی طرف جاتی ہے اس لئے عارف
آج کے دن نبی کا وارث ہے جیسا کہ خود حضور
پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے امت
کے علماء انبیاء کے وارث ہیں اور میرے امت
کے علماء مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں۔
اور انبیا کا ورثہ درہم و دینار نہیں ہے اُن کا ورثہ علم
ہے وہ تم کو وراثت میں ملا ہے اُس کو پورا پورا
حاصل کر دو اور یہ بھی یقین کر لو کہ وارث کی غنا
مورث کے غنا کے مطابق ہوتی ہے۔ اس لئے جب
کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم غنی ترین
مورثوں میں ہیں اور سب لوگوں میں اعرف ہیں
ایسی صورت میں اُن کے ورثاء بمقابلہ دوسرے
انبیا علیہم السلام کے ورثاء کے غنی ترین وارثوں
میں ہیں۔ شیخ قدس سرہ العزیز کا یہ کہنا کہ میں رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ہوں اس بات کی

Marfat.com

علیہ السلام و قول او وارث تنبیہ است کہ
گنجینہ علوم و معارف بزور و قہر بدست
او دادہ اند چہ ارث تملیک قہری است
پس علوم مکتسبہ برای علماء روایت از راہ
ارث نباشد و از علماء در قول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم العلماء ورثۃ الانبیاء
وغیر ان علماء درایت و عرفاء اہل کشف
کہ اولیاء اند مراد باشد چہ اخذ ایشان
مر لالی علوم و جواہر معارف را از صندوقی
باشد کہ اخذ موروثان کہ انبیاء باشند از
آں بود و چنگ درزدن اولیاء اللہ
در کشف بعضی مطالب باحادیث و
قرآن نظر بتانیس محجوبان است و
دفع وہم ایشاں کہ اثبات مطالب
از قرآں و احادیث میکنند و گرنہ عارف
مکاشف نیست چہ نزد آں ہر چہ ہست
از دولت شہود و امداد باطن و وجدانست
وتواند بود کہ مراد از علماء کہ در قول
رسول صلی اللہ علیہ وسلم است ہر دو فریق

تنبیہ ہے کہ علوم و معارف کا خزانہ بزور و جبر سے اُن کے
قبضہ میں دیا گیا ہے اس لئے کہ ارث تملیک قہری ہے
اس وجہ سے علوم مکتسبہ علماء روایت کیلئے از راہ ارث
نہیں ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں
علما سے مراد علماء درایت و عرفاء اہل کشف جو کہ
اولیاء ہیں مراد ہیں کیونکہ علوم و معارف کے جواہرات
اور موتی کو اولیاء اللہ اُسی صندوق سے لیتے ہیں جس
صندوق سے انبیاء علیہم السلام لیتے ہیں۔ اولیاء اللہ
کا کشف کے ذریعہ چنگل مارنا قرآن و حدیث کے بعضے
مطالب بیان کرنا اور اثبات محجوب لوگوں کے انس و
محبت پیدا کرنے کے نظر سے کہا گیا ہے اور اُن لوگوں
کے وہم اور شبہہ کو دفع کرنے کے لئے ہے ورنہ
عارف صاحب کشف اور اولیاء کے پاس جو کچھ ہے
وہ اُس کے شہود و امداد باطن اور وجدانی کی دولت
ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ علماء سے مراد جیسا کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دونوں فریق ہیں
علماء ظاہر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم
ظاہر کے وارث ہیں اور علماء باطن رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم باطن کے وارث ہیں اور

Marfat.com

باشند کہ علماء ظاہر ورثہ علوم ظاہر رسول اند و علماء باطن ورثہ علوم باطن رسول و آنکہ جامع باشند میان علوم ظاہر و علوم باطن او کاملترین و غنی ترین جمیع ورثہ اند و ہماں کامل مر مقتدا بودن را شاید و مر راہ نمودن را بمردم زیباست چنانکہ در نفحات الانس مذکور است غایۃ الامر علماء ظاہر را ورثہ ازاں می تواں گفت کہ علم از مقولہ کیف است و مر قدم اختیار را بر جناب کیف گذر نیست آری طریق وصول بہ علوم اختیاری است و ایں منافی ارث نیست و گرنہ وراثت علماء باطن نیز ثابت نشود چہ کشود و شہود عرفا نیز بریاضت و مجاہدہ است فان المجاہدت تورث المشاہدت پس من نبی و رسول نیم لیکن وارث ویم و مر آخرۃ خود را حارث و کشت و کار میکنم چہ در آخرت ہماں ظاہر گردد کہ در اینجا بکارند چنانکہ گفت رسول علیہ السلام الدنیا مزرعۃ الآخرت
دیگی از محرکات فقیر بہ نوشتن انفاس الخواص

جو علماء کہ علوم ظاہر و باطن کے جامع ہیں کامل ترین اور غنی ترین تمام ورثاء میں سے ہیں اور ایسا ہی کامل مقتدا کیلئے لائق ہے اور لوگوں کو راستہ بتانے کے قابل ہے جیسا کہ نفحات الانس میں ہے خلاصہ یہ کہ علماء ظاہر کو وارث اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ علم مقولہ کیف سے ہے اور کیف کے دربار میں اختیار کے قدم کا گذر نہیں ہے لیکن پہنچنے کا طریقہ علوم اختیاری پر ہے اور یہ وراثت کے منافی نہیں ہے نہیں تو علماء باطن کی بھی وراثت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ عرفاء کا شہود و کشف بھی مجاہدہ و ریاضت سے ہے پس تحقیق مجاہدہ مشاہدہ میں اثر کرنیوالا ہوتا ہے اس لئے میں نبی و رسول نہیں ہوں لیکن نبی کا وارث ہوں اور اپنے آخرت کے لئے کھیتی کرنے والا ہوں۔
جو کچھ اس جگہ ہم کریں گے وہی چیز آخرت میں ہم پر ظاہر ہوگی یعنی جو چیز یہاں ہم بوئیں گے آخرت میں اُسی کا پھل ہم پائیں گے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔
اور انفاس الخواص لکھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے

Marfat.com

اینست از ینجاست کہ در اکثر انفاس ایں
مطلب ذکر یافتہ است و آیتہ چند بر تو
بخوانم اگر مومن باہتمار فرقانی ادغان و
قبول بر تو لازم گردد وگرنہ جز رد و ردد
درمیان نیاید واز میان مرددد گردی
واتقوا یوماً ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی
کل نفس ماکسبت وہم لایظلمون لہا ما
کسبت وعلیہا ما اکتسبت ووفیت کل
نفس ماکسبت وہم لایظلمون یوم تجد
کل نفس ماعملت من خیر محضرا وماعملت
من سوء تود لو ان بینہا وبینہ امداً بعیدا
وامثال ایں آیات در قرآن بسیار اند
ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا وجدوا
ماعملوا حاضرا ولا یظلم ربک احداً آمن
الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون
کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لا
نفرق بین احد من رسلہ پس بہشت
در پہلوے راست تست و دوزخ
در پہلوے چپ فمن یعمل مثقال ذرۃ

کہ جو کچھ ہم کریں گے آخرت میں اُس کا پھل پاوینگے
اس مطلب کو ظاہر کیا گیا ہے اب اس کے بعد چند
آیتیں آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اگر آپ
لوگ آیتوں اور فرقان پر ایمان رکھتے ہیں تو اُس کا
قبول کرنا آپ لوگوں پر لازم و فرض ہے ورنہ
سوائے رد اور تردید کے درمیان میں کچھ نہیں
ہے۔ اور مردودوں کے زمرہ میں شامل ہوجانیکا
اندیشہ ہے ای لوگو اُس دن سے ڈرو جب
اُس کے پاس لوٹ کر جاؤگے تو ہر شخص اپنے
کمائی کا پورا پورا بدلہ پاوے گا اور اس کے ساتھ
ظلم نہ ہوگا۔ ہر شخص نے جو کچھ کمایا ہے اُس کا نفع
اُس کے لئے ہے اور جس نے برائی کمائی ہے اُس کا
ضرر یا نقصان اُس کیلئے ہے ہر شخص نے جو کچھ
کمائی کی ہے اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی
پر ظلم نہ ہوگا اُس دن جس شخص نے نیک اعمال
کئے ہوں گے وہ اس کے سامنے ہوگا اور جس نے
بُرے اعمال کئے ہوں گے وہ بھی اُس کے سامنے
ہوگا بُرے افعال کرنیوالا کہے گا کہ کاش میرے
اعمال اور میرے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہوتا

Marfat.com

خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ آری
دربعضی آیات کلمہ جزا و اجر واقع شدہ است
وآں نظر بتغیر لباس وصورت اعمال
واقع است چنانکہ صبّاغ بگوید کہ ہر کہ بہ
من پارۂ طلا بیارد اجر او پارۂ طلا باشد
وہم چنیں نقرہ ومس وجز آن واگر بافندہ
بگوید کہ اگر بہ من ریسمان حریر بیاری جزا
آن جامہ حریر باشد واگر ریسمان پنبہ
آری جزا آن جامہ پنبہ باشد وصبّاغ
وبافندہ را از خود بیرون مگیر وغیر خود مدار
بلکہ او عین تست ولو عین اوئی وبا وجود
آن ہر چہ رسول علیہ السلام آوردہ است
از احکام دنیا وآخرت ہمہ برحق اند ومتحقق
وما تنفقوا من خیر یوف الیکم وانتم لا تظلمون
وتواند بود کہ معنی قول شیخ قدس سرہ العزیز
والآخرت حارث ایں باشد کہ برای آخرت
خود یعنی برای چیزی کہ آخر کار وانجام کردار
رجوع بان است وآن فنا فی اللہ است
وبقا باللہ حارث ام وحریص چہ از عارف

اور میں اُس کو دیکھ نہ سکتا مثل ان آیتوں کے
قرآن میں بے شمار آیتیں ہیں اُن لوگوں کی اتباع
نہ کرو جن کے دلوں کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا
ہے جو کچھ تم نے عمل کیا ہو گا اُس کو دیکھو گے تمہارا
رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔
ایمان لائے رسول جو کچھ اوترا اُن کو ان کے رب
کی طرف سے اور سب ایمان لائے اللہ پر اور اُس
کے فرشتوں پر اور اُس کے کتابوں پر اور اُس کے
رسولوں پر نہیں فرق کرتے ہم درمیان رسولوں کے
کسی میں۔ اسلئے تمہارے داہنے پہلو میں بہشت
اور بائیں پہلو میں دوزخ ہے۔
سو جس نے ذرہ برابر بھلائی کی وہ دیکھ لیگا اور جس نے
ذرہ بھر برائی کی اُس کو بھی دیکھ لیگا
ہاں بعضے آیات میں کلمات جزا اور اجر کا بیان ہے وہ
تغیر لباس اور اعمال کے صورت کی نظر سے ہے
جیساکہ سونار کہتا ہے کہ جو شخص میرے پاس سونے کا
ٹکڑا لاوے گا اُس کا اجر سونے کا ٹکڑا ہی ہو گا
اسی طرح چاندی اور تانبہ اور کسکٹ اور پیتل اور
علاوہ اُس کے جو بھی ہو اس کا اجر وہی ہو گا۔

Marfat.com

طلب آخرت از جنت وحور وقصور نقصان
است وقصور وقول رسول علیہ السلام الدنیا
مزرعۃ الآخرۃ نیز اشارت باشد بایں حکم
ای الامور السابقۃ اسباب للامور الآخرۃ
و للاحقۃ ای ماکان آخر الامر من الفنار
فی اللہ والبقار بہ و در بعضی نسخہ وللاخوانی
واقع است بجای والآخرتی یعنی برای
برادران خود کہ طالبان حق باشد حارث
ام والمنبت ہو اللہ انبتہ اللہ نباتاً حسنا
ق فمن اللہ فاسمعوا والی اللہ فارجعوا
ل یعنی چوں معارف و اسرار ایں کتاب
از حق اند نہ از من و من مامور نشدہ ام
مگر باظہار معارف و اخراج اسرار سے
کہ دریں کتاب مذکور اند بسوی مردم از
غیر تصرف بزیادتی و نقصان پس از خدا
تعالیٰ کی جامع جمیع اسمار و صفات باشد
و محیط ہمہ کائنات بشنوید اسرار و معارف
کتاب را ای برادران نہ از من و یکی از
دو فائدہ است یا گفتہ شود کہ تقدیر

اور بُننے والا کہتا ہے کہ جو شخص میرے پاس ریشمی سوت
لادیگا جزا اُس کا ریشمی کپڑا ہوگا اور اگر سوت لادیگا
جزا اس کا سوتی کپڑا ہوگا زیورات بنانیوالا اور کپڑا
بُننے والا اپنے سے علاوہ دوسرا نہیں ہے ۔ یعنی اپنے
سے علاوہ اُس کو مت سمجھو بلکہ وہ تمہارا عین ہے اور
تم اُس کے عین ہو اور کبھی بھی اُس کو اپنے سے دور
نہ سمجھو باوجود اس کے کہ جو کچھ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم دنیا و آخرت کے احکام لائے ہیں وہ سب برحق
ہیں اور ثابت ہیں ۔ اور ہو سکتا ہے کہ شیخ قدس سرہٗ
کے قول حارث کے یہ معنی ہوں کہ میں اپنے آخرت
کے ایسی چیز کیلئے کھیتی کرنیوالا اور حریث ہوں کہ جس کا
آخرکار و انجام اُسی کی طرف رجوع ہوتا ہے اور
وہ فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہے اسلئے کہ عارف کا
آخرت کیلئے جنت و حور و قصور ۔
و مثل اُسکے طلب کرنا نقصان و خسارہ ہے اور رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا جو الدنیا
مزرعۃ الآخرہ ہے اسی طرف اشارہ ہے یعنی یہ امور
سابقہ اسباب امور آخرت کے ہیں اور انجام کار
فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہے ۔ اور بعضے نسخوں

Marfat.com

کلام اینست فاقول اذا کان الامر علی ما
مضی وعرف فاسمعوا ما فی الکتاب من
الاسرار والمعارف من اللہ لا منی دلبسوی
خدا تعالیٰ رجوع کنید چوں لشنوید چیزی
ازکتاب کہ در فہم ناقص شما نیاید نہ لبسوی
من کہ القا وافاضہ معانی کتاب از حق است
نہ از من وہو المیسر لکل عیسر وہو علم آدم
الاسماء کلہا لا انا فلعلیہ لیطلعکم علی ما نیہ
کما ہی بانوار وجہہ ودر قول مذکور تنبیہ است
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مظہر
اسم اللہ است چہ آمر برای شیخ قدس سرہ
باخراج ایں اسرار ومعارف از جناب
او بود علیہ السلام

ق فاذا سمعتم ما اتیت بہ فعوا

ل عوا کہ در فعوا است از وعی یعی است
بمعنی حفظ یعنی پس وقتیکہ لشنوید چیزی
کہ آوردہ ام دریں کتاب پس یاد...
آنرا کہ از حق است نہ از من...

ق ثم بالفہم فصلوا مجمل القول... معوا

میں لاخوانی کے بجائے والآخرتی واقع ہے یعنی اپنے
بھائیوں کیلئے جو کہ طالبان حق میں کھیتی کرنیوالا ہوں
اُگانیوالا وہی اللہ ہے۔ اُگاوے اللہ اگانا اچھا
یعنی جب کہ علوم ومعارف اس کتاب فصوص الحکم
کے حق سے ہیں مجھ سے نہیں ہیں اور میں صرف اسلئے
مقرر کیا گیا ہوں کہ کتاب کے اسرار ومعارف کو
جو لوگوں کی طرف ذکر کئے گئے ہیں بغیر کسی کمی و
زیادتی کے اظہار واخراج کردں ایسی صورت میں
اے میرے بھائیو اللہ تعالیٰ سے جو کہ جامع جمیع
اسماء وصفات اور تمام کائنات کا محیط ہے
اسرار ومعارف کو سنو اور سمجھو کیونکہ اللہ تعالیٰ
ہی اسرار ومعارف کا اظہار کرنے والا اور
اخراج کرنیوالا ہے اور لیس اور دوف میں سے
ایک... ف زائد ہے یا یہ کہا جائے کہ تقدیر کلام یہ ہے
فاقول اذا کان الامر ما مضی وعرف فاسمعو
وا فی الک... اسرار والمعارف من اللہ لا منی
... دیدہ اسرار ومعارف
... اسرار ومعارف اس کتاب فصوص الحکم
کے سنو اور تمہارے فہم میں نہ آوے وہ اسرار

Marfat.com

ل فصلوا صیغہ امر است از تفصیل یعنی
بعد از فہم معانی و دریافت مراد کتاب
تفصیل بکنید و شرح و بسط بدہید قول
مجمل کتاب را یعنی مراد کتاب فہمیدہ
و بمعانی آں چنانکہ باشد وارسیدہ
کلام مجمل مرا شرح و بسط بدہید نہ از
تخمین و ظن واگرنہ راہ گم شود و مطلوب
فوت گردد و جمع کنید میان قول مجمل و
و مفصل و توفیق بدہید میان ہر دو
قول کہ آن کلام حق است چنانکہ گذشت
و در کلام حق تعالیٰ تدافع نیست و لو
کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلاف
کثیرا و تواند بود کہ مراد آں باشد کہ جمع
بکنید و توفیق بدہید میان قول مجمل این
کتاب و میان آیات قرآن و احادیث
نبوی کہ فی الحقیقت درمیان ہر دو تدافع
نیست ق ثم منوا علی طالبیہ لا تمنعوا
ہذہ الرحمۃ التی وسعتکم فوسعوا
ل منوا صیغہ امر است از من یمن منا

و معارف سمجھنے کیلئے اپنے کو اللہ تعالیٰ کی طرف
رجوع کرو اسلئے کہ معانی کا القار و افاضہ اللہ
تعالیٰ سے ہے میرے طرف سے نہیں ہے وہی آسان
کرنیوالا کل سختیوں کا ہے اور اُس نے آدم کو کل
اسما سکھلادئے پس شاید نہ ہو اطلاع پانے
والے اوپر معانی کے جیساکہ اُس کے چہرہ کی
روشنی ہے ۔ قول مذکور میں تنبیہ یہ ہے کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اسم اللہ کے مظہر ہیں کیونکہ
شیخ قدس سرہ کا حکم چلانا اور اسرار و معارف کے
رواج کا حکم دینا اور مقرر کرنا رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب سے ہے اور بس
عوا ادرکہ فعوا امیں ہے دعی سے ہے بمعنی حفظ
کرنا یعنی اس کتاب میں جو اسرار و معارف ظاہر
کئے گئے ہیں وہ تمہارے نظر سے گذریں اور تم
لوگ اُس کو سنو تو اس بات کو یاد کرو کہ وہ
اللہ تعالیٰ سے ہے مجھ سے نہیں ہے جیسا کہ
بیان کیا گیا ۔ فصلوا تفصیل سے ہے اور امر کا
صیغہ ہے ۔ یعنی کتاب فصوص الحکم کے مطالب
سمجھنے اور حاصل کرنے کے بعد معنی مجمل کو شرح

Marfat.com

ومنّتا بمعنی نعمت دادن ولا تمنعوا صیغہ
نہی است از منع یمنع بمعنی باز داشتن
گو یا لا تمنعوا بیان است وتاکید مر قول منوا بہ
را وہذہ الرحمۃ منصوب است ومفعول
مر لا تمنعو را ووسعوا صیغہ امر است از
توسیع یعنی پستر منت بنہید بچیزی کہ
شنیدید از کتاب وفہمیدید بر طالبان
کتاب وبیان بکنید اسرار ومعانی بر
ایشان کہ خود قوت اخراج آن ندارند
وباز ندارید از طالبان چنیں رحمتی کہ
شامل ومحیط است بجمیع شما چہ طلب اسلام
مختص بکسی نیست واللہ یدعوا الی دار السلام
چہ اسلام وشارف بوی عام نباشد
افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین
وما کان لنفس ان تومن الا باذن اللہ
کہ ضنت نامحمود است ونامرضی و
نزدیک فقیر لا تمنعوا صیغہ مضارع
مجہول است مر ذکور حاضر را جواب است
مر منوا بہ را از ینجا نون اعرابی ساقط شد

وبسط دیکر تفصیل سے بیان کرو یعنی کتاب کے
معارف واسرار اور اُس کے مراد ومعنی کو
جیسا کہ چاہئے سمجھنے اور حاصل کرنے کے
بعد کلام مجمل کی شرح وبسط کرو قیاس اور
گمان سے اپنی طرف سے کچھ نہ کہو نہیں تو
راستہ بھول جاؤ گے اور مطلب کو نہ پاؤ گے
اور مطلوب فوت ہو جاویگا اور قول مجمل
ومفصل کے درمیان موافقت پیدا کرو
اور جمع کرو اسوجہ سے کہ یہ کلام حق ہے اور
کلام حق میں تدافع نہیں ہے۔ اور اگر ہوتا
نزدیک سے غیر اللہ کے ہاتے اُس میں اختلاف
بہت اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ مراد ہو یعنی
درمیان قول مجمل اس کتاب کے اور قرآن
وحدیث نبوی کے جمع کرو اور مقابلہ کرو کیونکہ
فی الحقیقت ان دونوں کے درمیان تدافع
نہیں ہے۔ منوا امر کا صیغہ ہے منا ومنت سے
ہے جسکے معنی نعمت دینے کے ہیں ولا تمنعوا نہی
کا صیغہ ہے منع ویمنع سے ہے جس کے معنی
باز رکھنا ہے گو یا لا تمنعوا قول منوا بہ کیلئے

Marfat.com

ای ان تمنعوا به علی طالبیه لاتمنعوا رحمۃ اللہ
ونعمۃ اتی وسعتکم فوسعوا ولا تبخلوا یعنی پس
وسیع کنید آن رحمت را که شامل حال تمام
مردم گردد چه هر که ضنت و بخل ورزد به
نعمت و رحمت حق تعالی آن نعمت و رحمت
را که شامل حال اوست از وی سلب
گردانند و نزد او آن رحمت و نعمت
نسیا منسیا گردد ان رحمۃ اللہ قریب
من المحسنین الذین لا یبخلون مما رزقہم اللہ
پس تو از بیان معنی دریغ مدار ؎
زبان بکشا با سرار الٰہی :: بگو شرح معانی
را کما ہی :: واین وہم ترا زحمت نه بدکه
بمواعظ الٰهی هیچ کس منتفع و پند پذیر
نمی شوند که انتفاع و اتعاظ موقوف
بر امر تکوینی است واین امر بدست اوست
و بس چنانکه گفت وما کان لنفس ان
تؤمن الا باذن اللہ و مرعین ترا این
استعداد نیست کار عین تو تبلیغ احکام
است بمردم انک لا تهدی من احببت

بیان اور تاکید ہے۔ اور ہذہ الرحمۃ تمنعوا کیلئے
مفعول اور منسوب ہے اور وسعوا توسیع سے
ہے امر کا صیغہ ہے۔ یعنی جب کہ کتاب فصوص الحکم
کو تم نے پڑھا اور سمجھا تو اُس کے معارف
و اسرار کو بیان کرنے اور سمجھانے کے لئے
جو اُس کے طالب اور اہل ہیں اُن پر کسی قسم کا
احسان مت رکھو اور معانی و مطالب کے
سمجھانے میں کوتاہی و دریغ نہ کرو کیونکہ وہ
لوگ کتاب کے معنی کو سمجھتے اور اخذ کرنیکی
قوت نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ کی اُس رحمت
کو جو تمہارے اور اُن کے شامل حال ہے
طالبوں کو باز نہ رکھو یعنی اُس رحمت سے محروم
نہ کرو کیونکہ اسلام کا طلب کرنا کسی ایک کے لئے
مخصوص نہیں ہے واللہ یدعوا الی دارالسلام
اس وجہ سے اسلام اور اُس سے مشرف ہونا عام
نہیں ہے۔ پس کیا تم اُن کو بُری نگاہ سے دیکھتے
ہو یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں کوئی شخص
بغیر حکم اللہ کے ایمان نہیں لاتا۔ بخل کرنا اچھا
نہیں ہے اور خدا اور رسول کی مرضی کیخلاف ہے

Marfat.com

ولکن اللہ یہدی من یشاء وہو اعلم
بالمہتدین وما علیکم الا البلاغ

ق ولا تضنوا الطالبیہ فیمنعوا

ل ولا تضنوا صیغہ نہی است از ضن یضن ضنا بالکسر وضنانۃ بالفتح بمعنی بخیلی کردن از باب ضرب یضرب و تمنعوا صیغہ مضارع مجہولست از منع مذکور حاضر را یعنی ضنت نکنید شمایان بدان رحمت در حق طالبان تا باز داشتہ نشوید از آن رحمت و این قول موید توجیہ اخیر در لا تمنعوا است و این قول در بعضی نسخہ یافتہ نمی شود بدانکہ منع اسرار الٰہی از اہل اللہ قبیح تر باشد از اظہار آن بر نا اہل و وجہ این در انفاس الخواص ذکر یافتہ

ق ومن اللہ ارجوا ان اکون ممن اید فتاید واید وقید بالشرع المحمدی المطہر فتقید وقید وان یحشرنا فی زمرتہ کما جعلنا من امتہ

اس مقام پر صاحب شارح لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک لاتمنعوا صیغہ مضارع مجہول ہے ذکور حاضر کیلئے منوا بہ کا جواب ہے اس جگہ نون اعرابی ساقط ہوگیا اے تمنعوا بہ علی طالبیہ لاتمنعوا رحمۃ اللہ ونعمتہ التی وسعتکم فوسعوا ولا تبخلوا یعنی اُس عام رحمت کو وسیع کرو اور وہ رحمت تمہارے اور سب کے شامل حال ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رحمت میں جو شخص ضنت اور بخل کرتا ہے حالانکہ وہ رحمت اُس کے بھی شامل حال ہے تو اللہ تعالیٰ اُس رحمت ونعمت کو اُس سے سلب کر لیتے ہیں اور اُس کے لئے وہ رحمت نسیاً منسیا ہو جاتی ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ کی رحمت اچھے لوگوں کے قریب ہے وہ لوگ جو اللہ کے رزق میں بخل کرتے۔ پس تم اسرار ومعارف کے اظہار کرنے اور بیان کرنے میں جیساکہ صحیح صحیح اور ٹھیک ٹھیک تم جان چکے ہو اور سمجھ چکے ہو کوتاہی و دریغ نہ کرو ے

زبان بکشا باسرار الٰہی ⁘ بگو شرح معانی را کماہی

اس بات سے تم بے دل نہ ہو اور یہ وہم تجھے رحمت

Marfat.com

ل اید صیغہ ماضی مجہول است از باب
تفعیل ای ممن ایدہ اللہ تعالیٰ بتوفیقہ
وتائید الاعتصامی لامن ردہ اللہ تعالیٰ
من جنابہ مجد امرہ وایاہ وتاید صیغہ
ماضی معلوم است از باب تفعل و
اید نیز صیغہ ماضی معلوم است از
باب تفعیل ای تاید بتائیدہ الاعتصامی
وایدہ غیرہ بان جعلہ مستعد اللتائید
الالٰہی بالارشاد والتلقین وچون
سعادت عظمی در متابعت محمد رسول اللہ
است صلی اللہ علیہ وسلم وازاینجا است
کہ او گفت لو کان موسیٰ حیا لما وسعہ
الا اتباعی دیگری گفت اللہم اجعلنی من
امتہ محمد و دیگری گفت اللہم اجعلنی
من محبیہ و علی ہذا القیاس گفت شیخ
قدس سرہ وقید بالشرع المحمدی المطہر
ای عن ادناس الطبیعۃ وخبث الہوی
تا صاحب مقامات گردد واز
اہل الدرجات وقید صیغہ ماضی مجہول است

نہ دے کہ مواعظ الٰہی سے ہر شخص منتفع نہیں ہوتا اور
نفع نہیں پاتا اور نصیحت اُس کے کارگر نہیں
ہوتی تو اب اسکو اس طرح سمجھو اور جانو کہ فائدہ
اُٹھانا اور نصیحت پانا امر تکوینی پر موقوف اور
یہ حکم اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور بس۔
جیسا کہ کہا گیا کہ کوئی شخص ایمان نہیں لاتا بغیر
حکم اللہ کے تمہارے عین کی یہ استعداد نہیں ہے
کہ تمہارے وعظ سے ہر شخص مستفید ہو ہاں تمہارے
عین کی یہ استعداد ہے کہ لوگوں میں تبلیغ احکام
کرو حضور کے شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ
ہدایت کے راہ پر نہیں لا سکتے لیکن اللہ جس کو
چاہتا ہے راہ ہدایت دیتا ہے آپکا کام ہدایت
دینا نہیں ہے آپ تو صرف مبلغ ہیں ہدایت دینا
اللہ کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ ہدایت پانیوالوں
کو خوب جانتا ہے۔ تمہارا کام تبلیغ احکام ہے
ولا تضنوا نہی کا صیغہ ہے ضن یضن سے ہے ضنا
بالکسر ہے وضنانۃ بالفتح ہے جس کے معنی بخیلی کرنے
کے ہیں۔ جو باب ضرب یضرب سے ہے وتمنعوا صیغہ
مضارع مجہول ہے ذکور حاضر کیلئے منع سے ہے۔

Marfat.com

ازباب تفعیل عطف است برایّد
اول ای من اللہ ارجعوا ان اکون
ممن قید اللہ بالشرع المذکور وتقید
صیغہ ماضی معلوم چون تاید وقید
صیغہ ماضی معلوم چون اید بعد تائید
ای تقید بالقبول والانقیاد والسمع
والطاعت وقید غیرہ باعلامہ جلال
قدرہ وکمال امرہ علیہ السلام وان
یحشرنا عطف است بران اکون
ای من اللہ ارجوا ان یحشرنا فی الدار
الآخرۃ فی زمرۃ ای فی اہل اللہ التابعین
لہ علیہ السلام الفایزین بالسعادت
العظمی والدرجۃ العلیا کما جعلنا فی
الدار الدنیا من امتہ علیہ السلام یعنی
ازخدای تعالیٰ امیدوارم کہ باشم از
آن کسانے کہ موید ساختہ است حق
تعالیٰ آنہارا بتوفیق وعنایت خود
ومتائید شدند وقبول نمودند اوامر
ونواہی اورا وتائید بخشیدہ اند

یعنی طالبوں کے حق میں تم اُس رحمت کو وسیع کرنے
میں بخیلی وکوتاہی نہ کرو اگر ایسا کرو گے تو تم سے وہ
رحمت واپس لے لی جائیگی اور تمہارے لئے وہ
رحمت نسیا منسیا ہوجائیگی اور یہ قول بعضے نسخوں
میں نہیں پایا گیا۔ جانو اور سمجھو کہ اسرار ومعارف
الٰہی کا روکنا اور نہ بیان کرنا جو کہ اُس کا اہل ہے اور
جو کہ نااہل ہے اُس سے بیان کرنا بہت ہی برا ہے
اسکی وجہ انفاس الخواص میں لکھی گئی ہے۔
ایّدَ باب تفعیل سے صیغہ ماضی مجہول ہے لے ممن
ہذہ اللہ تعالیٰ بتوفیقہ وتائید الاعتصامی لا ممن ایدہ
اللہ تعالیٰ من جنابہ مجد امرہ وایاہ۔ وتائیدَ باب
تفعیل سے ہے اور صیغہ ماضی معلوم ہے وایّدَ
بھی باب تفعیل سے ہے اور ماضی معلوم کا صیغہ ہے
اے تاید بتائید الاعتصامی۔ واید غیرہ بان جعلہ
مستعد اللتائید الالٰہی بالارشاد وتلقین۔ جب کہ سعادت
عظمیٰ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا نہیں ہے
اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے
تو اُن کو میرے اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ تھا اور بھی
کسی نے کہا ہے کہ اے اللہ مجھ کو امت محمدؐ میں کردے

Marfat.com

دیگران را مستعد ساختہ اند برای
طلب حق و محبت او تبلقین و ارشاد
راہ حق تعالیٰ و امید دارم کہ باشم از
آن کسانی کہ مقید ساختہ است
حق تعالیٰ آنہا را بشرع محمدی کہ
طہارت یافتہ است و پاک شدہ
از چرک طبیعت و نجاست ہوا
فانہ ما ینطق عن الہویٰ ان ہوا الا
وحی یوحی یعنی باشم از ان جماعت کہ
پای ایشان را حق تعالیٰ بسلاسل
امواج شریعت مطہر محمدی
مقید ساختہ باشد کہ ہرگز قدم از
دائرہ شریعت بیرون نمی تواند نہاد
و دریں قول بیان است کہ شیخ
قدس سرہ خلاف شریعت نمی کند
و نمی گوید خاص دریں کتاب اگرچہ
محجوب واقف نباشد و محروم باز
محجوب راز ہیچ چراغی نصیب نیست
پس مقید شدند آن کسان بقبول

اور یہی کہا ہے کہ اے اللہ مجھ کو محبت اُن کی عطا فرما اور
اور علیٰ ہذا القیاس شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہے وقید
بالشرع المحمدی المطہر اے عن ادناس الطبیعۃ وخبث الہویٰ
یہ اس لئے کہا ہے کہ شرائع محمدی پر چلنے والا اصحاب مقامات
اور اہل الدرجات ہو۔ وقید صیغہ ماضی مجہول باب تفعیل
سے ہے ایداول کے اوپر عطف ہے اے من اللہ ارجو
ان اکون ممن قید اللہ بالشرع المذکور وتقید ماضی معلوم
کا صیغہ ہے مثل تاید وقید صیغہ ماضی معلوم کے ہے
اے تقید بالقبول والانقیاد والسمع والطاعات و
قید غیرہ باعلامہ وجلال قدرہ وکمال امرہ علیہ السلام
وان یحشرنا اور ان یکون کے عطف ہے اے من اللہ ارجوا
یحشرنا فی الدار الآخرۃ فی زمرہ اے فی اہل اللہ تابعین
لہ علیہ السلام فائضین بالسعادت العظمیٰ والرحمۃ العلیا
کما جعلنا فی الدار الدنیا من امتہ علیہ السلام یعنی اللہ تعالیٰ
سے میں امیدوار و خواستگار ہوں کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ
اُن لوگوں میں سے کردے اور اُس گروہ میں شامل کرلے
کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت و توفیق سے
مضبوط کیا ہے اور اوامر ونواہی کے قبول کرنے میں
اُن کی مدد کی ہے اور تائید بخشتا ہے اور اُن لوگوں نے

Marfat.com

دانقیاد شریعت وسمع وطاعت
آن ددر قید شریعت آدرند دیگران
را به بیان جلال قدر رسول علیه السلام
وکمال امرا دعلیه السلام وطهارت و
وپاکی شریعت او ازخبث طبیعت
وہوای نفس وامیدوارم که برانگیزد
مرا ومقتدیان مرادر آخرت درمیان
زمرۂ رسول ودوستان اوعلیه السلام
که کمر متابعت بر میان دارند تابسعادت
العظمیٰ ودرجة العلیا مشرف شوند
چنانکه گردانیده است مارا در دار دنیا
زامنه وگروه رسول علیه السلام ودرین
تعلیم است وادب وحفظ آن چه شیخ
قدس سره عالم ومتیقن است که او ز
جماعہ مذکور باشد پس اکنون شروع
در مقصود آمد چنانکه می شنوی
ق فاول ماالقاه المالک علی العبد
من ذلک فص حکمة الٰہیة فی کلمة آدمیة
ل اول مبتدا ر مضاف است بسوی

دوسروں کو مدد پہنچائی ہے اور طلب حق کیلئے اُنکو
مستعد کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت و راستے پر
چلنے کی تلقین کی ہے۔ اور میں امیدوار ہوں کہ میں
اُن لوگوں میں سے ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں
کو شرح محمدی سے مضبوط کیا ہے اور وہ لوگ
طبیعت دناست اور نجاست سے پاک ہو گئے
ہیں تحقیق اُن لوگوں نے اپنی خواہش نفس سے
کوئی کلام نہیں کیا تو بے شک شبہ اُن کا اسطرح
کلام کرنا وحی الٰہی کے علاوہ دوسری چیز نہیں ہے
اور میں یہ ہی اللہ تعالیٰ سے امید اور خواہش رکھتا
ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اُن لوگوں میں شامل کرلے
کہ جن کے قدوم کو اللہ تعالیٰ نے شریعت محمدی
سے وابستہ و مقید کردیا ہے کہ وہ لوگ کسی حالت
میں بھی دائرہ شریعت سے قدم نکال نہیں سکتے۔
حضرت شیخ قدس سرہ العزیز کے اس قول میں اس
امر کا بیان ہے کہ شیخ قدس سرہ خلاف شریعت
نہیں کہتے اور نہیں جانتے خصوصاً اس کتاب
فصوص الحکم میں کوئی مسئلہ اور نہ کوئی حکم اور نہ
کوئی اسرار و معارف نہ تو لکھتے ہیں اور نہ بیان

Marfat.com

ما موصولہ یا موصوفہ و مالک فاعل القاؑ
و علی العبد من ذلک متعلق بالقاہ و
فص حکمۃ الٰہیۃ خبر مبتدا و فی کلمۃ آدمیۃ
صفتہ مر فص را و اضافہ اول بسوی ما
بیانیہ باشد یا من ذالک بیان ما باشد
یعنی پس اول چیزیکہ القاء و افاضہ کردہ
آنرا مالک خاص و معبود بربندہ خویش
از ان کتابی کہ دادہ بود آنرا و امر کردہ باخذ
آن رسول اللہ صلعم فص حکمۃ الٰہیہ است
کہ واقع است در کلمہ آدمیہ یعنی در عینی
و روحی کہ منسوب باشد بآدم صفی اللہ
کہ اول فرد نوع انسانی باشد علیہ الصلوۃ
والسلام از نیجا است کہ فص حکمۃ الٰہیہ منسوب
بآدم شد و اگرنہ حکم الٰہیہ در روح ہر نبی
و عین او واقع اند خاص رسول ما صلی اللہ
علیہ وسلم کہ خاتم الانبیاء و افضل العرفا
است و مظہر اسم جامع باصالت بلکہ
معارف الٰہیہ در عین ہر فرد انسانی کل
باشد اگرچہ بظہور رنیاید۔

کہتے ہیں اگر محبوب اس سے واقف نہیں ہوتا اور محروم
ہوتا ہے تو ہم کہیں گے کہ

محبوب را ز ہیچ چراغ نصیب نیست

اور اُن لوگوں نے سمعاً و طاعۃً شریعت مطہرہ محمدی کو
قبول کرلیا ہے اور اسکے تابع ہوگئے اور دوسروں کو بھی
رسول علیہ السلام کے مرتبہ اور جلال و بزرگی و کمال سے
آگاہ کرکے شریعت کی پاکیزگی سے آگاہ کیا اور اُن کو
خبث نفس اور خواہشات نفسانی سے نجات دلایا
اور میں یہ بھی اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں اور
امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور میرے مقتدیوں
کو دار آخرت میں درمیان زمرہ رسول اور ان کے
دوستوں کے گروہ میں اُٹھادے کہ پیروی کا کمر
پر اپنے رکھتے ہیں تاکہ بڑے بڑے سعادت کے درجہ
سے مشرف ہوں جیسے کہ اس دار دنیا میں ہم لوگ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے امت میں ہیں اس تعلیم
میں اس بات کے سمجھنے کیلئے حفظ ادب ہے کہ شیخ قدس
سرہ جانتے اور یقین رکھتے ہیں کہ وہ اور اُن مقتدیان
اسی جماعت میں سے ہیں۔

اول مبتدا و مضاف ما موصولہ یا موصوفہ کی طرف ہے

Marfat.com

مصرع۔ وصف جبرئیلی در انسان بود و رفت
پس ہر فرد انسان کل باشد چنانکہ گفت
باری تعالیٰ من قتل نفسا بغیر نفس او
فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا
ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا یا
بگوی کہ اول باب از آن کتابی کہ القا
کرد مالک بر بندۂ خویش تا آخر و مالک
و عبد گفت تا تنبیہ کند کہ گنجینہ معارف
و حکم ملک حق است و بندہ مالک
آن نیست پس تصرف بندہ در آن
گنجینہ روا نباشد مگر وقتیکہ ماذون
باشد چنانکہ شیخ قدس سرہ ماذون
شد و مامور شد با اخراج این اسرار
و فص ہر حکمت کہ درین کتاب است
کلمہ است کہ منسوب باشد آن فص
بسوی آن چنانکہ در آخر این فص شیخ
قدس سرہ خود خواہد گفت یعنی
محل نفوس حکمۃ الٰہیہ است کہ عین
ثابتہ یا روح آدم صفی باشد یعنی

و مالک فاعل القاہ ہے و علی العبد من
ذلک متعلق القاہ کے ہے و فص حکمۃ الٰہیہ خبر
مبتدا ہے و فی کلمۃ آدمیۃ فص کی صفت اور اضافہ
اول طرف ما بیانیہ کے ہے یا من ذلک بیان ما کا
ہے۔ یعنی سب سے پہلے اول چیز جسکو کہ مالک
خاص و معبود نے اپنے بندہ پر القا و افاضہ کیا
اُس کتاب سے کہ جو کتاب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کے دست مبارک میں تھی اور جس کیلئے
لینے کیلئے مجھے حکم دیا تھا وہ حکمت الٰہیہ ہے جو کلمہ
آدمیہ میں ہے۔ چونکہ اول فرد نوع انسانی حضرت
آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اس وجہ
سے یہ فص حکمت الٰہیہ حضرت آدم صفی اللہ کی طرف
منسوب ہے جو عین یا روح حضرت آدم صفی اللہ
ہے حقیقت میں حکمت فص الٰہیہ ہر نبی کے روح
و عین میں واقع ہے خصوصاً ہمارے سردار
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روح و عین
میں جو کہ خاتم الانبیا و مظہر اسم جامع اصالتاً ہیں
واقع ہے۔
بلکہ معارف الٰہیہ ہر فرد انسانی کی روح و عین

Marfat.com

اول چیزیکہ القاء کرد آنرا حق تعالیٰ بر
بندۂ خویش فص حکمۃ الٰہیہ است کہ
واقع شدہ است در کلمہ آدمیہ وازینجا
ظاہر شد وجہ تسمیہ این کتاب باین
اسم و الٰہیہ اسم مرتبہ است کہ جامع
جمیع اسماء وحقایق است

ق لما شاء الحق تعالیٰ من حیث اسماءہ
الحسنیٰ التی لا یبلغہا الاحصاء ان یری
اعیانہا

ل لما شاء با متعلقات شرط است
وجزاء شرط محذوف باشد یعنی اوجد
آدم چنانکہ ظاہر کردہ خواہد شد
انشاء اللہ تعالیٰ یعنی ہرگاہ خواست
حق تعالیٰ وتعلق گرفت مشیت او
باینکہ بہ بیند حق تعالیٰ اعیان اسماء
خود لیکن مشیت مذکور نظر باسمائیہ
جزئیہ باشد کہ در شمار نیایند دہر واحد
جنس اند مراد از اعیان اسماء الٰہیہ
صور حقایق آن اسما اند یا مراد درینجا

میں واقع میں اگرچہ اُس کا ظہور نہ ہو۔ وصف جبرئیلی
در انسان بود و رفت۔ پس ہر فرد انسان کل ہے
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یا لکھو کہ اول باب
اس کتاب سے مالک نے اپنے بندہ پر القاء وافاضہ
فرمایا وہ حکمت الٰہیہ ہے۔ مالک معبود نے اپنے کو
مالک اور جس پر حکم ومعارف القاء فرمایا اُس کو
عبد کہا اس کہنے میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ
گنجینہ معارف وحکم اللہ تعالیٰ کی ملک ہے بندہ اُسکا
مالک نہیں ہے اور اُس گنجینہ معارف وحکم میں تصرف
یا اُس کا اظہار کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ
اُس کے ظاہر کرنیکا حکم دے تو وہ ظاہر کر سکتا ہے
اور اُس کے ظاہر کرنے میں وہ بندہ مامور ومعذور
ہوتا ہے جس طرح ابن عربی قدس سرہ اللہ تعالیٰ
کے خزانہ میں تصرف کرنے میں منجانب اللہ مقرر
کئے گئے ہیں اور اسرار ومعارف کو ظاہر کرنے میں
وہ معذور ہیں۔ اور فص ہر حکمت کی جو کہ اس کتاب
میں ہے وہ کلمہ ہے اور وہ فص اُسی کلمہ کی طرف
منسوب ہے۔ جیسا کہ اخیر میں خود شیخ قدس سرہ اسکی
تشریح کریں گے۔ یعنی محل نقوش حکمۃ الٰہیہ ہے جو کہ

Marfat.com

ذوات اسما باشند کہ ارباب اعیان
و ماہیات کونیہ اند
ق وان شئت قلت ان یری عینہ
ل یعنی اگر بخواہی بگوی بجای ان یری
اعیانہا ان یری عینہ۔ یعنی ہرگاہ خواست
حق تعالیٰ بحسب اسمار غیر متناہی خود کہ
بہ بیند عین خود را مآل ہر دو عبارت
یکے ہست چہ صور حقائق و اعیان اسمار
حق تعالیٰ عین حق اند فی جامع کون
یحصر الامر یعنی بہ بیند حق تعالیٰ اسمار
حقائق صور و اعیان خود در کون مختصر
کہ جامع باشد مر جامع حقائق کونیہ
مفردات و مرکبات را کہ حاضر او جمیع
اسمار باشد و کون عبارت است
از وجود خلق ازین رو کہ خلق باشد
نہ حق و مراد این جا کون موجود است
و کون جامع حاضر انسان کامل باشد
یا بگوئی کہ انسان مطلق ق لکونہ متصفاً
بالوجود ل این قول تعلیل است مر قول

عین ثابتہ یا روح حضرت آدم صفی اللہ کی ہے۔ یعنی سب سے
پہلے جو چیز کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندہ پر القاء فرمایا وہ
فص حکمت الٰہیہ ہے جو کلمہ آدمیہ میں واقع ہے اور اس
مقام پر وجہ تسمیہ اس کتاب فصوص الحکم کی اس اسم
کے ساتھ ظاہر ہوئی اور اسم الٰہیہ اُس مرتبہ کا نام ہے
جو کہ تمام اسمار و حقائق کا جامع ہے۔
لما شاء متعلقات کے ساتھ شرط ہے اور شرط کی جزا
محذوف ہے یعنی اوجد آدم جیسا کہ ظاہر کیا جائیگا
انشاء اللہ تعالیٰ یعنی جب کہ چاہا اللہ تعالیٰ نے اور
اُس کی مشیت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ اپنے اسمار
جزئیہ کے اعیان کو جس کی کوئی حد و انتہا نہیں اور
ہر ایک دوسرے کے جنس ہیں ملاحظہ کرے اعیان
اسمار سے مراد اُن اسمار کے حقائق کی صورتیں ہیں یا
اُن اسمار کی ذات میں ارباب اعیان و ماہیات کونیہ ہیں
یعنی اگر چاہو تو ان یری اعیانہا کے بجائے ان یری
عینہ کہو یعنی جب کہ چاہا اللہ تعالیٰ نے اپنے اسمار غیر
متناہی کے لحاظ سے اپنے عین کو دیکھے اسلئے کہ حقائق
کی صورتیں اور اعیان اسمار حق تعالیٰ عین حق ہیں
اور نتیجہ دونوں عبارتوں کا ایک ہے۔

Marfat.com

شیخ را کہ بحصر الامر باشد یعنی حاصر بودن
کون جامع مر جمیع اسمار را نظر باین باشد
کہ کون جامع متصف است بوجود اگرچہ
بذات خود معدوم باشد یعنی کون جامع
نظر باینکہ موجود است بوجود حق و قابل
تکون جمیع اسرار وجود حصر کردہ است
مرامر جمیع اسمار الٰہیہ را و در بعضے نسخہ
متصفاً بالوجوہ واقع است بجاے
متصفاً بالوجود یعنی سارس کو کون
جامع متصف است بوجوہ اسمار حق
پس ہر موجود اسم او باشد کہ حق تعالیٰ
عین خود را بوجہے دران موجود و اسم
می بیند در کامل یا مطلق انسان می
بیند وجوہ او بجمیع اسمار ق ولیظہر بہ
سرہ ال این قول عطف است
بر یحصر یعنی کونے کہ ظاہر شد گردد
بدان سر حق تعالیٰ بسوے حق تعالےٰ
چہ انسان سر او از اسمار و صفات
ظاہر میگردد بسوے او کہ انسان مظہر

یعنی ملاحظہ کرے حق تعالیٰ اپنے اسمار و اپنے عین اور حقائق
کی صورتوں کو ایسے کون جامع مختصر میں کہ جو اپنے
استعداد و قابلیت سے تمامی حقائق کونیہ مفردات و مرکبات
کا جمع کرنیوالا اور تمامی اسمار کا حصر کرنیوالا ہو اور کون سے
مراد خلق کا وجود ہے اس اعتبار سے کہ خلق ہے حق نہیں
ہے اور اس جگہ تکون اور وجود مراد ہے وکون جامع
حاصر انسان کامل ہے یا کہو کہ انسان مطلق قالکونیہ
متصفاً بالوجود ۔ یہ قول شیخ کے اس قول کا جو کہ
یحصر الامر ہے تعلیل ہے یعنی گھیر لینا اور احاطہ کرلینا
کون جامع یعنی انسان کامل کا تمامی اسمار الٰہی و نامتناہی
اس نظر سے ہے کہ کون جامع حاصر وجود حق سے
متصف ہے اگرچہ ذات کے اعتبار سے معدوم ہے یعنی
کون جامع جو کہ انسان کامل ہے اور وجود حق سے
متصف ہے اور موجود ہے اپنے اندر وجود کے تمام
اسرار و معارف کے پیدا ہونے اور ظاہر ہونے کی
استعداد و قابلیت رکھتا ہے اور اسمار الٰہیہ کے کل
احکامات کو احاطہ کئے ہوئے ہے ۔ بعضے نسخوں میں
متصفا بالوجود کی جگہ پر متصفا بالوجوہ واقع ہے ۔ یعنی
کون جامع جو کہ انسان کامل ہے اور وجوہ حق سے

Marfat.com

جمیع اسماء وصفات وکمالات حق تعالی باشد
پس تا آنکہ انسان در عرصہ ظہور نیامدہ
بود سر او در سرادقات غیب مستور
بود الانسان سری وانا سرہ وجائزاست
کہ قول مذکور معطوف باشد بر یری یعنی
ہرگاہ خواست حق تعالی بحسب اسماء
کہ غیر متناہی اند امکہ ببیند حق تعالی
اعیان اسماء یا عین خود را در کون
جامع وخواست کہ ظاہر شود دیدان
کون سر حق بسوئے حق و تواند بود
کہ معطوف باشد بر متصفا بتاویل
یتصف بلا تاویل وبرین تقدیر
قول او لکونہ تعلیل باشد مر رویت
حق تعالی را کہ متعلق است ما عیان
اسماء وعین حق در کون جامع ۔ یعنی
رویت حق تعالی مر عین خود را واعیان
اسماء را در کون جامع کہ حاصر باشد
مرا مر جمیع اسماء را بنا بران است کہ
کون جامع متصف می شود بوجود و

متصف ہے اس لئے ہر موجود حق تعالی کی اور اسم میں
حق تعالی اپنی ہی وجہ اور اسم میں اپنے عین کو دیکھتا ہے
یا یوں کہو کہ اللہ تعالی اپنے عین وجمیع اسماء ووجوہ کو
انسان کامل یا انسان مطلق میں دیکھتا ہے یہ قول یحصر
پر عطف ہے یعنی وہ کون جامع جس سے کہ اللہ تعالی
کا سر اللہ تعالی کی طرف ظاہر ہو اور وہ انسان کامل یا
انسان مطلق ہے اسلئے کہ انسان کامل یا انسان مطلق
سے اللہ تعالی کے تمام اسماء وصفات ظاہر ہوتے
ہیں اور تمام اسماء وصفات وکمالات کا مظہر ہے
جب تک انسان کامل پیدا نہیں ہوا تھا اللہ تعالی
کا سر پردہ غیب میں پوشیدہ تھا اللہ تعالی نے
خود ہی فرمایا ہے کہ انسان میرا سر ہے اور میں اس کا
سر ہوں ۔ آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ قول مذکور
یری پر معطوف ہے ۔ یعنی جس وقت چاہا اللہ
تعالی نے اپنے اسماء لامتناہی کے ظہور کے تقاضا سے
کہ دیکھے اپنے عین کو یا اپنے اسماء کے عین کو ایسے
کون جامع میں کہ اس کون جامع سے اللہ تعالی
کا سر اللہ تعالی ہی کی طرف ظاہر ہو اور یہ بھی
ہو سکتا ہے کہ متصفاً پر یتصف بتاویل بلا تاویل

Marfat.com

ظاہر میگردد بوے سر حق تعالیٰ بسوے
حق تعالیٰ۔ بدانکہ شیخ قدس سرہ اسم
حق گفت کہ اسم ذات باشد تا تنبیہ کند
کہ مشیت مذکور مقتضائے ذات حق
تعالیٰ است نہ مقتضائے صفتے از صفات
او و فرق کردن میان اسمائے ذاتیہ و
اسمائے صفاتیہ کار عارف باللہ باشد
و فقیر آنرا در انفاس الخواص گفتہ است
و مشیت باری تعالیٰ مر ہر چیز را ازلیست
چہ مشیت عبارت است از تجلی ذاتی
و عنایت سابق باین دو عالم پس
مراد اینجا تعلق مشیت باشد و این
حادث باشد پس کلمہ ما بجائے خود
واقع است و من حیث ہی ہی را حتی
گفت تا تنبیہ کند کہ مشیت حق تعالیٰ
بادیدن عین حق و اعیان اسمائے حق
در کون جامع نظر باسمائے باشد چہ
ذات او بہیچ چیز محتاج نیست
ان اللہ غنی عن العالمین۔

معطوف ہو۔ ایسی صورت میں قول لکونہ اللہ
تعالیٰ کے رویت کیلئے جو کون جامع میں اعیان
اسمار و عین حق کے دیکھنے کے متعلق ہے تعلیل ہے
یعنی دیکھنا اللہ تعالیٰ کا اپنے عین کو یا اپنے اسمار
کے اعیان کو ایسے کون جامع میں۔ جو اُس کے تمام
اسمار و صفات کا احاطہ کرنیوالا اور گھیرنے والا ہو
اسلئے ہے کہ کون جامع اللہ تعالیٰ کے وجود سے
متصف ہے اور اُس کون جامع سے اللہ تعالیٰ کا
سر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ظاہر ہو رہا ہے جانو کہ
شیخ قدس سرہ نے اسم حق کہا ہے کہ اسم ذات ہے تاکہ
متنبہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کے ذات کے تقاضا کرنے
سے مشیت مذکورہ اس امر کی طرف متوجہ ہوئی کہ
اللہ تعالیٰ اپنے عین کو ملاحظہ کرے اور اللہ تعالیٰ
کے کسی صفات کے تقاضے سے مشیت مذکورہ امر
مذکور کی مقتضی نہیں ہوتی اور درمیان اسمار ذاتیہ
اور اسمائے صفاتیہ کے فرق کرنا عارف باللہ کا کام
ہے اور انفاس الخواص میں اس کا ذکر کیا گیا ہے
در مشیت حق تعالیٰ کی ہر چیز کو ظاہر کرنے کیلئے ازلی
ہے۔ اب سمجھو کہ مشیت اللہ تعالیٰ کی تجلی ذات اور

Marfat.com

بخلاف اسماء چہ غفار صاحب ذنب را
خواہاں و منعم نعمت را قرآن را کہ نعمت
بدہد طالب است چنانکہ سلطان بذات
ہیچ چیز از لباس فاخرہ و تخت و فیل و
اسپ و لشکر محتاج نباشد و نظر باسماء
کہ آمر شد و ناہی و عادل و غیر آن بہ لبا
چیز محتاج باشد و اسم عبارت است
از ذاتے کہ متصف باشد بصفتے از صفات
مثلاً ذاتے کہ متصف باشد رحمت امتنانیہ
رحمن است و ذاتے کہ متصف باشد
برحمت وجوبیہ رحیم باشد و ذاتے کہ
متصف باشد بمغفرت غفار است
و ذاتے کہ متصف باشد بانتقام منتقم است
وعلیٰ ہذا القیاس چنانکہ انسان ذاتے
است و بس۔ و ذات باصفت کتابت
و فضیلت و ضحک و تعجب و حسن الوجہ
و قبیح الطلعۃ اسماء انسان باشد
پس ذات انسان واحد باشد و اسماء
آں متکثر پس زید اسم باشد و عمر خالد

عنایت ازلی کی پہلے سے موجودات عالم کے اعلام و
ایجاد کیلئے ہے اور اس جگہ مراد تعلق مشیت کا ہے
اور یہ حادث ہے پس کلمہ لما بجائے خود واقع ہے
اور من حیث اسماء الحسنیٰ کہا تا متنبہ کرے کہ مشیت
اللہ تعالیٰ کی کون جامع یعنی انسان کامل میں اپنے
اسماء کے اعیان کو یا اپنے عین کو دیکھنا اسماء کے
نظر سے ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات عالم سے غنی
اور بے پرواہ ہے اور کسی چیز کی محتاج نہیں ہے ان اللہ
غنی عن العالمین۔ بخلاف اسماء کے۔ کیونکہ اسم غفار
گنہگار کا اور اسم منعم نعمت کا اور جسکو نعمت دیجائے
اس کا طالب و خواہاں ہے جیسے کہ بادشاہ ذات کی
نظر و اعتبار سے کسی چیز کا مثل لباس فاخرہ اور
تخت و ہاتھی و گھوڑا و لشکر وغیرہ کا محتاج نہیں ہے
لیکن اسماء کے نظر سے روکنے والا حکم چلانے والا انصاف
کرنیوالا اور علاوہ اس کے بہت ہی چیزوں کا محتاج
ہے اسم عبارت ہے ایسے ذات کی جو اپنے اسماء کے
کسی نہ کسی اسم سے متصف ہو مثلاً جو ذات کہ رحمت
امتنانیہ کے صفت سے موصوف ہو وہ رحمن ہے اور
جو ذات کہ رحمت وجوبیہ کے صفت سے موصوف ہو

Marfat.com

اسم باشد و بکر و عمر آن باآنکہ ہر واحد
عین انسان اند ہم چنیں حق تعالیٰ واحد
باشد بذات و متکثر باسما پس اکنوں
دانستی کہ اسم عین مسمی باشد و کلمہ رحمٰن
و رحیم و غفار منتقم اسم الاسم است و اسم
حق تعالیٰ نظر بذات و حقیقت طالب است
مظہر را تا انوار مکتوبہ و اسرار مخزونہ او
ظاہر گردد چنانکہ اسم انسان کہ سخی باشد
مظہری طلبد و الا سخاوت و کمالات
ظاہر نگردد ہم چنیں چند چیز دیگر
مطلوب است وگرنہ سخاوت ظاہر
نگردد ہم چنیں غفار مظہری خواہد
و چند چیز دیگر نہ توبہ و ندامت
مطلوب است چنانکہ فرمود رسول
صلی اللہ علیہ وسلم لو لم تذنب الذہب
اللہ بکم و آتی بقوم
وگرنہ اسم غفار و ذکر توبہ و ندامت
باشد و ہر موجود اسمے است از اسمار
حق تعالیٰ و مظہر عین ظاہر باشد پس

وہ رحیم ہے اور جو ذات کہ انتقام کے صفت سے
موصوف ہو وہ منتقم ہے اور اسی طرح اُس کے کل
اسما کو قیاس کرلو۔ جیسے کہ انسان ایک ذات ہے
اور بس۔ ذات انسان کا کتابت و فضیلت و منشی
و نجیب و خوبصورتی و بدصورتی کے صفتوں سے
متصف ہونا سب اُسکے اسما ہیں اب اسکو بھی
سمجھ لو کہ ذات انسان اکیلی ہے اور اسما اُس کے
ہیں زید و بکر و علاوہ اُسکے اسم ہیں حالانکہ ہر ایک
عین انسان ہے اسی طرح حق تعالیٰ ذات کے اعتبار
سے واحد ہے اور اسماء کے اعتبار سے کثیر ہے اب تم
اس بات کو بخوبی سمجھ گئے ہوگے کہ اسم عین مسمی ہے۔
اور کلمہ رحمن و رحیم و غفار و منتقم اسم الاسم ہیں اور
اللہ تعالیٰ کا اسم اپنے ذات و حقیقت کی نظر سے
مظہر کا طالب ہے تاکہ چھپے ہوئے خزانے اور اُسکے
انوار ظاہر ہوں جیسے کہ انسان کا اسم جو کہ سخی ہے
مظہر کا طالب ہے جس سے اسکے سخاوت و کمالات
ظاہر ہوں نہیں تو سخاوت و کمالات اُسکے ظاہر نہ
ہوں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا اسم غفار اپنے
مظہر کا خواہاں ہے اور چند چیزوں کا متحمل گناہ :

Marfat.com

هر موجود عین حق باشد بانکہ غفار منتقم
نیست وہادی مضل نہ چنانکہ قائم قاعد
نباشد وقاعد ساجد نہ پس شاہد
شریعت راہ یافت در منصہ شہود متجلی
شد پس باطل باطل باشد وحق حق
چنانکہ نافع نافع است وضار ضار ارے
انکار باطل نتواں کرد کہ انکار حق باشد
چہ باطل عین حق است ۵
چوں بعض ظہورت حق آمد باطل
پس منکر باطل نشود جز جاہل
وامر بمعروف ونہی از منکر غیر انکار باشد
باطل نظر بانکہ موجود است
حق باشد وازیں راکہ متضمن عدم است
باطل ومردود از جناب اسم ہادی پس
قول شیخ قدس سرہ اسماء الحسنیٰ اشارت
کہ ہر موجود مظہر اسم است از اسماے
حق چنانکہ گذشت حس باشد بذات خود
یا شر شرارت آن نظر بعارض است
وعارض معارض ذات نمی تواند شد

وگنہگار کا طالب ہے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر پیدا ہونیوالی مخلوق سے گناہ سرزد نہ ہوتا اور کوئی گنہگار نہ ہوتا تو میں اُن سب کو اپنے طرف اُٹھالیتا اور ایک ایسی مخلوق پیدا کرتا جو گناہ کرتے اور میں اُن سب کو معاف کرتا اور بخشدیتا اب تم سمجھو کہ اگر گنہگار نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کا اسم غفار کرب و بے چینی میں رہتا۔ ہر موجود اللہ کے کسی نہ کسی اسم کا مظہر ہے اور مظہر عین ظاہر ہے اس لئے ہر موجود عین حق ہے۔ باوجود اس کے اب سوچو اور سمجھو کہ پھر بھی غفار منتقم نہیں ہے اور ہادی مضل نہیں ہو سکتا جیسا کہ بیٹھنے والا کھڑا ہونیوالا نہیں ہے اور کھڑا ہونیوالا سجدہ کرنیوالا نہیں ہو سکتا۔

پس شاہد شریعت درمیان میں آئی اور شہود کے چبوترے پر متجلی ہوئی اور بتایا کہ باطل باطل ہے اور حق حق ہے جیسا کہ نافع نافع ہے اور ضار ضار ہے لیکن باطل کا انکار نہیں کرنا چاہئے کہ باطل کا انکار حق کا انکار ہے کیونکہ باطل عین حق ہے۔

Marfat.com

پس مراد باسماء حق تعالی اسماء جزئیه باشند ازین جا گفت اللتی لا یبلغها الاحصاء یعنی در شمار نیایند چه اسماء جزئیه وغیر متناهی اند ازین جا گفت که موجودات غیر متناهی اند اگرچه اسماء کلیه متناهی باشند نود و نه گوئی یا یک هزار گوئی یا غیر آن مثلاً نافع اسم کلی است و مر نافع را جزئیات غیر متناهی اند ازین جاست که موجودات نافع غیر متناهی اند و هم چنین شمار غیر آن قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی و قدم صفات قبل سمیع و بصیر آنها منافی نیست که آثار صفات در لایزال باشند و ظهور آنها مقرون بحدوث گردد چنانکه زید مثلاً امروز سمیع است و ظهور این صفت فردا که متعلق بمسموعات خواهد شد خواهد گشت بخلاف جدار و اشجار که چون

اچھے اچھے کاموں کے کرنیکا حکم دینا اور برے افعال سے پرہیز کرنے کو منع کرنا اس سے باطل کا انکار لازم نہیں آتا ہے باطل اس نظر سے کہ موجود ہے حق اور اس نظر سے کہ متضمن عدم ہے ہے اسم ہادی کے جناب میں باطل موجود ہے اب سمجھو کہ قول شیخ قدس سرہ جو کہ اسماء الحسنی سے اشارہ ہے کہ تمام موجودات اللہ تعالیٰ کے کسی نہ کسی اسم کے مظہر ہیں بذات خود کسی چیز کا اچھا ہونا یا برا ہونا جیسا کہ ذکر کیا گیا عارض ہے اور عرض ذات کا معارض نہیں ہوسکتا حق تعالیٰ کے اسماء سے مراد اس جگہ اسماء جزئیہ ہیں جن کا شمار نہیں ہے اسی جگہ سے کہا ہے کہ موجودات عالم غیر متناہی ہیں کیونکہ اسماء جزئیہ حق تعالیٰ کے غیر متناہی ہیں اگرچہ اسماء کلیہ اس کے متناہی ہیں ننانوے کہو یا ایک ہزار کہو یا اس سے زیادہ کہو مثلاً اسم نافع اللہ تعالیٰ کا اسم کلی ہے اور اسم نافع کے جزئیات غیر متناہی ہیں اسی جگہ سے ہے کہ موجودات نافع غیر متناہی ہیں۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کے اسم ضار کو سمجھ لو اور اس کے دوسرے اسموں کو بھی جان لو کہہ دو کہ اگر سمندر میرے رب کے کلمات لکھنے کیلئے سیاہی ہو جائیں تب بھی میرے رب کے کلمات کو نہیں

Marfat.com

سمیع نیستند در ہیچ وقتے مسموعات
را آنہا انکشاف نخواہد یافت پس در
اولیت و باطنیت علم بود و در آخریت
و ظاہریت شہود ہوالاول والآخر
والظاہر والباطن قد احاط بکل شیٔ علما
واحصی کل شیٔ عددا

ق فان رویۃ الشیٔ نفسہ بنفسہ ای
مثل رویتہ نفسہ فی امر آخر یکون لہ
کالمرآۃ

ل این قول تعلیل است مر قول
سابق را کہ لما شاء الحق باشد تا آخر
یعنی خواست حق تعالیٰ کہ بہ بیند عین
خود را و اعیان اسماء را در کون جامع
حاصر چہ دیدن شے مر ذات خود را
بذات خود نیست مثل دیدن شے مر
ذات خود را امرے دیگر کہ مثل آئینہ
باشد چہ درین جا شہودے دیگر باشد
و نمودے دیگر بلکہ اول شہود و نمود نبود
چنانکہ اشارت کردہ است و امر دیگر

لکھ سکیں گے۔ صفتوں کا قدیم ہونا مثل سمیع و بصیر
اور اُس کا ازل میں پایا جانا اس امر کی منافی نہیں
ہے کہ صفت کے آثار لایزال میں ہوں اور ظاہر ہونا
اُس کا حدوث پر موقوف ہو کہ جیسا کہ زید آج کے
دن سمیع ہے اور ظہور اُس صفت کا کل کے دن جبکہ
سننے والی چیزوں سے متعلق ہوگا تب سمیع ہوگا ایسا
نہیں ہے بلکہ اولیت و باطنیت میں علم تھا اور ظاہریت
اور آخریت میں شہود ہے۔ بخلاف دیوار و درخت
کے جبکہ وہ سننے والے نہیں ہیں کسی وقت بھی سننے
والی چیزوں کا انکشاف نہیں ہوگا وہی اول ہے
وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔

یہ قول پہلے والے قول پر جو کہ لما شاء الحق ہے
تعلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے عین
کو یا اپنے اسماء کے اعیان کو ن حاصر جامع میں
کہ جو انسان مطلق ہے دیکھے کیونکہ دیکھنا کسی شے
کا اپنے ذات کو اپنے ذات میں مثل اُس دیکھنے
کے نہیں ہے کہ دیکھنے سے اپنی ذات کو کسی دوسری
چیز میں کہ جو مثل آئینہ کے ہے۔ کیونکہ اس طرح
دیکھنے میں شہود و نمود دوسری قسم کا ہے۔

Marfat.com

نظر بظاہر گفتہ شد کہ محجوب بر آنست
و اگر نہ امر دیگر موجود نیست ہر چہ ہست
عین اوست ؎
غیرتش غیر در جہاں نگذاشت :: لاجرم
عین جملہ اشیا شد :: ازینجا است کہ
گفت شیخ قدس سرہ کیوں کہ لاامر آرۃ
یعنی باشد امر دیگر مر آن ہی را ہیچو آئینہ
ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن
ق فانہ یظہر لہ نفسہ فی صورۃ یعطیہا
المحل المنظور فیہ مما لم یکن یظہر لہ من
غیر وجود ہذا المحل ولا تجلیہ لہ
ل این قول تعلیل است مر قول
شیخ را کہ فان رویۃ الشی نفسہ فی نفسہ
باشد تا آخر یعنی رویت اول مثل رویت
ثانی نباشد چہ در رویت ثانی ظاہر می
شود مر شی را نفس و ذات آن بصورتی
و شکلی کہ میدہد آنرا محل مذکور کہ منظور
فیہ باشد کہ نظر و تجلی در وے واقع
باشد کہ آنرا آئینہ فرض کردہ یعنی آن

بلکہ پہلے جس طرح سے کہ دیکھنا تھا اُس کے لیے
کہہ سکتے ہیں کہ اُس دیکھنے میں شہود و نمود نہیں
تھا جیسا کہ کہا گیا۔
اور دوسری بات یعنی دوسرا دیکھنا ظاہر نظر و اعتبار
سے کہا گیا ہے کیونکہ جو حجاب میں ہے اُس کے
نظروں میں دو وجود ہیں دراصل کوئی دوسری
چیز موجود نہیں ہے جو کچھ ہے عین شہود ہے۔
اسی جگہ سے شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ وہ
دوسری چیز مثل آئینہ کے ہے وہی اول ہے
وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔
یہ قول حضرت شیخ قدس سرہ کے قول کیلئے جو کہ فان
رویت الشی نفسہ فی نفسہ تا آخر ہے تعلیل ہے
یعنی پہلا دیکھنا مثل دوسرے دیکھنے کے نہیں ہے
کیونکہ دوسری طرح سے دیکھنے میں دیکھنے والے
کی نفس و ذات ایسے صورت و شکل میں جس پر
کہ نظر و تجلی واقع ہوتی ہے وہ محل مثل آئینہ فرض
کر لیا گیا ہے ظاہر ہوتی ہے یعنی وہ صورت
بلا تخصص محل ظاہر نہیں ہوتی اور دیکھنے والے کا
سامنے ہونا بھی ضروری ہے یعنی دیکھنے والے کا

Marfat.com

صورت ظاهر نمی شود مر آن شی را بلا تحقیق
محل مذکور و بی تجلی شدن شی دران محل چه
ظهور صورت کسی بی محل منظور فیه که در وے
صورت مذکور هویدا گردد و بی مقابله
نمودن آنکس مر محل منظور فیه را متصور
نیست برای ظهور صورت غریب و شکل
عجیب محل منظور فیه و مقابله ناظر بوے
لازم باشد و ضروری و بهمین اعتبار
یعطیها المحل المنظور فیه گفته است وگرنه
فاعل و موجد صورت و شکل همان ناظر
و شاهد است و هو الشاهد و هو المشهود
و شاهد و مشهود و چون سخن در حق بود
از مقابله بتجلی تعبیر نمود و بعضی بدل تجلیه
که مصدر مضاف باشد بسوی ضمیر
غائب از باب تفعل تجلیه خوانده ند
مصدر غیر مضاف از باب تفعیل چون
تسمیه یعنی از غیر جلا دادن مر محل منظور فیه
را چه مر شهود صورت و ظهور شکل را
وجود محل و جلا دادن محل ضروریست

اور اُس محل جس میں وہ نظر کرتا ہے دونوں کا ہونا
لازمی و ضروری ہے اور شکل عجیب و غریب کے
ظاہر ہونے کیلئے وہ محل منظور فیہ جس میں دیکھنے والا
نظر کرتا ہے دیکھنے والے کا مقابل ہونا بھی لازمی و
ضروری ہے اسی نظر و اعتبار سے یعطیها المحل المنظور
فیہ کہا ہے نہیں تو فاعل یعنی صورت کا پیدا کرنیوالا
اور شکل یہ سب کے سب وہی ناظر و شاہد ہے یعنی
فاعل و موجد صورت و شکل وہی ہے وہی ناظر
و شاہد ہے اور وہی شاہد ہے وہی مشہود ہے وہ
شاہد اور مشہود ہے جو کچھ کہا گیا یہ حق کے بارے
میں تھا اس وجہ سے مقابلہ سے تجلی کو تعبیر کیا بعضوں نے
تجلیہ کا بدل جو کہ مصدر مضاف ہے ضمیر غائب کی
طرف باب تفعیل سے تجلیہ پڑھا ہے مصدر غیر مضاف
باب تفعیل سے جیسے تسمیہ یعنی بغیر محل منظور فیہ کے
جلا دئے ہوتے ۔

اب سنو اور سمجھو کہ صورت عجیب و شکل غریب کے
دیکھنے کیلئے جگہ کا موجود ہونا اور اُس کا جلا دار ضروری
ہے اس لئے کہ ان دونوں چیزوں کے بغیر شکل کا
دیکھنا اور ظاہر ہونا ممکن نہیں ہے اب تم نے سمجھا اور

Marfat.com

که بدون این دو امر شهود و نمود شکل نمی
نمود پس دریافتی که دیدن کس مر ذات
خود را در ذات خود نه چون دیدن آنکس
باشد مر خود را در آئینه ٥ تو هم در آئینه
حیران حسن خویشتنی :: زمانه ایست که
هر کس بخود گرفتار ست :: ازینجا است
که هر کس از قبیح و بهیج و حسن و قبیح آئینه
[illegible] پس در آئینه
چیزی دیده که بی آئینه آن چیز هویدا
نبود ٥ چه دیده که با آئینه مائلی شب و روز
زمن نهفته مدار آنچه در نمود انجا ::

ق و قد کان الحق اوجد العالم کله وجود
شبح مسوی لا روح فیه فکان کمراة غیر
مجلوة و من شان الحکم الالهی انه ماسوی
محلا الا ولابدان یقبل روحا الهیه عبر عنه
بالنفخ فیه

ل این قول جمله حالیه است مرتبط
بقول سابق که لما شاء الحق باشد تا آخر
یعنی و حال آنکه بتحقیق حق تعالی خلق

جانا کہ دیکھنا کسی کا اپنی ذات کو اپنی ذات میں مثل اُس
دیکھنے کے نہیں ہے کہ وہ اپنی ذات کو آئینہ میں دیکھے۔
تو بھی آئینہ میں اپنا حسن وجمال دیکھ کے حیران ہے
ایک زمانہ ہو گیا کہ ہر شخص اپنے ہی میں گرفتار ہے یہی
وجہ ہے کہ ہر شخص چاہے وہ خوبصورت ہو یا بدصورت
آئینہ کو اپنے ہاتھ سے چھوڑنے کا جی نہیں چاہتا یعنی
آئینہ میں تم نے وہ چیز دیکھا کہ بغیر آئینہ کے اُس چیز کا
دیکھنا محال تھا۔
آئینہ میں تم نے کیا دیکھا کہ تمام دن اُسی کی طرف مائل
رہتے ہو۔ مجھ سے مت چھپاؤ جو کچھ کہ آئینہ میں دیکھا
یہ قول جملہ حالیہ ہے اس کا ارتباط قول سابق سے
جو کہ لما شاء الحق تا آخر ہے۔
یعنی حال یہ ہے کہ پیدا کیا تھا اللہ تعالیٰ نے انسان
کے علاوہ تمامی اہل عالم کو۔ شبح کالبدے مستوی
و معتدل یعنی عالم مثل ایک خوبصورت پتلا تھا لیکن
اُس میں روح وجان نہ تھی یعنی عالم مثل آئینہ تھا
جس میں قلعی نہ تھی اور تاریک تھا حالانکہ شان
حکم خداوندی وسنت الٰہی یہ ہے کہ جس محل کو
برابر کرے اور اعتدال پر لادے اُس حالت میں

Marfat.com

کرده بود تمامی اهل عالم را سوای انسان
لبدی مستوی و معتدل لیکن بی روح
بود و جان نداشت پس بود عالم چون
آئینه غیر مجلو و غیر روشن و مآل آنکه
شان [illegible] نمائی و سنت الهی آنست
که تسویه نکرد و معدل و معتدل نساخت
هیچ محلی را مگر بحالی که قبول کند بناچار
و بضرورت روح الهی و جان قدسی
را که نسبت تمام بحق دارد و محرم اسرار
است و نفخ روح در محل کنایت و عبارت
از این قبول است چنانکه گفت در حق
آدم علیه السلام فاذا سویته ونفخت فیه
من روحی فقعوا له ساجدین و قول او
که وجود شیخ مستوی باشد مصدر است
مراد جمله چنانکه تو میگوئی انبته الله
نباتا حسنا بدانکه این قول دفع شبه
است که متوجه می شود بر قول او که
لیاقت را تجلی باشد تا آخر و شبه اینست
که چون امر دیگر مثل آئینه موجود است

وہ محل مجبوراً اور ضرورتاً روح الٰہی اور جان
قدسی کو قبول کر لیوے اسلئے کہ وہ حق تعالیٰ
سے نسبت تمام رکھتا ہے وہ محرم اسرار ہے
اور بھیدوں کا جاننے والا ہے اُس محل میں
الله [illegible] کا نفخ روح کرنا اسی کی طرف اشارہ
ہے جیسا حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں
حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس وقت میں
سویتہ کر چکوں اور اُس میں اپنی روح پھونک دوں
تم سب کے سب سجدہ میں چلے جانا اور قول
شیخ قدس سرہ کا جو کہ وجود شیخ مستوی ہے
وجد کے لئے مصدر ہے جیسا کہ تم کہتے ہو
[illegible] اُگاوے [illegible] اُگانا اچھا ۔
شیخ قدس سرہ کے قول سے جو کہ لیاقت کی
تا آخر ہے اُس پر ایک شبہ ہوتا ہے اُس
شبہ کا دفع کرنے والا جو قول ہے زیر بیان
ہوا ہے ۔ شبہ یہ ہے کہ جب کہ دوسری چیز
مثل آئینہ موجود ہے ۔
جو کہ عالم ہے سوائے انسان کے اور وہ بھی
حسین و خوبصورت شکل کہ اُس آئینہ میں

Marfat.com

که عالم باشد سوائے انسان وجمیله صورت
وشاهد شکل در آئینه روئے خود را
می تواند نمود وبرائے ذات حق تعالیٰ
عروس مذکور بر حجله عالم جلوه می تواند
داد پس چه حاجت است که ایجاد آدم
کند که شیخ قدس سره در صدد بیان
اثبات آنست پس گفت شیخ قدس
سره وقد کان الحق اوجد العالم الی
آخره وهم درین قول اشارت است
بوجه دیگر برائے ایجاد آدم غیر از وجه
سابق چنانکه گفت ومن شان الحکم
الالٰهی تا آخر یعنی هرگاه که عالم چون مرآة
غیر مجلو بود وسنت الله برین است
که هر محل مستوی معدل که در عرصه
وجود ونمود آید البته روح الٰهی و
جان قدس را قبول کند پس حق آدم را
موجود ساخت تا جلاء مرآة حاصل
گردد وعالم به آدم که روح عالم باشد
زنده شود چنانکه پیشتر خواهد گفت

دیکھ سکتا ہے ایسی صورت میں آدم کے پیدا کرنیکی
کیا ضرورت پیش آئی کیونکہ شیخ قدس سرہ کا یہ
بیان انسان کے پیدا کرنیکی ضرور تائید میں ہے
اس لئے شیخ قدس سرہ نے فرمایا وقد کان الحق
الی آخرہ ہمارے اس کہنے میں آدم کے پیدا کرنے
کیلئے ایک دوسری وجہ بھی ہے جیسا کہ شیخ قدس
سرہ نے فرمایاہے من شان الحکم الالٰہی الا آخرہ
یعنی جبکہ عالم مثل آئینہ تاریک تھا اور اُس میں قلعی
نہ تھی اور اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ جب کوئی
محل مستوی ومعدل عرصہ وجود میں آئے اور
اور ظاہر وپیدا ہو تو اُس کے لئے ضروری
ولازمی ہے کہ روح الٰہی وجان قدسی کو قبول
کرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا
تاکہ آئینہ کو جلا حاصل ہو۔

حضرت آدم علیہ السلام چونکہ عالم کی روح تھے
اس وجہ سے اُن کے پیدا ہونے سے عالم نے
زندگی پائی ان تمام کلاموں کا حاصل یہ ہے
کہ عالم بغیر انسان کے تیرہ وتاریک آئینہ تھا
اُس میں قلعی نہ تھی اس لئے دل بہانیوالی

Marfat.com

فاقتضی الامر جلاء مراٰۃ العالم وفکان
آدم عین جلاء تلک المراٰۃ و روح
تلک الصورۃ وحاصل کلام اینست
کہ عالم بدون انسان آئینہ تیرہ وبی
صیقل بود ومر شاہد شکل مر ذات حق
تعالی را دریں آئینہ روی نمود کہ بدون
انسان شبحی بود بی روح وسنت اللہ
برین است کہ ہر محل مستوی مر روح
الٰہی وجان قدس را قبول کند پس آدم
را موجود ساخت تا جلاء آئینہ و روح
محل مستوی ہویدا گردد

ق وما ہو الا حصول الاستعداد من
تلک الصورۃ المسواۃ لقبول الفیض
المقدس والتجلی الدائم الذی لم یزل
ولا یزال

ل یعنی نیست نفخ روح الٰہی در محل و
قبول نمودن محل مر روح الٰہی را مگر
حصول استعداد وصورت مستوی و
محل معدل کہ قبول فیض مقدس وتجلی

عجیب وغریب شکل اللہ تعالی کے آئینہ عالم میں
ظاہر نہ ہوئی کیونکہ بغیر انسان کے عالم بغیر روح
کے ایک پتلا تھا اللہ تعالی کی سنت یہ ہے کہ ہر
صورت مستوی روح الٰہی اور جان قدسی کو
قبول کرے اس لئے آدم کو پیدا کیا تا کہ آئینہ
میں صیقل ہو جاوے اور صورت مستوی میں
حرکت آجائے اور روح ظاہر ہو۔

یعنی روح الٰہی کا صورت مستوی اور محل معدل
میں پھونکنا سوائے اور کچھ نہیں ہے کہ وہ
محل معدل وصورت مستوی فیض مقدس اور
تجلی دائم کے قبول کرنے کی استعداد حاصل
کر لیتی ہے اور روح الٰہی وجان قدسی کو قبول
کر لیتی ہے اور یہ تجلی دائم عین فیض مقدس ہے
کہ ہمیشہ تھا اور ہمیشہ رہے گا۔

پس عطف تجلی دائم عطف تفسیری ہے اور شرح
قیصری سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نسخہ میں التجلی
دائم ہے بغیر واو عطف کے اس لئے التجلی دائم
صفت یا بدل ہوا اور یہی اس شرح سے ظاہر
ہوتا ہے کہ بغیر لام تعریف کے فیض التجلی دائم

Marfat.com

دائم کند کہ ہمیشہ بود و ہمیشہ خواہد بود
و این تجلی دائم عین فیض مقدس
باشد کہ ہمیشہ بود و ہمیشہ خواہد بود
پس عطف تجلی دائم عطف تفسیری
باشد و از شرح قیصری ظاہر میشود
کہ نسخہ التجلی الدائم است بدون
واو عطف پس التجلی الدائم بدل یا
صفت و نیز از شرح ظاہر میگردد
کہ در بعضی نسخہ فیض واقع است
بدون لام تعریف باضافہ فیض
بسوی التجلی الدائم و گفتہ است
در معنی اضافہ یعنی فیض کہ حصول
آن از تجلی دائم است و برین تقدیر
فیض غیر تجلی دائم باشد بخلاف تقدیر
بدل و صفت کہ بر تقدیر تعریف فیض
باشد پس تواند بود از قبیل اضافت
صفت بسوی موصوف باشد یا عکس
آن و اگر مراد از تجلی دائم افاضہ وجود
عینی باشد پس اضافہ بر حقیقت است

کی طرف اضافت سے فیض کے ساتھ واقع ہے اور اضافہ
کے معنی میں فرمایا ہے کہ فیض کا حاصل ہونا تجلی دائم
سے ہے ایسی صورت میں فیض غیر تجلی دائم ہوگا بخلاف
صورت بدل و صفت کے کہ اس صورت میں فیض
کی تعریف ہوگی۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اضافت سے
پہلے صفت موصوف کی طرف ہو یا خلاف اس کے ہو
اور اگر تجلی دائم سے مراد افاضہ وجود عینی کا ہے پس
اضافت حقیقت پر ہے ایسی صورت میں نسخہ التجلی دائم
عطف سے عطف تفسیری ہے اور ایسی صورت میں
نسخہ التجلی الدائم بغیر واؤ عطف کے تھوڑے تبدیل
اس سے صفت فیض کی ہے اس وجہ سے کہ فیض تجلی
دائم ہی سے حاصل ہوتا ہے آپ کہہ سکتے ہیں کہ فیض عین
تجلی دائم ہے۔ جانو اور سمجھو کہ جو صورت کسی دیکھنے والے
کی کسی چیز میں جو اس دیکھنے والے کیلئے مثل آئینہ ہو
وہ صورت اس شخص کی صورت کے تابع نہیں ہوتی ہے
بلکہ آئینہ کے تابع وہ صورت ہے جیسا کہ آئینوں میں
مختلف صورتیں ظاہر ہوتی ہیں اگرچہ دیکھنے والا ایک
ہے جب آئینہ درست ہوگا دیکھنے والے کی صورت
ٹھیک و درست دکھلائی دے گی۔ پس سمجھو اور جانو

Marfat.com

در تقدیر نسخہ والتجلی الدائم بعطف عطف
تفسیر لیست در تقدیر نسخہ التجلی الدائم بدون
واد عطف صفت فیض است بادنی
ملابسہ چہ فیض حاصل می شود مگر تجلی دائم
پس می تواں گفت کہ فیض عین تجلی دائم
باشد بدانکہ صورتیکہ ظاہر می شود برکس
درامرے چوں آئینہ در تشکل تابع کس
نیست بلکہ بحسب محل ظاہر میگردد چنانکہ
در آئینہا صور مختلفہ ظاہر می شوند اگرچہ
ناظر یکی باشد و چوں آئینہ درست آید
صورت ناظر راست و درست نماید
پس دریاب کہ محل صورت انسانی و عین
ثابتہ اوکہ آئینہ جمال و ظہور طلعت حق
باشد بغایت درست آمد تا صورت
حق کما ہی دراں پیدا شد پس ندا در
دادند کہ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ
پس بدانکہ نفخ حق تعالی مر روح را
در منی و خون رحم چہ باشد یعنی چون مدت
معہود منی با خون امتزاج یافت استعداد

کہ صورت انسانی کا محل اور اُس کا عین ثابتہ جو کہ
آئینہ جمال و ظہور طلعت حق کا ہے بے انتہا ٹھیک
و درست آیا یہاں تک کہ حق کی صورت جیسی کہ ہے
اُس میں ظاہر ہوئی پس آواز دی کہ تحقیق اللہ تعالی
آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اب اس بات کو بھی
سمجھ لو کہ اللہ تعالی کا منی اور خون رحم میں نفخ روح
کرنا کیا ہے اور کس طرح ہے۔ یعنی جب ایک مدت
مقررہ منی نے خون کے ساتھ امتزاج پایا فیض
مقدس اور تجلی دائم کی قبول کرنیکی استعداد منی
اور خون رحم میں پیدا ہوئی اُس وقت انسان ظاہر
ہوا اسی طرح زردی و سفیدی بیضہ کی جبکہ ایک
مدت مقررہ گرمی پایا فیض مقدس کی قبول کرنے
کے استعداد میں پیدا ہوئی اور جو کچھ اُس میں چھپا
ہوا تھا ظاہر ہوا۔ یہ قول پہلے قول کا جو کہ گذر چکا
اُس کا پورا کرنیوالا اور جو قول کہ آگے آویگا اس کا
خلاصہ ہے۔ والیہ یرجع الامر کلہ جو قول کہ اوپر
گذر چکا اور اُس پر جو اعتراضات پیدا ہوتے ہیں
اُن اعتراضات کا یہ قول دفع کرنیوالا ہے۔
جیسے کہ کوئی کہے کہ جس محل میں کہ حق تعالی کے تجلی

Marfat.com

قبول فیض مقدس و تجلی دائم در منی و خون
پیدا شد آنزمان انسان ہویدا گشت وہم
چنیں زردی و سپیدی بعضہ چوں مدتے
مدید گرمی یافت استعداد قبول فیض مقدس
درآنجا پیدا شد وآنچہ مستور بود ہویدا
گشت ق مابقی الا القابل والقابل لایکون
الامن فیضہ الاقدس ل این قول تتمیم ما
سبق است و توطیہ قولی کہ می آید والیہ
یرجع الامر کلہ و دریں قول دفع دخل است
چہ میرسد کہ بگوی کہ چوں صورت ظاہر نمی
شود مگر در محل قابل بقبول فیض مقدس
و تجلی دائم پس محل نیز ثابت نباشد مگر
بفیض مقدس و تجلی دائم پس محل را محلی
دیگر باید کہ قابل باشد تا فیض این محل برآں
محل فائض گردد وہم چنیں مرایں محل را
محلی دیگر باید پس لازم می آید تسلسل
درجانب موقوف علیہ کہ ممتنع است
باتفاق عقلاء از متکلمین و حکماء یا ثبوت
محل بفیض مقدس و تجلی حق نباشد پس

دائم اور فیض مقدس کے قبول کرنے کی استعداد ہوتی ہے
اُسی محل میں صورت ظاہر ہوتی ہے ایسی صورت میں
فیض مقدس اور تجلی دائم سے اُس محل کا ثبوت ہے
اور اس سے یہ امر لازم آتا ہے کہ اُس محل کیلئے ایک
دوسرے محل کی ضرورت ہے جس سے کہ اُس محل
کا فیض اُس محل میں کہ جس محل میں صورت ظاہر ہوتی
ہے پہنچے اسی طرح اُس محل کیلئے ایک دوسرا محل
ضروری ہے اب سمجھو کہ اس بنا پر تسلسل لازم آتا
ہے کہ جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے اس بات پر
متکلمین اور عقلاء اور حکما کا اتفاق ہے کہ واجب الوجود
میں تسلسل نہیں ہے۔ دوسرا اعتراض آپ یہ
بھی کرسکتے ہیں کہ تجلی دائم اور فیض مقدس سے
محل کا ثبوت نہیں ہے تو محل بنفسہ واجب الوجود
ہوگا یہ بھی خلاف اجماع اہل عقل و ارباب نقل
کے ہے اس کو اصحاب روایت و درآیت دونوں
ناپسند کرتے ہیں۔ اب سنو کہ شیخ قدس سرہ فرماتے
ہیں کہ مابقی الا القابل تا آخر یعنی وہ کون سی چیز ہے
اور کیا ہے جو صورتوں کو قبول کرتی ہے اس لئے کہ
درمیان میں قابل ضرورت ہی ہے اُس قابل صورت کا

Marfat.com

محل واجب الوجود باشد بنفسہ درین
نیز بخلاف اجماع اہل عقل وارباب
نقل است واین را نہ اصحاب روایت
می پسندد و نہ اصحاب درآیت پس
گفت شیخ قدس سرہ ما بقی الاقابل تا
آخر یعنی باقی نماند درمیان مگر قابل
صورت وقابل صورت ثابت نمی
شود مگر از فیض اقدس از حق تعالیٰ چہ
اعیان ثابتہ کہ قابل فیض حق تعالیٰ
وتجلیات الٰہی باشند فایض اند بفیض
اقدس از حضرت قدس بلا واسطہ نہ
بفیض مقدس تا مر اعیان ثابتہ را
محال باشد چہ اگر واجب تعالیٰ درمیان
نباشد ثبوت ہر شی محال باشد کہ غیر
او ممتنع الوجود است واین حکم پیش
ارباب درایت بدیہی است والفرق
بین الفیض الاقدس والفیض المقدس
ان الفیض الاقدس ہو التجلی الذاتی
الموجب لثبوت الاعیان واستعداداتہا

ثبوت حق تعالیٰ کے فیض اقدس سے ہے فیض مقدس
سے نہیں ہے کیونکہ اعیان ثابتہ جو کہ فیض حق تعالیٰ
وتجلیات الٰہی کے قبول کرنیوالے ہیں بلا واسطہ
حضرت قدس سے فیض اقدس سے فیض پاتے
ہیں تاکہ اعیان ثابتہ کیلئے محال ہوں کیونکہ اگر
واجب تعالیٰ درمیان میں نہ ہو شے کا ثبوت
محال ہے سوائے واجب الوجود کے دوسرا وجود
نہیں ہے یہ اس لئے کہ واجب الوجود دوسرے
وجود کا روکنے والا ہے۔ فیض اقدس اور فیض
مقدس کے درمیان جو فرق ہے اُس کو بھی سمجھ لو
حق تعالیٰ کے ذاتی تجلی کا نام فیض اقدس ہے
جو کہ حضرت علمیہ اور اُس کے بعد حضرت عینیہ
میں اعیان اور اُن کے استعدادت کا جو کہ
عین ثانیہ ہے موجب وسبب ثبوت ہے
حق تعالیٰ کے اسمائے تجلیات دائمی کا نام فیض
مقدس ہے جو اسماء الٰہیہ کے اعیان کے طلب
وتقاضا واستعدادات (یعنی بموجب عین ثانیہ)
کے جن جن اسماء الٰہیہ کے عنان کا جب جب
خارج میں ظہور ہوتا ہے اور اُن اسماء کے

Marfat.com

فی الحضرت العلمیۃ ثم العینیۃ والفیض المقدس
ہی التجلیات الدائمۃ الاسمائیۃ الموجب
لظہور مایقتضیہ استعدادات تلک الاعیان
فی الخارج التی بانعدامہا انعدم العالم
کل یوم ہو فی شان مرتب علی الاول پس
بدانکہ اگر آئینہ گری مرایای کثیرہ راست
کرد کہ در ہر مرآۃ مر آئینہ گر را صورت
دیگر پیدا می شود دیکی ازینہا درست آید
کہ صورت او راست و درست درد ے
ظاہر گردد پس میگوید کہ این صورت
عین من است و من عین این صورت
ام اگرچہ ہر صورت در ہر مرآۃ صورت
ذات او باشد و ہرگز صورت آئینہ را
تغیر نمی تواند داد اگرچہ آئینہ ازو باشد
و مفروض آنست کہ آئینہ نیز قابل تغیر
نیست پس آئینہ چہ کند و صورت بیچارہ
چہ کند و آئینہ گر چہ کند پس اگر آئینہ گر
گوید کہ درین مرایا صورتی کہ من دارم
پیدا نیست میخواہم کہ خود را بجمیع اشکال

اعیان جو خارج میں پائے جاتے اُن کے فنا ہونے
سے سارا عالم فنا ہوجاتا ہے کل یوم ہو فی شان ۔
اُس کا سبب و ثبوت فیض مقدس تجلی دائم اسمائیہ
ہے یعنی تجلی دائم اسمائیہ عین فیض مقدس ہے ۔
فیض مقدس فیض اقدس کے اوپر ترتیب پاتا ہے
جانو اور سمجھو کہ اگر کوئی آئینہ بنانے والا بہت سے آئینہ
بنا دے اور اُن آئینوں میں اُس آئینہ گر کی علٰحدہ
علٰحدہ صورتیں ظاہر ہوں اور اُن آئینوں میں سے
کسی ایک آئینہ میں آئینہ گر کی صورت ٹھیک ٹھیک
اور صحیح صحیح جیسے کہ ہے ظاہر ہو ایسی صورت میں
آئینہ گر کیوں نہ کہے کہ یہ صورت عین میری صورت
ہے اور اس صورت کا میں عین ہوں اگرچہ ہر آئینہ
میں آئینہ گر کی آئینہ کے استعداد کے مطابق صورت
ظاہر ہے آئینہ گر ہرگز آئینہ کی صورت کو تغیر نہیں
کرے گا اگرچہ آئینہ اُسی سے ہے اور یہ امر طے
شدہ ہے کہ آئینہ قابل تغیر نہیں ہے ۔ پس آئینہ
اور آئینہ گر کیا کریں اور صورت بیچاری کیا کرے
پس اگر آئینہ گر کہے کہ ان آئینوں میں جیسی صورت
کہ میری ہے ظاہر نہیں ہے ۔ میں جانتا ہوں کہ تمام

Marfat.com

وتدویر وجہ واعتدال قامت بہ بینم درکون
جامعی کہ حاضر باشد جمیع اوصاف مرا درست
باشد وروا بود وزیادہ ازین باید شنید کہ
انچہ در درخت است از بیخ وبن وبرگ و
شاخ وثمرہ ہمہ از تخم درخت اند وغیر آن
نیستند وہیچ چیزی از امور مذکورہ عین
تخم درخت نباشد مگر ثمر پس چرا نگوید مصرعہ
ولدت امی اباہا وذا من العجبات بیت
پدر خویش زاد مادر من: این چنین کاروبار
بوالعجب است ق فالامر کلہ منہ ابتداؤ
وانتہاؤہ ل یعنی پس ابتدا وانتہا ہر
چیزی کہ ثابت باشد بامر کن از حق تعالی است
یعنی ہرگاہ قابل وعین ثابتہ ہر شی واگر بخواہی
بگوئی ہیولائی ہر شی کہ اول است فایض
باستعدادات خود از جناب حق قدوس
بفیض اقدس وصورت ہر شی کہ مقبول
باشد وآخر فایض از جناب حق وہاب
بفیض مقدس وہمچنیں ہر چیزی کہ مرتب
ــند ہر صورت از معارف وفضائل وغیر

شکلوں میں اپنے صاف وستھرے چہرہ کو اعتدال قامت
کے ساتھ ایسے کون جامع میں دیکھوں جو کہ میرے تمام
اوصاف کا گھیرنے والا اور ظاہر کرنیوالا ہو اس طرح
سے میرا کہنا ٹھیک و درست ورواہے اور اس سے
زیادہ واضح ہو جو کچھ کہ درخت میں از قسم جڑ و پتہ
وڈالیاں ہیں یہ سب تخم درخت سے ہیں علاوہ اُس کے
نہیں ہیں امور مذکورہ سے کوئی بھی عین تخم درخت
نہیں ہیں مگر پھل عین تخم درخت ہے ایسی صورت
میں پھل کیوں نہ کہے کہ پیدا کیا میرے ماں نے اپنے
باپ کو یہ عجائبات سے ہے۔ پدر خویش زاد مادر من
این چنین کاروبار بوالعجب است۔ یعنی ہر چیز کی
ابتدا وانتہا جو کہ امر کن سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ سے
ہے یعنی جبکہ قابل وعین ہر شے یا اگر چاہو تو کہو ہیولائے
ہر شے جو کہ اول ہے اپنے اپنے استعدادات سے
حق قدوس کے دربار سے فیض اقدس سے فایض
ہیں اور صورت ہر شے کی جو کہ مقبول اور آخر
ہے حق وہاب کے دربار سے فیض مقدس فائض
ہیں اسی طرح معارف وفضائل وحقائق کی صورتیں
جو کہ مرتب اور موجود ہیں اور علاوہ اُس کے جو

Marfat.com

آن پس ہر چہ در عرصہ وجود است فائض
باشد از حق بہ اول خود و آخر خود کہ قابل
باشد و استعدادات آن و مقبول وانچہ
مترتب باشد بر آن ق والیہ یرجع الامر
کلہ کما ابتدا منہ ل یعنی بسوی حق تعالیٰ
راجع اند جمیع امور چنانچہ ابتدا جمیع امور
از حق تعالیٰ است و این جملہ گویا تاکید
جملہ سابق است پس ہیچ چیزے خارج
از جناب حق تعالیٰ نباشد ق فاقتضی
الامر جلاء مراۃ العالم ل یعنی پس تقاضا
کرد و طلب و نمود امر الٰہی و شان خدائی
جلاء آئینہ عالم را یعنی چون عالم بی وجود
آدم چون آئینہ غیر مجلود بود و شان امر
الٰہی آنست کہ ہر محل بعد از تسویہ و تعدیل
قبول کند روح الٰہی را چنانکہ دانستی پس
پس تقاضا نمود و طلب کرد شان امر الٰہی
کہ جلاء یابد آئینہ عالم و قبول کند این
محل روح الٰہی را ق فکان آدم عین
جلاء تلک المرآت و روح تلک الصورت

بھی عرصہ وجود میں آئی ہوئی ہیں اسی طرح حق قدوس
و حق وہاب کے دربار سے بذریعہ فیض اقدس وفیض
مقدس فیضیاب ہوتے ہیں. پس جو کچھ کہ وجود کی
صورتیں ہیں اور موجود ہیں اپنا اپنا حق و حصہ اپنے
اپنے استعدادات کے مطابق اول و آخر سے فیض
اقدس اور فیض مقدس سے فیضیاب ہوتے ہیں
اور اُسی کی طرف کل امر راجع ہوتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ
کی طرف تمامی امور لوٹنے والے ہیں جس طرح سے کہ
ابتدا تمام امور کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے پس
کوئی موجود دربار خداوندی سے خارج نہیں ہے
پس اس امور کی وجہ سے شان اور امر الٰہی نے طلب
و تقاضا کیا کہ آئینہ عالم میں جلا ہو یعنی جب کہ عالم
بغیر وجود آدم علیہ السلام کے مثل آئینہ غیر مجلو تھا
اور شان الٰہی و امر خداوندی یہ ہے کہ ہر محل
تعدیل اور تسویہ کے بعد روح الٰہی و جان قدسی
کو قبول کر لیتی ہے جیسا کہ تم نے سنا اور سمجھا پس شان
الٰہی اور امر خداوندی نے طلب و تقاضا کیا کہ آئینہ
عالم میں جلا ہو اور محل مستوی و تعدیل و تسوی
روح الٰہی و جان قدسی کو قبول کرے۔ اور آدم علیہ السلام

Marfat.com

ل یعنی پس باشد آدم عین روشنی آن
آئینہ و روح آن صورت کہ عالم باشد
وقبل این قول جزا ر قول شیخ قدس سرہ
کہ لما شاء الحق باشد تا آخر محذوف است
ای فاوجد آدم یعنی ہرگاہ خواست حق
تعالیٰ کہ بہ بیند عین خود را و اعیان اسمار
خود را در کون جامع و عالم چون آئینہ غیر
مجلو بود و شان امر الٰہی چیزیست کہ شناخت
پس تقاضا کرد کار حق و امر الٰہی جلائی آئینہ
عالم را و طالب شد شان الٰہی کہ قبول کند
عالم روح الٰہی را پس ایجاد کرد حق تعالیٰ
آدم را پس گشت عین آدم عین جلا ر آئینہ
عالم و عین روح عالم و لتواند بود کہ قول
فکان آدم عین جلا ر تلک المراۃ و روح
تلک الصورۃ جزا ر شرط مذکور باشد پس
بدانکہ امر دیگر کہ چون آئینہ باشد مر ذات
حق تعالیٰ را کہ ذات خود را در وے بہ بیند
عالم است و تا آنکہ آدم نیامدہ بود مر
ذات حق تعالیٰ را در عالم صورت ظاہر

عین و روشنی آئینہ عالم و روح عالم کی ہوں۔ اور
قبل اس قول کے جزا ر قول شیخ قدس سرہ جو کہ
لما شاء الحق تا آخر ہے محذوف ہے۔ اے فاوجد عالم
یعنی جس وقت چاہا اللہ تعالیٰ نے کہ اپنے عین کو یا
اپنے اسمار غیر متناہی کے اعیان کو کون جامع میں
جو کہ انسان کامل ہے دیکھے اور عالم مثل آئینہ غیر مجلو
تھا اور شان خداوندی اور امر الٰہی وہ چیز ہے جس
کو تم نے سمجھا پس شان الٰہی اور امر خداوندی نے
طلب و تقاضا کیا کہ عالم جو کہ مثل آئینہ غیر مجلو ہے
جلا پاوے اور عالم روح الٰہی کو قبول کرے پس
حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا
پس عین آدم عین جلا ر عالم و عین روح عالم
ہو گئے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قول فکان آدم
عین تلک المراۃ و روح تلک الصورت جزا
شرط مذکور ہو۔ جانو کہ دوسری چیز جو کہ ذات
حق تعالیٰ کیلئے مثل آئینہ ہے اللہ تعالیٰ اس میں
اپنی ذات کی دیکھنے کی خواہش رکھتا ہے عالم ہے
اور جب تک کہ حضرت آدم علیہ السلام پیدا نہیں
ہوئے تھے اللہ تعالیٰ کے ذات کی صورت عالم

Marfat.com

نشده بود وچون آدم پیدا شد وآئینہ
عالم بوجود او رجلا یافت صورت ذات
حق پیدا شد وآن صورت باطن انسان
است چنانکہ افضل الخلق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم گفت من عرف نفسہ
فقد عرف ربہ پس آنچہ صورت حق است
باطن انسان باشد ونفس او وتوانی
گفت کہ باطن عالم وباطن آدم ہر دو صورت
ذات حق اند عنایت الامر تا آنکہ آدم بر
سریر ہستی قدم نہادہ بود مر عالم را
جمال پیدا نبود وباطن آن بظہور نیامد
وچون آدم برین سریر قدم نہاد وضیاء
روی او بر سطح سریر افتاد مر عالم را
نوری دیگر تافت ومر ذات حق را صورت
ظاہر شد پس ہرچہ در انسان است ہمہ
در عالم باشد چنانکہ گفت حق تعالی و
کذلک نریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم
وچون کلمہ فی مکرر آمد گنجائش توزیع
نماند وآیات حق تعالی در آفاق ودر

میں ظاہر نہیں ہوئی تھی جس وقت حضرت آدم علیہ السلام
ظہور میں آئے اور آئینہ عالم نے حضرت آدم علیہ السلام
کے وجود میں آنے سے جلا پایا ذات حق کی صورت
جو کہ باطن انسان ہے ظاہر ہوئی جیسا افضل الخلق
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے
پہچانا اپنے نفس کو تحقیق اُس نے پہچانا اپنے رب کو
پس جو صورت حق کی ہے وہ باطن انسان اور اُس کا
نفس ہے اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ باطن عالم و باطن
آدم دونوں حق کے ذات کی صورتیں ہیں۔ غرض یہ کہ
جب تک کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہستی کے
چبوترے پر قدم نہیں رکھا تھا اور اُس کا باطن
ظہور میں نہیں آیا تھا عالم کا جمال و کمال ظاہر نہیں
ہوا تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کے چہرہ کی
روشنی وجود کے تخت پر پڑی عالم اُن کے نور سے
چمک اُٹھا اور ذات حق تعالی کیلئے صورت ظاہر ہوئی
پس جو کچھ کہ انسان میں ہے وہ سب عالم میں ہے
جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اسی طرح دکھلادیں گے
ہم اپنی نشانیاں آفاق میں اور تمہارے انفس میں۔
اب سمجھو کہ جبکہ کلمہ فی مکرر آیا تو توزیع کی گنجائش باقی

Marfat.com

النفس نہ چون جنیبت امیر باشد بر جناب
تو ولشکر وغیر آن در حریم تو بلکہ آیات
تو از بینی موزون وچشم میگون ولب
لعل وغیر آن در ذات تو اند و تو عین
این آیاتی چنانکہ گفت حق تعالیٰ بعد
ازین آیۃ حتی یتبین لہم انہ الحق پس
شک وریب چرا باشد افی اللہ شک
ازینجا است کہ گفت بعد آن قول الا
انہم فی مریۃ من لقاء ربہم پس ای
برادر سر بردار و دیدہ بگشا نہ سر تن
و دیدہ سر بلکہ سر و دیدۂ دل ولا
تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی
فی الصدور پس گفت بعد این قول
الا انہ لکل شیٔ محیط وکشف این مطلب
وشرح این آیۃ در انفاس الخواص
واقع شدہ است ہذا بلاغ للناس
ولینذروا بہ ولیعلموا انما ہو الٰہ واحد
ولیذکر اولوا الالباب وتو اند بود کہ
بگوئی کہ چون ذات حق تعالیٰ اعیان

نہیں رہی اللہ تعالیٰ کی نشانیاں آفاق و
انفس میں مثل گھوڑے ولشکر کے نہیں ہیں بلکہ
اللہ تعالیٰ کی نشانیاں مثل سرے نشانیوں
کے بینی موزوں وچشم میگون ولب لعل وغیرہ
کے ہیں اور تم عین وہ نشانیاں ہو جیسا کہ اس
آیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہاں تک
کہ ظاہر تمہارے لئے حق پس شک وشبہ کیوں ہو
اور پھر بعد اس قول کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
خبردار ہو تمہارے لئے اُس کے دیکھنے میں
تمہارے رب کی بقا ہے۔ پس اے بھائی
باطن کے سر کو اٹھا اور دل کی آنکھ کھول اسلئے
کہ اُن کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں لیکن اُن کے
دل کی آنکھ جو اُن کے سینوں میں ہے اندھی ہے
بعد اس قول کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تحقیق
اللہ ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے اس مطلب کا
کشف اور اس آیت کی شرح انفاس الخواص
میں کی گئی ہے۔ یہ ہے پہنچانا واسطے لوگوں کے
اور ڈرانا اُن کو اور جانتے ہیں وہ لوگ کہ تحقیق
وہ الٰہ واحد ہے اور یہ اولی الالباب کے واسطے

Marfat.com

ثابتہ عالم را بہ پرتو ضیا ر ذات مقدس
خود نور وجود بخشید د بوجود عینی در نمود
وشہود آمدند بہ صورت ذات حق پیدا
نشد چہ اعیان ثابتہ عالم مر ذات حق تعالیٰ
را چون آئینہ نبود چنانکہ مر روی صبیح ترا
گلِ تیرہ وجسم قبیح آئینہ نیاید پس رایت
عنایت سلطانِ حقیقی سر خود بدر سرای
عین ثابتہ انسان در کشید انسان بروح
وبدن و باطن وظاہر ومعنی وصورت
ہویدا شدہ وقرۃ العین پیدا گشت و
فرزند خلف وخلیفہ مطلق رو بنمود اگر
این سر بر تو کشف شود شادمانی کنی سہ
باللہ ارچشم فکر باز کنی :. بر زمین و زمانہ نازکنی
آسمان و زمین طفیلِ تو اند :. تو امیری و حملہ
خیل تو اند :. پس آن زمان دریابی کہ
حق چہ میگوید انا عرضنا الامانۃ علی السموات
والارض والجبال فابین ان یحملنہا و
اشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان
ظلوماً جہولا یعنی ظلوما علی نفسہ مبینا ایا ہا

نصیحت ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جبکہ ذات
حق تعالیٰ نے اعیان ثابتہ عالم کو اپنے ذات مقدس
کے پرتو اور روشنی سے نور وجود بخشا اور موجود
عینی میں ظاہر ہو کر شہود میں آیا کسی صورت میں
اللہ تعالیٰ کی ذات ظاہر نہیں ہوئی کیونکہ اعیان
ثابتہ عالم حق تعالیٰ کی ذات مقدس کیلئے مثل آئینہ
نہیں تھے جیسے کہ تمہارے خوبصورت چہرہ دیکھنے
کے لئے سیاہ مٹی وجسم قبیح مثل پتھر وغیرہ آئینہ نہیں
بن سکتے ایسی صورت میں سلطان حقیقی کے
عنایت ومہربانی کے علم نے اپنا سر انسان کے
عین ثابتہ کے دروازے سے بلند کیا انسان روح
وبدن باطن وظاہر معنی وصورت سے ظاہر وپیدا
ہو کر قرۃ العین ہوا۔ اور خلیفہ مطلق وفرزند
خلف بن کر ظاہر ہوا اگر یہ راز تم پر ظاہر ہو خوشی
کرو۔ اللہ کی قسم اگر فکر کی آنکھ تو کھولے تو زمانہ
وزمین پر ناز کرے اور یہ سمجھے کہ تمہارے ہی طفیل
ہیں آسمان وزمین وجود میں آئے ہیں تو امیر ہے
اور یہ سب تیرے لشکر ہیں۔ پس اُس وقت تو
تو سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کیا کہا ہے تحقیق میں نے

Marfat.com

مفنیا ذاتہ جہولاً نغیرہ ناسیا لما سواہ نافیا
لما علاہ بقولہ لا الٰہ الا اللہ پس چرا نگوید حق
تعالیٰ وما قدروا اللہ حق قدرہ اذ قالوا ما
انزل اللہ علی بشر من شی و درین آیتہ
کمال انسان مبین می شود چنانکہ در
انفاس الخواص این فقیر ذکر کردہ است
وقالوا انا کفرنا بما ارسلتم بہ وانا لفی شک
مما تدعوننا الیہ مریب پس بدانکہ انسان
اگرچہ نظر بنشا عنصری از اعیان موجودہ
عالم متاخر آمدہ چہ نشا عنصری انسان
موقوف بود بر حصول استعداد مزاج کہ
بی کسر و انکسار در ارکان عنصریہ حاصل
نمیشود چنانکہ گفت حق تعالیٰ خمرت
طینۃ آدم بیدی اربعین صباحاً اما نظر
بنشا علمیہ قبل از جمیع اعیان بود چنانکہ
گفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول
ما خلق اللہ نوری اور روحی و گفت حق
تعالیٰ لولاک لما خلقت الافلاک یعنی مر
وجود ترا دخل است در خلقت الافلاک

امانت اپنی آسمان و زمین و پہاڑ کے اوپر
پیش کی وہ سب آپس میں مل گئے اور ٹھہر گئے لیکن
انسان نے اُس کو اُٹھالیا کیونکہ وہ ظالم و جاہل تھا
یعنی ظلم کرنیوالا اوپر اپنے نفس کے اپنے مٹنے والا ذات
سے ذات میں فانی ہونیوالا غیر سے جاہل اُس کے
علاوہ دوسرے کو بھلانے والا اللہ کی ذات میں اپنے
کو فانی کرنیوالا اس لئے کہ اُس کے علاوہ دوسرا
وجود نہیں ہے بقولہ لا الہ الا اللہ۔ پس اللہ تعالیٰ
کیوں نہ کہے کہ نہیں قدر کیا اللہ کی جیسا کہ حق قدر
کرنے کا جب کہ کہا اُن لوگوں نے نہیں نازل کیا
بشر پر کوئی شے اس آیت سے انسان کا کمال ظاہر
ہوتا ہے جیسا کہ انفاس الخواص میں اس کا ذکر
کیا گیا ہے کہا ہم نے انکار کر دیا جس چیز کو تم لیکر
آئے ہو اور بے شک ہمیں شبہ ہے جس چیز کی
طرف تم ہم کو بلاتے ہو۔ پس جانو کہ انسان اگرچہ
نشارۃ عنصری کے اعتبار و نظر سے تمام عالم کے
وجود میں آنے کے بعد وجود میں آیا ہے اس کی
وجہ یہ ہے کہ انسان کی نشارۃ عنصری استعداد کے
حاصل ہونے پر موقوف تھی اور وہ استعداد

Marfat.com

چنانکہ میگوئی لولا زید لما سلم عمرو یعنی مر
وجود زید را دخل است در سلامتی عمرو
پس صاحب شہود و عارف بمراتب وجود
میداند کہ در جمیع مظاہر سماویہ و عنصریہ
این شریف و لطیف موجود باشد و مر
صورت این را در جمیع مراتب نزول کہ
از حضرت علمیہ بسوی عینیہ باشد و از حضرت
غیبیہ بسوی شہادت شاہدی باشد و
ہنوز چتر شاہی بر سر صورت انسانی کہ
حادث باشد و زمانی نکشیدہ است چنانکہ
گفت باری تعالیٰ و قد خلقکم اطوارا از ینجا
گفتہ اند علم الاولیاء تذکری لا تفکری چہ
در ہر مرتبہ مر مکاشف را عبوری واقع
است نہ کہ این قول ناطق است بجواز
تناسخ و وقوع آن و بعد از افتراق روح
از بدن انسان را بحسب اعمال مکتسبہ صورتی
می بخشند و بر مکاشف این صورت بوقت
مکشوف میشود و از ینجا توہم میکند کہ آنرا
بعد از افتراق از بدن دنیوی دادہ اند

بغیر ارکان عنصریہ کے ملے ہوئے اور بغیر کسر و انکسار
حاصل نہیں ہو سکتی تھی - جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے کہ گوندھا میں نے دونوں ہاتھوں سے آدم کے
مٹی کو چالیس صبح لیکن نشاۃ علمیہ کے اعتبار و
نظر سے جمیع اعیان عالم کے پہلے اُس کا وجود تھا
جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور اور روح
کو پیدا کیا اور یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر
آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو نہ پیدا کرتا یعنی آپ کے
وجود کو افلاک کے پیدا کرنے میں دخل تمام ہے۔
جیسے کہ تو کہتا ہے اگر زید نہ ہوتا تو عمر سلامت نہ
رہتا یعنی عمر کے سلامتی میں زید کو دخل تمام ہے
پس صاحب شہود اور مرتبہ وجود کا جانتے اور
پہچاننے والا جانتا اور پہچانتا اور دیکھتا ہے کہ
یہ جوہر شریف و لطیف یعنی حضرت انسان کے
صورتوں کو مرتبہ نزول میں جو کہ حضرت علمیہ سے
عینیہ میں اور غیبیہ سے شہادت میں درجہ بدرجہ
نزول کرتا ہوا آیا ہے اور ابھی بادشاہی چتر انسان
کے سر و صورت پر جو کہ حادث زمانی ہے نہیں

Marfat.com

و نہ چنین است بلکہ اور متلبس شدہ است
بجسد اخروی کہ ان جسد را بدیدہ باطن
وچشم دل توان دید چنانکہ در فص یونسی
انشاء اللہ العزیز ذکر این مطلب خواہد
شد ق وکانت الملائکۃ من بعض قوی
تلک الصورۃ التی ہی صورت العالم
المعبر عنہ فی اصطلاح القوم بالانسان
الکبیر ل این قول عطف است بر قول
فکان آدم عین جلاء تلک المراۃ وروح
تلک الصورۃ اگر این قول جزاء شرط
نباشد واگر نہ جملہ حالیہ است یعنی پس
باشد عین آدم جلاء و روح صورت
عالم وباشد ملائکہ کہ واسطہ اند در تدبیر
صورت عالم بعض قوای صورت عالم
کہ تعبیر کردہ شدہ است از آن عالم در
اصطلاح اہل شہود وارباب وجود
بانسان کبیر پس قواکب سبعہ وغیر
آن از ثوابت واجرام داخل در ملائکہ
اندکہ آنہا بعض قوای صورت عالم

کھینچا ہے۔ یعنی حضرت انسان ہنوز وجود عینی میں نہیں
آیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تحقیق ہم نے
تم سب کو طور طور پیدا کیا اسی جگہ سے کہا گیا ہے کہ
اولیا اللہ کا علم ذکر سے حاصل ہوتا ہے فکر سے حاصل
نہیں ہوتا ہے کیونکہ ہر مرتبہ نزول میں مکاشف کیلئے
عبور واقع ہوتا ہے۔ یہ بات تناسخ کو جائز کرنیوالی
نہیں ہے اور نہ اُس کو ثابت کرنیوالی ہے بدن سے
روح نکلنے کے بعد جیسا اعمال انسان کسب کرتا ہے
اُسی اعتبار سے اُس کو صورت بخشدیتے ہیں اور
مکاشف پر یہ صورت ہر وقت کشف ہوتی رہتی
ہے اور اس جگہ یہ بھی شبہ ہوتا ہے کہ اُس جسم کو
بدن دنیوی کے علیحدہ ہونے کے بعد دیتے میں
ایسا نہیں ہے بلکہ وہ اسی دنیا میں جسد اخروی
سے متلبس ہوگیا ہے اور اس جسم کو باطن اور
دل کی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں جیسا کہ فص یونسی
میں انشاء اللہ العزیز اس کا ذکر کیا جائے گا۔
یہ قول اوپر قول فکان آدم عین جلاء تلک المراۃ
وروح تلک الصورت کے عطف ہے اگر یہ
قول جزاء شرط نہیں ہے تو یہ قول۔ قول فکان

Marfat.com

خوانده اند پس همه چیز از قوای روحانیه و
نفوس منطبعه که در اجرام علوی و سفلی اند
و قوای جسمانیه ملائکه اند و مدبر حق باشد
یا عین آدم که صورت اوست و این را
قطب الاقطاب میدانند چه همه تدبیر عالم
از عین اوست اگرچه بحسب صورت و نظر
بشار عنصری داخل صورت عالم باشد
و باکل و شرب و اشتغال بمشاغل مردم
مختفی و مستور و محجوب بخود مغرور است
و بر کمال خویش مسرور چنانکه گفتند و ما
لهذا الرسول یاکل الطعام و یمشی فی
الاسواق و گفت حق تعالیٰ ما المسیح ابن
مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل
و امه صدیقة کانا یاکلان الطعام و نیز
گفته است و ما ارسلنا قبلک من المرسلین
الا انهم یاکلان الطعام و یمشون فی الاسواق
چه ایشان در سوق شوق باشند و اتباع
حضور نه در بازار غفلت و خرید غرور و
محجوب ایشان را چون خود می بینند و لا

آدم الی آخرہ پر عطف ہے نہیں تو جملہ حالیہ ہے۔ یعنی
عین آدم جلا آئینہ عالم اور روح صورت عالم
کے ہوئے اور ملائکہ جو تدبیر صورت عالم میں
واسطہ ہیں بعض قوائے صورت عالم کی جو کہ اصطلاح
میں اہل شہود کے انسان کبیر کہتے ہیں ہوئے پس
قوائی کواکب سبع اور علاوہ اُس کے ثوابت اور
اجرام سے ملائکہ میں داخل ہیں کہ جس کو صورت عالم
کا بعض قوائی کہا گیا ہے۔ پس تمام چیزیں خواہ وہ
وہ قوائی روحانیہ ہوں یا قوائی جسمانیہ ہوں یا
نفوس منطبع ہوں جو اجرام علوی و سفلی میں ہیں
سب ملائکہ ہیں اُن سب کا مدبر حق ہے یا عین آدم
ہے کہ صورت اُس کی ہے اور اُس کو قطب الاقطاب
جانتے ہیں اس لئے کہ تمام عالم کی تدبیر اُسی کے عین
سے ہوتی اگرچہ بحسب ظاہر اور بشارۂ عنصری
کے نظر سے عالم کی صورت میں داخل ہے دکھانے
پینے و کام وغیرہ کرنے کی وجہ سے لوگوں میں پوشیدہ
ہے اور جو لوگ کہ حجاب میں ہیں وہ خود بخود مغرور
ہیں اور اپنے کمال پر خوش ہیں جیسا کہ اُن لوگوں
نے کہا ہے کہ یہ کیسے اور کس طرح سے رسول ہیں

Marfat.com

تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی
فی الصدور لاجرم سیر بازار و خوردن
و آشامیدن و پوشیدن مانع دفاتر می
باشد پس دریافتی کہ حق چہ میگوید اولیای
تحت قبائی لا یعرفہم سوائی و فہمیدے
کہ قبای او چہ باشد و سوای او کہ رسول
علیہ الصلوٰۃ والسلام میگوید انی لست
کاحدکم ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی
پس او را در حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا مبین و طعام و آب او را چون
طعام و آب ما و خود مخوان پس برین
تقدیر حکم کردن باینکہ بعضی ملائکہ مدبرات
اند بر سبیل مجاز باشد چنانکہ گفت بار تعالیٰ
فالمدبرات امرا کہ دخل تمام دارند چنانکہ
سکین را قاطع میگوئی و اگر روحانیت
کواکب سبعہ و غیر آن را مدبر بر سبیل حقیقت
بخوانی اگرچہ خلاف واقع است و نارضی
شیخ قدس سرہ پس مراد بملائکہ درین کلام
بعض ملائکہ اند یعنی بعضی ملائکہ قوای آن

کہ کھانا بھی کھاتے ہیں اور بازاروں میں چلتے پھرتے
ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نہیں ہے مسیح ابن مریم
مگر رسول جیسے کہ اُن کے پہلے رسول گذرے ہیں اور
اُن کی والدہ صدیقہ تھیں اور وہ سب کے سب
کھانا کھاتے تھے۔ ور بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
کہ اور ہم اس کے پہلے بہت سے رسول بھیجے وہ
سب کے سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں
چلتے پھرتے تھے کیونکہ یہ لوگ شوق کے بازار میں
حضوری کے خریدنے والے ہوتے ہیں اور غفلت
کے بازار میں غرور اور حجاب کے خریدنے والے
نہیں ہوتے اور محجوب ان لوگوں کو مثل اپنے سمجھتا
اور دیکھتا ہے آنکھیں اُن کی اندھی نہیں ہوتیں لیکن
اُن کا دل جو سینوں میں ہے اندھا ہوتا ہے اسلئے
سیر بازار اور کھانا و پینا اور پہننا اُن کا روکنے
والا اور چھپانے والا ہوتا ہے پس سمجھا اور جانا
تونے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے دوست
میرے قبا کے نیچے ہیں اور سوائے میرے کوئی ان
کو نہیں پہچانتا اور یہ بھی سمجھا تونے کہ اُن کی قبا کیا
ہے اور سوا کیا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

صورت اند وبعضی دیگر مدبر آن صورت
ومن درمن بعضی قوائی تلک الصورة زائد
است برمذہب کوفیان کہ شیخ مائل است
بایشان وبرین تقدیر بعض قوای گفتن
ظاہر است واما برتقدیر اول پس نظر
بیمان است چہ ہیمان ہنوز خبر ندارند
کہ آدم ظاہر در عرصہ وجود آمد است یا نہ
پس اینہا کہ داخل ملائکہ کہ گفت حق تعالیٰ
مر آنہا را انی جاعل فی الارض خلیفۃ نباشند
عالم را انسان کبیر گفتن نظر بصورت
است نہ بمعنی چہ عالم تفصیل نشار انسانی
است وتفصیل بصورت اکبر باشد از
اجمال نہ بمعنی چنانکہ میگوئی کہ ہر فاعل
مرفوع است ومیگوئی کہ زید در ضرب
زید وعمرو در انتقم وخالد در قام خالد
وبکر در قعد بکر وغیر آن مرفوع اند و
مر صورت را نزدیک اہل اعتبار اعتنا بہ
نیست از ینجا گفتہ میشود خیر الکلام ما قل

فرماتے ہیں کہ میں تم لوگوں کے مثل نہیں ہوں میں رات
بسر کرتا ہوں اپنے رب کے پاس وہی مجھے کھلاتا اور
پانی پلاتا ہے۔ پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ
مبارک میں مت دیکھو اور اُن کا کھانا و پینا مثل
اپنے کھانے و پینے کے نہ سمجھو۔ پس ایسی صورت میں
جو کہا گیا ہے کہ بعضے ملائکہ مدبرات ہیں مجاز کے طریقہ
سے کہا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
فالمدبرات امرا کہ دخل تمام رکھتے ہیں جیسے کہ چھری
کو کاٹنے والا کہتے ہیں اور اگر روحانیت کواکب سبع
وغیرہ بر سبیل حقیقت مدبر کہو تو کوئی ہرج نہیں ہے
اگرچہ یہ شیخ قدس سرہ کے مرضی کے خلاف ہے۔ پس
اس جگہ ملائکہ سے مراد بعضے ملائکہ ہیں یعنی بعضے ملائکہ
اُس صورت کے قوائی ہیں اور بعضے اُس صورت
کے مدبر ہیں من میں بعض قوائی تلک الصورت
کوفیوں کے مذہب پر زائد ہے اور شیخ قدس سرہ
اُسی طرف مائل ہیں ایسی صورت میں بعض
قوائی کہنا ظاہر ہے لیکن پہلی صورت نظر

Marfat.com

ودل پس انسان کہ جامع است مر عالم
جمیع حقائق الٰہیہ را بہترین کلمات حق باشد
وازینجا گفت حضرت عباس رضی اللہ عنہ
انا اسن و رسول اللہ اکبر وقتیکہ پرسیدند
از وے انت اکبر ام رسول اللہ
ق وکانت الملائکۃ لہ کالقوی الروحانیۃ
والجسمیۃ التی ہی فی النشارۃ الانسانیہ
ل پس ہستند ملائکہ کہ تدبیر صورت
عالم بواسطہ آنہا است مر عالم را چون
قوای روحانی وجسمانی در نشار انسانی
یعنی نسبت ملائکہ بسوے صورت عالم
چوں نسبت قوای روحانی وجسمانی در
نشار انسانی بسوئے انسان باشد و
قوای روحانی چون عقل نظری وعملی و
حواس باطن از وہم وخیال وغیر آن و
قوای جسمانی چون حواس ظاہری وقوت
غاذیہ ونامیہ ومولدہ وغیر آن پس ملائکہ

بیمان[1] ہے کیونکہ بیمان ابھی تک خبر نہیں رکھتے
کہ آدم عرصہ وجود میں آئے یا نہیں پس ملائکہ بیمان
ان لوگوں میں نہیں ہیں جن کو مخاطب کرکے اللہ
جل شانہ نے فرمایا ہے کہ تحقیق میں زمین پر اپنا
خلیفہ بنانیوالا ہوں اور عالم کو انسان کبیر کہنا
ظاہری اعتبار و نظر سے ہے کہ عالم تفصیل نشار
انسانی کی ہے اور تفصیل مجمل سے بڑی صورت
میں ہوتی ہے معنی کے اعتبار سے بڑی صورت
نہیں ہے جیسے کہ کہے تو کہ ہر فاعل مرفوع ہے
اور کہے تو کہ زید ضرب زید میں اور عمر انتقام
عمر میں اور خالد قام خالد میں اور بکر درقعد بکر
میں وعلاوہ اس کے مرفوع ہیں۔ اور صورت
کا اہل اعتبار کے نزدیک کوئی اعتبار نہیں ہے
اسی جگہ و مقام پر کہا جاتا ہے کہ خیر الکلام[2] قل
ودل پس انسان جو کہ تمامی حقائق الٰہیہ و عالم کا
جامع ہے بہترین کلمات حق ہے۔ اسی مقام سے
حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے

[1] بیمان اُن فرشتوں کو کہا گیا ہے جو اللہ کے جلال وجبروت میں حیران ہیں اور کوئی خبر نہیں
رکھتے [2] اچھا کلام تھوڑا اور دلالت کرنیوالا زیادہ ہو۔

Marfat.com

صورت عالم قوای صورتِ عالم اند و
ملائکہ نشار انسانی قوای این نشا، کہ مر ہر
یکی را در تدبیر حق تعالیٰ مر ہر دو صورت را
دخلی تمام است و قدمی راسخ مثلاً شیرے
عقب تو فریاد کردیا زبان گرفتہ می آید
و تو ہرگز از آمدن او خبردار نئی ناگاہ ترا
بمعونت سامعہ تو خبردار و ہوشیار ساختند
و آواز و یا صدار پائے او بگوش تو رسانند
و سامعہ و گوش ترا محافظ تو ساختند و
ہم چنیں باصرہ چہ مارے نزدیک تو رسیدہ
است ناگاہ نظر تو بر آن واقع شد و
محفوظ ماندی و باصرہ محافظ حال تو
باشد و علی ہذا القیاس و محافظ تمام
بجناب لامسہ تعلق دارد و مر آنرا سلطنت
کلی است از ینجا است کہ در تمام ممالک
محروسہ سلطنت دستی دارد و اگر انجناب
از تو بالکل اعراض نماید ہلاکت تو پدید
آید و غیبت رو نماید و اگر درینجا مدبر
نفس ناطقہ را بگوئی گنجائش دارد پس

کہ میں سن رسیدہ ہوں اور رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں نہ اُس وقت فرمایا
جس وقت کہ کسی دریافت کرنیوالے نے دریافت کیا
کہ اے چچا رسول اللہ تم بڑے ہو یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تم سے بڑے ہیں پس صورت عالم
کی تدبیر ملائکہ کے ذریعہ و واسطہ سے ہوتی ہے جس
طرح نشار انسانی کی تدبیر قوای روحانی وجسمانی کے
ذریعہ ہوتی ہے یعنی نسبت ملائکہ کی صورت عالم کے
ساتھ مثل نسبت قوای روحانی وجسمانی کے انسان
کے ہے قوای روحانی مثل عقل نظری و عملی و خواص
باطن وہم وخیال اور علاوہ اُس کے اور مثل
خواص ظاہری و قوت غاذیہ و نامیہ و مولدہ و
علاوہ اُس کے قوای جسمانی میں۔ پس ملائکہ صورت
عالم قوائے صورت عالم کے ہیں اور ملائکہ نشار
انسانی قوای نشار انسانی میں اور ہر ایک کو
تدبیر حق تعالیٰ میں دونوں صورتوں کیلئے دخل
تمام اور قدم راسخ ہے مثلاً اگر کوئی شیر تمہارے
پیچھے سے زبان نکالے ہوئے اور شور مچاتا ہوا آتا
ہے تم اُس کے اس طرح پیچھے سے آنیکی خبر نہیں رکھتے

Marfat.com

اکنون درباب کہ ساکنان قباب ملکوت ومتوطنان سراوقات جبروت ونفوس اہل تجرید از آسمان وزمین از تو جدائی ندارند واز خانہ تو بیرون نرفتہ اند وبر تو ہمیشہ حاضر اند اگر خانہ تراز خاشاک علائق واز خارعوائق روفتہ اند ہمہ را تو بر تو در تو بر تو متجلی خواہند ساخت وکشف وبسط این مطلب درجای دیگر از انفاس الخواص وغیر آن مبین ومبرہن شدہ است پس درباب کہ استغفار ملائکہ مرانسان راچہ باشند وچرا باشد ق وکل قوۃ منہا محجوبہ بنفسہا لاتری افضل من ذاتہا لیعنی ہر قوت از قوای مذکورہ کہ تعلق بصورت عالم دارند محجوب است بذات خود نمی بیند فاضل تری را از خود وجز ذات خود را بزرگ ترنمی یابد پس این قول گویا بیان است مر قول او را کہ کل قوۃ منہا محجوبہ بنفسہا باشد ازینجا است کہ ترک عطف کردہ وتواند بود کہ قوای مطلق

یکایک تمہارے کان اُس آواز سن لیتے ہیں اور تم کو ہوشیار اور خبردار کر دیتے ہیں یا اُس شیر کے پاؤں کی آہٹ وآواز تمہارے کان میں پہنچی تم ہوشیار وخبردار ہوگئے اور شیر کے حملہ سے بچ گئے اب سمجھو کہ تمہارے کان اور تمہاری سننے والی قوت نے جو کہ ملائکہ میں تمہاری حفاظت ومدد کی اور تم شیر کے شر سے محفوظ رہے اس طرح اگر کوئی سانپ تم کو نقصان پہنچانے کیلئے تمہارے سامنے آرہا ہے یکایک تمہاری نظر اُس پر پڑی اور تم سانپ کے ضرر سے بچ گئے ایسی صورت میں تمہاری آنکھ اور قوت باصرہ نے جو دراصل ملائکہ اور تمہارے محافظ ہے تمہاری محافظت کی اور تم محفوظ رہے اسی طرح سے تمام قوتوں کو جو کہ ملائک اور تمہاری محافظ ہیں قیاس کرلو دراصل تمہاری تمام دکمال محافظت قوت لامسہ[1] سے ہوتی اور اسی کے لئے سلطنت کلی ہے یہی وجہ ہے کہ تمہارے تمام ممالک محروسہ میں قوت لامسہ ہی کی سلطنت ہے اگر قوت لامسہ جو کہ ملائکہ ہے تم سے بالکل علیحدہ ہوجاوے یا علیحدہ کردی جاوے تو تم ہلاک ہوجاؤ گے۔ اگر تم

[1] چھونیکی قوت

Marfat.com

گرفتہ شود چہ مرعقل را دعویٰ دیگر است
میگوید انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ
من طین ۔ عمل من درہمہ جا از حقائق
مابات وکلیات وجزئیات مادیہ و
غیر مادیہ جاری است واین دعویٰ
کذب است چنانچہ عنقریب خواہد آمد
ہم چنیں وہم دعویٰ سلطنت خود بر عالم
انسانی دارد وبینہ ادراک معانی جزئیہ
برین دعویٰ می گذراند واین نیز
کاذب است فان کل مدعی کذاب
چہ ملک مرقلب راست کہ قلاب است
در ہمہ اطوار متعلق است باخلاق اللہ
شائستہ خلافت حق تعالیٰ اوست این
ہمہ نقیبان وخادمان قلب اند آرے
چون اینہا را قرب بقلب حاصل گردد
وبواسطہ قلب بحقیقت الحقائق
واصل شوند آن زمان نزہت وعلو مرتبہ
مرا اینہا را رونماید ودریابند کہ قلب
چہ میخواند وچہ میگوید بیت ۔ جمال ہمنشین

اس جگہ نفس ناطقہ کو مدبر کہو گنجائش ہے اب سمجھو
کہ قبہ ملکوت اور جبروت کے خیمہ کے اندر رہنے
والے اور آسمان وزمین کے نفوس اہل تجرید
تمہارے ساتھ رہتے اور تمہارے گھر کے اندر
تھیں کہیں باہر نہیں تھیں اور ہمیشہ تمہارے
سامنے ہیں اگر تمہارا گھر علائق کے کوڑا اور کرکٹ
اور عوائق کے کانٹوں سے پاک وصاف ہو جاوے
تو سب کے سب تجھ سے تجھ پر تجھ میں متجلی ہوں گے
اس کا حال دوسری لکھا گیا ہے پس سمجھو کہ انسان
انسان کے لئے ملائکہ کا طلب مغفرت کرنا کیا ہے
اور کیوں ہے اور کس لئے ہے ۔ یعنی ہر قوتیں
جو کہ ملائکہ ہیں اور صورت عالم سے تعلق رکھتی
ہیں اپنی ذات میں محجوب ہیں اپنے سے فاضل اور
بڑا دوسرے کو نہیں پاتے اور نہ دیکھتے ہیں ۔
یہ قول شیخ قدس سرہ کے اس قول کا جو کہ کل
قوۃ محجوبہ بنفسہ ہے مثال ہے اس وجہ سے ترک
عطف کیا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قوائی
مطلق کہا جائے اس لئے کہ عقلی کا دعویٰ
دوسرے قسم کا ہے جو کہتی ہے کہ میں انسان سے

Marfat.com

در من اثر کرد: وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم۔
ق وان فیما تزعم الاہلیۃ بکل منصب
عالی ومنزلت رفیعہ عنداللہ ل این
قول عطف است بر قول افعل من ذاتہا
وقول او فیما تزعم مقدم است بر قول
او وان فیما یا موخر باشد از تمام این قول
دما مقدر یہ است یعنی ہر قوت از قوائے
مذکورہ محجوب است بذات خود نمی بیند
فاضل ترے را از خود نمی بیند درگمان
خود کہ در نشار انسانی اہلیت واستحقاق
ہر منصب بلند ومرتبہ سرفراز است
نزدیک خدا تعالیٰ چہ آنہا دیدہا ئے
خود جز بر خود ہا نکشادہ اند وفضیلت
وجمعیت انسان را ندیدہ ومشاہدہ
جمال قلب او ننمودہ و بجز گمانے دیگر
دارند یا این قول جملہ حالیہ باشد و این
زمان قول او کہ فیما تزعم باشد بے ارتکاب
تکلف درست نمی شود یعنی ہر قوت از
قوائے مذکورہ محجوب است بذات خود

بہتر ہوں مجھ کو آگ سے اور انسان کو مٹی سے
پیدا کیا ہے اور عقل یہ بھی دعویٰ کرتی ہے کہ میرا
عمل داخل تمام حقائق ماسات و کلیات
وجزئیات وماویہ وغیر مادیہ اور علاوہ اُس
کے سب جگہوں میں جاری وساری ہے عقل
کا دعویٰ جو وہ اپنے بزرگی اور بڑائی کے
ثبوت وتائید میں پیش کرتی ہے غلط ہے
چنانچہ اس کا بیان بہت جلد آوے گا۔
اسی طرح سے وہم اپنی سلطنت کا دعویٰ عالم
انسانی پر کرتا ہے اور رکھتا ہے اور دلیل
اس دعویٰ کی ما ئبات سمجھنے کی لاتا ہے اور
یہ بھی جھوٹا ہے جتنے بھی مدعی ہوں سب
جھوٹے ہیں اصل میں ملکیت قلب کیلئے ہے
کیونکہ وہ تمام اطوار میں قلاب ہے اللہ تعالیٰ
کے اخلاق سے متعلق اور متصف اور خلافت
کے لائق ہے یہ سب خادم اور چوبدار قلب کے
ہیں لیکن جب ان کو قلب سے قربت حاصل ہوتی
ہے اور قلب کے ذریعہ و واسطہ سے حقیقت
الحقائق سے ملتے ہیں اس وقت ان کی زینت

Marfat.com

نمی بیند فاضل ترے را از خود حال آنکہ
بدرستیکہ در نشاء انسانی سبت چنانکہ
گمان می بردومیداند نشارندکو را اہلیت
واستحقاق ہر منصب عالی ومرتبہ رفیع
را نزد خدائے تعالیٰ ودر بعضے نسخہ ماتزعم
واقع است بجائے فیما تزعم۔ یعنی در نشاء
انسانی چیزی است کہ گمان می بردومیدانم
چیز مذکور را ہیت واستحقاق منصب عالی
ومرتبہ رفیع را در خود نزد خدائے تعالیٰ
بریں نسخہ اسم ان کلمہ ما است ومنصب
اہلیت بنا بر مفعولیت باشد مرتزعم را
چنانکہ بر نسخہ اول نصب آن بنا بر اہلیت
باشد مراد ان ما وآں شے قلب است
ومعتبر نسخہ اول است **ق** لما عندہا
من الجمعیۃ الالہیۃ بین ما یرجع من ذلک
الی جناب الالہی والی جناب حقیقۃ
الحقائق وفی النشاۃ الحاملۃ لہذا الاوصاف
الی ما تقتضیہ الطبیعۃ الکلیۃ التی حصرت
قوابل العالم کلہ اعلاہ واسفلہ این

اور پاکیزگی بڑھ جاتی ہے اور اُس کا مرتبہ بلند ظاہر
ہوتا اُس وقت وہ سمجھتے ہیں کہ قلب کیوں کہتا ہے
اور کیا کہتا ہے۔ ہمنشین کا جمال مجھ میں اتر گیا۔ اور نہیں
تو میں وہی مٹی ہوں جو تھی۔ قول افضل من ذا تھا کے
اوپر یہ قول عطف ہے اور قول تما تزعم اُس کے
قول پر مقدم ہے وان فیما تمام قول سے موخر ہے اور
ما مصدریہ ہے۔ یعنی ہر قوت از قوائے مذکورہ اپنی
ذات سے محجوب ہیں یعنی حجاب میں پڑے ہیں اپنے سے
بڑا اور بزرگ دوسرے کو نہیں دیکھتے اور اپنے گمان
اور خیال سے یہ نہیں دیکھتے اور نہ سمجھتے ہیں کہ نشارہ
انسانی میں اہلیت واستحقاق ہر منصب بلند و
سرفرازی خدا تعالیٰ کے نزدیک ہے کیونکہ اُن
قوتوں نے جو ملائکہ میں اپنی آنکھوں کو اپنے ذات پر
نہیں کھولا ہے اور نہ سمجھا ہے اور فضیلت جمعیت
انسانی اور اُس کے قلب کے جمال وکمال کو مشاہدہ
نہیں کیا ہے بلکہ اپنی جانب سے انسان کی حرمت سے
کچھ اور ہی گمان رکھتے ہیں یا یہ قول جملہ حالیہ ہو ایسی
صورت میں شیخ کے قول کا مطلب جو کہ فیما تزعم ہے
بغیر ارتکاب تکلف درست نہیں ہوتا۔ یعنی ہر قوت

Marfat.com

قول تعلیل اہلیت واستحقاق نشاء انسانی
ار... مرہر منصب عالی ومنزلت رفیع را
لما عنداللہ ومن الجمعیۃ بیان کلمہ ما است
کہ در لما عند ہا باشد وبین ما یرجع متعلق
بجمعیت است کہ در من الجمعۃ باشد وفی
النشاء الحاملۃ عطف است بر بین من
حیث المعنی اے بین النشاء الحاملۃ التی
حضرت صفت است مر طبیعت کلیہ را
یعنی اہلیت واستحقاق نشاء انسانی مر
ہر منصب عالی ومنزلت رفیع راعنداللہ
بنا براین است کہ نزدیک نشاء انسانی
جمعیۃ الالہیۃ است کہ ہیچ موجودے
ازین نشاء بیرون نباشد چنانکہ حضرت
الالہ کہ شامل جمیع موجودات عینی وظلی
باشد یعنی انسان جامع است درمیان
چیزے کہ رجوع میکند انسان ازان
چیز وبسبب آن بسوے جناب الٰہی و
بسوے جناب حقیقت الحقائق وجناب
الٰہی حضرت اسماء وصفات باشد کہ مر ہر

از قوای مذکورہ اپنی ذات میں محجوب ہیں اپنے سے
سے فاضل تر دوسرے کو نہیں دیکھتے اور حال ہے کہ
نشاء انسانی میں ہے پھر بھی اُن کی نشارہ اپنے گمان
کے بموجب نشارہ انسارہ انسانی کے اہلیت واستحقاق
ہر منصب عالی ومرتبہ بلند کی نزدیک خداے تعالیٰ
ہے اُس کو وہ نہیں دیکھتے اور ... ہتے ہیں اور بعضے
نسخوں میں فیما تزعم واقع ہے۔ یعنی نسارہ انسانی
میں فیما تزعم کے بجائے ماتزعم واقع ہے یعنی نشارہ
انسانی میں ایک حصر ہے اور وہ حصر اس بات کو
سمجھتی ہے کہ نشاۃ انسانی میں اہلیت واستحقاق
مرتبہ عالی بلند کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور
اس نسخہ میں اسم اِنَّ کلمہ ما ہے ومنصب اہلیت
ہے اس واسطے تزعم کیلئے مفعولیت ہے جیسا کہ
پہلے نسخہ میں نصب اُس کا واسطے اہلیت اَنَّ
کیلئے ہے اور وہ شئے قلب ہے اور بعض نسخہ اول مے

Marfat.com

اسمے وصفتے را وجہ خاص باشد بسوئے
حق تعالیٰ بے واسطہ حقیقۃ الحقائق
حضرت الاحدیۃ باشد و درمیان نشار
عنصری کہ حامل است مر اوصاف و
قوائے روحانی وجسمانی را تا باقی امور
کہ آنرا تقاضا میکند طبیعت کہ ضابط
وحاضر جمیع قوابل واعیان عالم علوی
وسفلی باشد واین طبیعت بسدر
فعل وانفعال ست کہ در ہر جوہر نہادہ
اند وہمیں طبیعت قابل تاثیرات
اسمار الٰہی است وامورے کہ حقتعالیٰ
طبیعت کلیہ اند استعدات خاص اند
درصاحب این جمعیت عالم علوی عالم
سماوی باشد وعالم سفلی وعالم عنصری
وعالم روحانی وعالم جسمانی باشد پس
قوام ملائکہ از انسان است چنانکہ گفت
واشارت کرد باین معنی بقول خود فی
النشارۃ الحاملۃ لہذہ الاوصاف۔
پس جمعیۃ الٰہی در نشار انسانی بہ سہ

یہ قول اہلیت واستحقاق نشار انسانی ہر منصب عالی
ومنزلت رفیع کیلئے ہے تعلیل ہے۔ لما عنداللہ من
الجمعیۃ ولما عنداللہ من الجمعیۃ کلمہ ما کا بیان ہے جو کہ
لما عندہا میں ہے وہین ما یرجع جمعیت کے متعلق ہے
جو کہ من بین جمعہ کے ہے وفی النشارہ الحاملۃ عطف
ہے اوپر بین من حیث المعنی اے بین نشار الحاملۃ۔
التی حضرت صفت ہے طبیعت کلیہ کی یعنی اللہ
تعالیٰ کے نزدیک جو اہلیت اور استحقاق ہر
منصب عالی ومنزلت رفیع کی نشارہ انسانی
کی ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ نشارہ انسانی میں
جمعیت الالٰہیہ ہے کہ کوئی موجود اُس سے
باہر نہیں ہے جیسے کہ حضرت الالٰہ کہ تمام
موجودات عینی وظلی میں شامل وظاہر ہے
یعنی انسان دو چیزوں کا جامع ہے ایک
چیز سے وہ اپنے کو جناب الٰہی کی طرف رجوع
کرتا ہے اور دوسری چیز سے وہ حقیقت
الحقائق کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ اور

Marfat.com

بچیز باشد حضرت الاسماء والصفات و
حضرت الاحدیۃ وطبیعت کلیہ کہ حاضر
تمامی اعیان عالم باشد اعلی واسفل و
دریں کلام اشارت است کہ حمل نشار
عنصری مراین قوائ واستعداد خاص
رابسبب طبیعت کلیہ است ودر بعضے
نسخہ بجائے بسوی جناب حقیقۃ الحائق
جانب حقیقت الحائق واقع است و
مال ہر دو عبارت یکے است و بعضے
گفتہ اند کہ چون جناب الٰہی شامل احدیۃ
وواحدیۃ است پس مراد از حقیقۃ
الحقائق حضرت امکانی است کہ جامع
حقائق ممکنات موجودہ ومعدومہ است
و بہمین وجہ متصف است بعبودیت و
ممتاز از ربوبیت فتامل ونیز گفتہ است
کہ در کلام تقدیم وتاخیر است وتقدیر کلام
این است والے بالقیقۃ الطبیعۃ الکلیۃ
فی النشار الجاملۃ لہذا الاوصاف واین
معطوف است بر قول او کالی الجناب الالٰہی

جناب الٰہی حضرات اسماء وصفات ہیں اور ہر اسم
وصفت اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ وجہ خاص رکھتے
ہیں۔ اور حقیقت الحقائق حضرت الاحدیۃ ہے اور
درمیان نشارۃ عنصری جو کہ اُٹھانیوالی اوصاف
قوائ روحانی وجسمانی کی اور اُن امور کی کہ جس کو
طبیعت تقاضا کرتی ہے اور وہ طبیعت گھرنے
اور ضبط کرنیوالی تمام قوابل اور اعیان عالم علوی
وسفلی کی ہے اور یہ طبیعت مبدء فعل وانفعال
ہے جو کہ ہر جوہر میں رکھی گئی ہے اور یہی طبیعت
اسماء الٰہی کے اثرات کو قبول کرنے والی ہے اور
جو امور کہ مقتضائے طبیعت کلیہ ہیں) وہ استعدادات
خاص ہیں اور جس کو یہ جمعیت حاصل ہے اُس کے
جمعیت میں عالم علوی وعالم سماوی اور عالم سفلی
وعالم عنصری وعالم روحانی وعالم جسمانی ہے
پس انسان اعیان عالم سماوی وعالم عنصری
وعالم روحانی وعالم جسمانی کا گھرنے والا اور
احاطہ کرنیوالا ہے پس قوام وجود ملائکہ کا انسان
سے جیساکہ کہا اور اشارہ کیا گیا ہے پس جمعیت الٰہی
نشارہ انسانی میں تین چیزیں ہیں۔

Marfat.com

باشد یا الی جناب حقیقۃ الحقائق فتامل
و در بعضے نسخہ الکل واقع است بجائے
الکلیۃ کہ دار الطبیعۃ الکلیہ واقع است
پس برین تقدیر قول شیخ قدس سرہ کہ
کہ فی النشارہ الحاملۃ ست الی آخرہ جملہ
حالیہ است والکل مبتدا است و
فی النشارہ خبر وے باشد مر النشارہ
را وحال آنکہ در نشاء عنصری ہمہ انسان
خبر ندپس جمیعۃ الالٰہیۃ درست آمد
واین جا فعل لازم میاید میان موصوف
کہ الطبیعۃ باشد و میان ص... کہ التی
حضرت باش... ...حی کہ الکل باشد و
این رو... ست وانہ لقسم لو تعلمون عظیم
واحتمال دارد کہ توجیہ سابق بحال باشد
والکل بدل یا عطف بیان باشد مر
طبیعت را ق وہذا لا یعرفہ عقل بطریق
نظر فکری ل یعنی جمیعۃ الالٰہیۃ را در
نشاء انسانی نمی شناسد ہیچ عقل از راہ
نظر فکری چہ کار عقل ترتیب امور

۱۔ حضرات اسماء وصفات ۲۔ حضرت الاحدیۃ ۔
۳۔ طبیعت کلیہ ۔ اعیان عالم علوی وسفلی کو گھیرنیوالی
طبیعت کلیہ ہے اور اس کلام میں اشارہ ہے کہ طبیعت
کلیہ اپنے استعدادات خاص سے نشاء عنصری کو اٹھائے
ہوئے ہے اور بعضے نسخوں میں بجائے جناب حقیقت
الحقائق جانب حقیقت الحقائق لکھا ہوا ہے در
مآل دونوں عبارتوں کا ایک ہے۔ اور بعضوں نے
کہا ہے جب کہ جناب الٰہی احدیت و واحدیت میں
شامل ہے تو حقیقت الحقائق سے مراد حضرت الامکان
ہے جو حقائق ممکنات موجودہ اور معدومہ کا جامع
ہے اسی وجہ سے عبودیت کے صفت سے متصف
ہے اور ربوبیت سے ممتاز ہے اس مقام پر سوچو
اور تامل کر۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کلام میں
تقدیم وتاخیر ہے تقدیم کلام یہ ہے والی تعقبہ الطبیعت
الکلیۃ فی النشا الحاملۃ بہذاہ اوصاف یہ اُس کے
قول الی بجناب الٰہی پر یا جناب حقیقت الحقائق
پر معطوف ہے اس مقام پر بھی سوچو اور تامل کرو
اور بعضے نسخوں میں بجائے الکلیۃ کے الکل واقع ہے
کہ الطبیعۃ الکلیہ میں واقع ہے ۔ پس ایسی صورت

Marfat.com

معلومہ است یا تحصیل امرے تا متادی
شود بسوئے مجہول وسخن در معلومۃ امر د
تحصیل وے است چہ اگر امر مرکب است
سخن در اجزا است وچارہ نیست ازین
کہ اک جزو آن بسیط باشد وبسیط تعریف
کردہ نمی شود مگر بلوازم بینہ ولوازم شے
اطلاع کنہ شے نمی بخشد اگر بسیط باشد
پس ظاہر است۔ مثلاً انسان کہ جوہر
بسیط جنس عالی وی است بکنہ حاصل
نیست ہم چنین جمیع انواع جوہر وافراد
وے وہم چنیں تصدیق خاص بر مذہب
کسے کہ تصدیق را مرکب دارد ومثلاً اگر
بگوئی کہ انسان حادث است وچون انسان
وحادث را بکنہ معلوم نکردی پس بر کہ
وبچہ حکم کردی واز مناقشہ طالب علمان
نجات نیست گوش بصدائے ایشان
نیا مرد ادمیگویند کہ ابو علی سینا درحق
خود نزدیک بانزہاق روح از بدن
گفتہ است ؎ بموت ولیس لہ حاصل

میں شیخ قدس سرہٗ کا یہ قول جو کہ فی النشار الحاملۃ ہے
جملہ حالیہ ہے اور الکل مبتدا ہے اور فی النشار
اُس کی خبر ہے اور حال یہ ہے کہ نشارہ عنصری میں
تمام انسان حسر ہیں ایسی صورت میں جمعیت الٰہیہ
درست آئی۔ اور اس جگہ درمیان میں الطبعیۃ کے
کہ موصوف ہے اور الٰہی حصرت کے کہ جو صفت ہے
فعل لازم آتا ہے اس معنی سے کہ الکل ہے اور یہ
جائز ہے۔ اور بیشک یہ ایک بڑی قسم ہے اگر تم
جانتے ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے والی توجیہ اپنے
حال پر ہو اور الکل طبعیت کیلئے بدل یا عطف
بیان ہو۔ یعنی جمعیت الٰہیہ کو نشارۂ انسانی میں
ازراہ نظر وفکر اور ازراہ دانش کوئی عقل نہیں
پہچانتی کیونکہ عقل کا کام ترتیب امور معلومہ ہے
یا کسی امر کا حاصل کرنا ہے تاکہ مجہول کی طرف ادا
کرنیوالا ہو اور بات امر معلوم ہونے اور حاصل
کرنے پر ہے کیونکہ اگر امر مرکب ہے تو اجزا میں
گفتگو ہے اور اس سے چارہ نہیں ہے کہ اُس کا
ایک جز بسیط ہے اور بسیط کی تعریف ظاہری
لوازمات سے ہوتی ہے اور لوازمات شے جیسے کہ

Marfat.com

سوی علم انہ ما علّم وامام رازی گفتہ است
وغائتہ سعی العالمین ضلال لاجرم عقول
گفتند سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا
انک انت العلیم الحکیم ۔ ھ
دانستہ شد کہ ہیچ نہ دانستہ ایم ما
پس مرعقل را محال حرکت نیست مگر
وقتیکہ بعنایت رب تعالی قلب منور
بنور الٰہی مشعل ہدایت عقل گردد وفرا
راہ او آمد آن زمان در ضیا رآن بدریائے
معرفت شناوری نمائد ودُرر فاخرہ
دلوالی متکاثرہ بدست آرد واگر نہ از
طلاطم امواج اوہام وانیاب نہنگ
شکوک ہلاک وتاپیدا گردد وباز از راہ
معرفت نہ از راہ جہالت معترف گردد
وبگوید سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا الآیۃ
ازین جا گفت بطریق نظر فکری۔ پس
ادراک حقائق بے رسالت قلب وواسطہ
آن کار عقل نیست کہ طور آن ورائے
طور عقل باشد وبے کشف الٰہی شاہد

وہ ہے اس کی اطلاع نہیں دیتے اور اگر امر بسیط
ہے تو ظاہر ہے۔ مثلاً انسان کہ جوہر بسیط اُس کا جنس
عالی ہے کنہیہ سے حاصل نہیں ہے اسی طرح تمام اقسام
جوہر اور اُس کے افراد ہیں اور اسی طرح تصدیق خاص
کسی کے مذہب پر کہ وہ تصدیق کو مرکب جانتا ہے۔
مثلاً اگر تم کہو کہ انسان حادث ہے اور جبکہ انسان
اور حادث کو تم نے کنہیہ سے معلوم نہیں کیا تو کس
پر اور کس طرح پر تم نے حکم کیا کہ انسان حادث ہے
طالب علموں کے جھگڑے سے نجات نہیں ہے
اُن کی آواز کو سننا نہیں چاہیئے۔ کہتے ہیں کہ ابو علی
سینا اپنے حق میں جسم سے روح نکلنے کے قریب
کہا ہے۔ مر رہے ہیں ہم اور ہم کو کچھ حاصل نہیں
ہے سوائے اُس علم کے کہ جو کچھ علم ہوا ہے۔ اور
امام رازی نے کہا ہے انتہائی کوشش عالم
والوں کی گمراہی ہے اس وجہ سے عقول نے کہا
آپ پاک ہیں نہیں ہے علم ہمارے لئے مگر اُسی قدر
جس قدر کہ آپ نے ہم کو علم دیا ہے اب بہت
بڑے علم والے اور حکم میں دانستہ شد کہ ہیچ نہ دانستہ
ایم ما۔ پس عقل کو حرکت کی طاقت نہیں ہے مگر

Marfat.com

معرفت جمال خود ۔۔ مرتا کمال حاصل نشود چنانکہ میشد ۔ ۔ ی بل ہذالفن من الادراک لایکون الا من کشف الالہی ل یعنی بلکہ فن ادراک خاص و معرفت مخصوص کہ مذکور شد حاصل نمی شود مگر از کشف الٰہی کہ این معرفت و ادراک تا آنکہ نور ربانی از مطلع عنایت پرتو خود بر قلب کس نیدا زد حاصل نشود و حقائق کو سہ الکیہ بے پرتو نور بر دل ظاہر نہ گردد ق منہ لیعرف ما اصل صور العالم القابلتہ لاوارحہ ل یعنی از کشف الٰہی دیدہ و دانستہ می شود کہ چیست اصل صور و اجسام عالم کی قبول کردہ اند مر ارواح عالم را و لتو اند بود کہ صور عبارت باشند از اجسام و اجساد مثل و ہیاکل نار یہ و نور یہ تا جمیع موجودات را از عقول و نفوس مجردہ و غیر آن از جن و غیر آن شامل شوند کہ مر ہر چیز را بحسب ما یلیق

اُس وقت کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت و مہربانی سے قلب منور نور الٰہی سے ہدایت کی مشعل عقل کیلئے روشن کرے اور اس کو راستہ دکھا دے ۔ اُس وقت اُس کے روشنی میں معرفت کے دریا میں تیراکی کرتا ہے اور بیش بہا جواہرات اور موتی حاصل کرتا ہے ۔ نہیں تو امواج کے تلاطم اور اوہام اور شکوک کے نہنگ سے ہلاک اور ناپید ہو جاتا ہے اُس وقت وہ معرفت کے راہ سے اعتراف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ پاک ہیں نہیں ہے علم ہمارے لئے مگر وہی جو کچھ آپ نے ہم کو علم دیا ہے بیشک آپ بہت بڑے علم والے اور حکم ہیں اس جگہ بطریق نظر فکر ی کہا گیا ہے کیونکہ حقیقت کا ادراک ہونا بغیر قلب کے وساطت سے ممکن نہیں ہے یہ کام عقل کا نہیں ہے بلکہ عقل کے طریقہ کے علاوہ ہے ۔ بغیر کشف الٰہی کے شاہد معرفت اپنا جمال نہیں دکھلاتا اور تم کو جمال و کمال حاصل نہیں ہوتا ۔ بلکہ ایسے امور کے سمجھنے کا خاص فن اور معرفت مخصوص کا حاصل جیسا کہ اوپر ذکر ہوا بغیر کشف الٰہی کے حاصل

Marfat.com

به صورتے هست و یکشف الٰہی دیده
و دانسته می شود که چه ظاہر شده است
به صور عالم که قبول کرد مرارواح عالم را
یعنی اصل صور عالم ذات حق است
که غیر ذات حق وجودے و نمودے
ندارد و این یکشف الٰہی حاصل میشود
بخلاف کشف القلوب و القبور و
کشف آنچه واقع شد و خواہد شد در
عالم و این در معرفت و قرب ماله بکار
نمی آید آثار این کشف از دحام عوام
واحراز مال و انعام است و این چیزہا
شرافت نه بخشد از دحام خلق آفته
لاشرافته فقیران توجه باین کشف
ندارند و خضر را مثل موسیٰ علیه السلام نه
انکار ند اگرچه موسیٰ گفت هل نتبعک
علی ان تعلمن مما علمت رشدا بلکه این
را مطلب ساختن کفر است و بت پرستی
اگر این چیزہا رستی بحق پیوستی ۔
جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل

نہیں ہوتا کیونکہ یہ معرفت اور سمجھداری جب
تک کہ نور ربانی عنایت کے مطلع سے کسی کے
قلب پر سایہ نہیں ڈالتا حاصل نہیں ہوتا اور
عالم کی حقیقت اور حقائق الٰہیہ بغیر نور کے
سایہ ڈالے ہوئے دل پر ظاہر نہیں ہوتے
یعنی کشف الٰہی سے دیکھا اور جانا جاتا ہے کہ
عالم کے صورتوں کی اصلیت اور احسام عالم
کیا ہیں کہ جس نے عالم کے ارواحوں کو قبول کر لیا
ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ صورت عبارت ہے
اجسام و اجساد مثالیہ اور ہیاکل نوریہ و ناریہ
سے تاکہ تمام موجودات از قسم عقول و نفوس
مجردہ اور جن وغیرہ سے شامل ہوں کیونکہ ہر چیز
کی جس کے لائق وہ ہے ایک صورت ہے
کشف الٰہی سے دیکھا اور جانا جاتا ہے کہ عالم
کے صورتوں میں کیا ظاہر ہوا ہے کہ جس نے
عالم کے ارواحوں کو قبول کر لیا ہے۔ یعنی اصل
میں عالم کی صورتیں ذات حق ہیں کہ خدا کی
ذات کے علاوہ کوئی چیز وجود و نمود نہیں رکھتی
اور یہ کشف الٰہی سے حاصل ہوتا ہے اس کے

Marfat.com

ن ذہو قا اعلم ان کشف الحقائق الاسمائیۃ
وا... ت الصفاتیہ لیوالقلوب للتجلیات
الذاتیہ المفنیۃ لما سواہا لحا علتہ لجبال
الانیات دکا فصی فیہا ماء یوجب
الابدی فیطلع بحقہا وحقیقتہ غیرہا بالحق
تعالیٰ ولیعلم ان الذات الالٰہیہ ہی اللتی
تظہر لصور العالم وان اصل تلک الحقائق
وصورہا تلک الذات وانہا ہی اللتی ظہرت
فی الصورۃ الجوہریہ المطلق اللتی قبلت
ہذہ الصور کلہا من حیث قیومتہا۔

ق فسمی ہذا المذکور انسانا وخلیفۃ اما
الانسانیہ فالعموم نشارۃ وحصرہ الحقائق
کلہا وہو للحق بمنزلۃ انسان العین من العین
الذی بہ یقول النظر وہو المعبر عنہ بالبصر
المفصلت فی العالم **ل** و در بعضے نسخہ
فامالانسانیہ واقع است بجائے اما الانسانیہ
یعنی بس نام کردہ شد این مذکور کہ قول
جامع مختصر وحلا مراہ عالم ور دح
صورت عالم باشد بانسان وخلیفہ

علاوہ عالم میں اور بہت سے کشف ہیں مثلاً کشف
القلوب وکشف القبور وغیرہ جو کہ عالم میں پائے
جاتے ہیں یہ دوسری طریقہ سے بھی حاصل ہوتے
ہیں لیکن یہ معرفت اللہ تعالیٰ کے قرب کے لئے
کام نہیں آتی اس قسم کے کشف کے آثار عوام کا
ازدحام اور مال کا کرنا اور لوگوں سے انعام کا مستحق
ہوتا ہے یہ چیزیں بڑائی نہیں بخشش خلائق کا ازدحام
آفت ہے شرافت نہیں ہے خضر لوگ ایسے کشف پر
توجہ نہیں رکھتے اور خضر کو مثل موسیٰ علیہ السلام کے
نہیں سمجھتے اگرچہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر تو
کہے تو تیرے ساتھ رہوں اس وجہ سے کہ تو سکھا دے
کچھ جو تجھ کو اللہ تعالیٰ نے سکھائی ہے بھلی راہ۔ بلکہ
اس کو مطلب کیلئے استعمال کرنا کفر اور بت پرستی
ہے اگر ان چیزوں سے تم نے چھٹکارہ پایا خدا سے
مل گئے حق آگیا اور باطل چلا گیا اور باطل جانیوالا ہے
جانو اور تجھے معلوم ہو کہ حقائق اسمائیہ اور تجلیات
صفاتیہ کا دلوں پر کشف ہونا معلوم ہوتا کہ یہ
کیا ہیں اور ان کی حقیقت کیا ہے سب سے پہلے
دل پر ذاتی تجلی ہوتی ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا

Marfat.com

اما بودن این مذکور انسان و نام کردن او
بانسان پس بعموم نشأہ کون مذکور است
و حقیر کردن وے مر تمامی حقائق را
چہ نشار مذکور شامل باشد مر جمیع اسمار
الٰہی و مراتب نزول نامتناہی را و حاصر
ضابطہ است و تمامی حقائق را کہ مفصل
شدہ اندر عالم و کون مذکور مر حق تعالیٰ
بمنزلہ انسان عین و مردم چشم باشد مر
چشم را و مردم چشم آن است کہ حاصل میشود
بوے نظر و بینائی و تعبیر میکند از آں بہ
بصر یعنی چون قول مذکور شامل شد مر جمیع
انبیار الٰہی و مراتب نزول نامتناہی را
وضبط و احاطہ کرد مر حقائق عالم را پس
حق تعالیٰ باین مذکور تمامی حقائق و مظاہر
انبیار و صفات را دید پس نسبت این
مذکور را بحق تعالیٰ نسبت مردم چشم باشد
بچشم و معنی انسان مردم چشم است ق
فلہذا سمّی انساناً فانہ بہ نظر الحق الی الخلق
فرحمہ ل یعنی پس بنا بر آن کہ کون مذکور

ہے جو غیرت ہے وہ فنا ہو جاتی ہے اور فانی رہتی ہے
اُس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی تجلیات کی حقیقت
اور اسمار و صفات کے تجلیات کی حقیقت اور دوسرے
انبیار کی حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے اور اُن کو
معلوم ہو جاتا ہے کہ ذات الٰہی ایک ایسی ذات ہے
جو عالم کے تمامی حقائق اور صورتوں کی اصل وہی
ذات ہے مال سانہ و برہانہ ۔ اور وہی ذات ہے
جو مطلق صورت جوہریہ میں ظاہر ہے جس نے اُن
تمام صورتوں کو قبول کر لیا ہے اس حیثیت سے
کل چیزیں اللہ تعالیٰ کی ذات میں فانی اور مسلک
ہیں۔ بعضے نسخوں میں اما انسانیتہ کے بجائے فاما
الانسانیتہ واقع ہے ۔ یعنی اُس مذکور کا جو کہ کون جامع
مختصر اور جلا کرنیوالا آئینہ عالم اور روح صورت عالم
ہے ۔ انسان و خلیفہ نام رکھا گیا۔
لیکن اُس مذکور کو انسان کہنا یا انسان نام رکھنا
کون مذکور کے عموم نشارۃ کے اعتبار سے ہے
کیونکہ نشارہ مذکور تمامی انبیار الٰہی اور مراتب نزول
نامتناہی کا گھیرنے والا اور اپنے اندر لے لینے والا
تمامی حقائق کا جو کہ عالم میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں

Marfat.com

مر حق تعالیٰ را بمنزلہ انسان عین باشد مر
عین را نام کردہ شد کون مذکورہ بایشان
چہ بدرستیکہ کون مذکور نظر کرد حق تعالیٰ
بسوے خلق و اعیان خلق پس رحم کرد
بر اعیان بانعام وجود و بخشش ظہور
نمود تا آنکہ حقیقت کون مذکور بظہور
نیامدہ بود و اعیان خلق ثابت نشدہ
بودند پس دیدن حق تعالیٰ نبود۔ و از
صفت بصارت منافی این مذکور نیست
پس چون انسان مر حق را بمنزلہ انسان
عین باشد مر عین را باید کہ انسان خود را
نہ بیند از مردمک دیدہ بہ باید آموخت
دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را اعلم
انہ تعالیٰ لما تجلی لذاتہ بذاتہ وشاہد جمیع
صفاتہ وکمالاتہ فی ذاتہ اراد ان یشاہدہا
فی حقیقۃ مکون کالمراۃ لہ تعالیٰ فاو
جد الحقیقۃ المحمدیۃ التی ہی حقیقۃ
ہذا النوع الانسانی فی الحضرۃ العلمیہ
فوجدت حقائق العالم وجوداً اجمالیاً

شامل ہے اور کون مذکور اللہ تعالیٰ کیلئے بمنزلہ انسان
کے آنکھ کے آنکھ ہے آنکھ کیلئے اور مردم چشم اُس کو
کہتے ہیں کہ جس سے آنکھ میں بینائی حاصل ہوتی ہے
اور اُس کو بصر سے تعبیر کرتے ہیں۔ یعنی جب کہ کون
مذکور تمام انبیاء و الہی اور مراتب نزول نامتناہی
کو اور تمام حقائق عالم کو شامل ہے پس حق تعالیٰ نے
اُس مذکور سے تمامی حقائق اور انبیاء مظاہر وصفات
کو دیکھا۔ پس اللہ تعالیٰ سے اُس کون مذکور کی
نسبت مثل مردم چشم کے آنکھ کیلئے ہے اور انسان
کے معنی مردم چشم کے ہیں۔ یعنی اس لئے کہ کون مذکور
اللہ تعالیٰ کے لئے بمنزلہ انسان کے آنکھ کے آنکھ ہے
کون مذکور کا نام انسان رکھا گیا اس وجہ سے حق
تعالیٰ نے کون مذکور سے خلق اور اُس کے اعیان
کو دیکھا اور وجود کے انعام و شہود کے بخشش
سے خلق اور اُس کے اعیان پر رحم کیا۔ جب تک
کہ حقیقت کون مذکور کی ظاہر نہیں تھی اور خلق
کے اعیان ثابت نہیں ہوئے تھے حق تعالیٰ کا
دیکھنا نہیں تھا اس مذکور سے خلق اور اعیان خلق
کو دیکھنا حق تعالیٰ کی صفت بصارت کے

Marfat.com

مضاہیاً للمرتبۃ الالٰہیۃ الجامعیۃ
الاسماء کلہا فاوجدہم فی تلک الحضرۃ
وجوداً تفصیلیا فصارت اعیانا ثابتۃ
فلانہ تعالیٰ ثم جعل الوجود الخارجی
مطابقا للوجود العلمی بایجاد العقل
الاول اولاً وہو المشار الیہ بقولہ
علیہ السلام اول ما خلق اللہ نوری و
وایجاد غیرہ من الموجودات التی
تضمنہا العقل الاول ثانیاً ق فہو
الانسان الحادث الازلی والنشار الدائم
الابدی والکلمۃ الجامعۃ الفاصلۃ
فتم العالم بوجودہ ل ودر بعضے نسخہ
بجائے نشار شئے واقع است یعنی پس
کون مذکور انسان حادث ازلی باشد
ونشار دائم ابدی وکلمہ جامع وفاصل
پس تمام شد وکمال یافت عالم بوجود
انسان کہ روح صورت عالم وجلاء این
مراۃ باشد چنانکہ گذشت ۔ ومراد ار
حادث بحدوث ذاتے است بمعنی

ہونے کے منافی نہیں ہے۔ پس جب کہ انسان
حق تعالیٰ کیلئے بمنزلہ انسان عین کے ہے عین
کو چاہئے کہ اپنے کو نہ دیکھے آنکھ کے مردمک
سے سکھنا چاہئے کہ دیکھے سب کو اور نہ دیکھے
آپ کو جان تو کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے ذات کی
اپنی ذات پر تجلی کی تو مشاہدہ کیا اپنے کل صفتوں
اور کمالات کو اپنی ذات میں۔ پھر ارادہ کیا کہ
اپنے کل صفتوں اور کمالات کو ایسے حقیقت
میں دیکھے کہ وہ اُس کے لئے مثل آئینہ ہو تو
پایا حقیقت محمدیہ کو کہ جو اس نوع انسانی کی
حضرت العلمیہ میں حقیقت ہے تو پائی گئیں
حقیقتیں عالم کی ماعسار وجود اجمالی کے
مشابہ مرتبہ الہیہ میں جو کہ کل اسماء کا جامع
ہے تو پایا اُن سبھوں کو اُس حضرت میں وجود
تفصیل کے ساتھ۔ پس ہو گئے اعیان ثابتہ
اس واسطے اللہ تعالیٰ نے مکمل کر دیا وجود
خارجی کو مطابق وجود علمی کے عقل اول کے
ایجاد کی وجہ سے کیونکہ وہ اول مشارٌ الیہ
ہے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول

Marfat.com

اقتصار بسوئے مبتدا و واصل وازلی ودائم
بمعنی عدم مسبوق است بعدم پس انسان
نظر بوجود علمی وعینی ثابتہ و وجود عینی روحانی
حادث باشد۔ وازلی ودائم بمعنی مذکور پس
اولیت ودوام انسان نظر بہ اولیت و
دوام علتہ تامہ اوست نہ حادث بحدوث
زمانی بمعنی مسبوق بعدم تا منافی ازلیت
ودوام گردد۔ ونہ ازلی ودائم بمعنی عدم
انحصار است بسوئے شئے کہ این معنی
مختص بحضرت واجب الوجود است۔
نتواند بود کہ مراد حدوث زمانی باشد
لیکن نظر بوجود عینی روحانی او باشد پس
باز منافی نمیشود مر ازلیت ودوام اورا
کہ نظر بوجود علمی وعینی روحانی او باشد
ونظر باین وجود از زمان واحکام وے
متعالی است واز مکان واحاطہ وے
منزہ وابدی بمعنی عدم طریان عدم است
واین نیز بوجود روحانی است۔ وابدیت
او از جہت ابدیت علت تامہ اوست

میں جو کہ اول ما خلق اللہ نوری ہے اُسی کی طرف
اشارہ ہے اور اُس کے ضمن میں دوسرے موجودات
کے ایجاد کو عقل اول نے بعد کو لیا۔ اور بعضے نسخوں
میں بجائے شے کے نشارہ واقع ہے یعنی پس کون
مذکور انسان حادث ازلی ونشارۃ دائم ابدی و
کلمہ جامع و فاضل ہے۔ پس انسان کے وجود سے جو
کہ صورت عالم کی روح اور آئینہ عالم کی جلا رہے
عالم کا جمال و کمال روشن اور پورا ہو گیا جیسا کہ
اوپر ذکر کیا گیا۔ اور حادث سے مراد حدوث ذاتی
ہے۔ اس معنی سے کہ وہ اپنے مبتدا اور واصل کا محتاج
ہے اور ازلی ودائم اس معنی سے ہے کہ اُس پر عدم
کبھی طاری نہیں ہوا اس لئے کہ عدم مسبوق عدم
سے ہے پس انسان نظر بوجود علمی وعین ثابتہ ووجود
عینی وروحانی حادث ہے اور اسی معنی سے وہ ازلی
ودائم ہے۔ پس اولیت اور دوام انسان اُس کے
علت تامہ کے نظر سے ہے۔ اس نظر سے وہ ازلی
ودائم نہیں ہے کہ وہ حادث بحدوث زمانی ہے
جس کے معنی عدم سے پیچھے آنے کے ہیں اور اس نظر
سے بھی وہ ازلی ودائم نہیں ہے کہ وہ کسی شے کا محتاج

Marfat.com

بخلاف ابدیت واجب الوجود کہ ابدیت
او ذاتی است۔ و وجہ این کہ انسان و ہر
موجود کلمہ است در شرح خطبہ گذشت
و انسان را جامع ازان میگویند کہ جمع
کردہ است میان جمیع حقائق الہیہ و کونیہ
ہم بوجود علمی و ہم بوجود عینی فاصل ازان است
کہ فصل کردہ است میان مراتب کہ موجب
بکثر اند و تعدد و بہمن معنی اشارت است
ازین کہ نبی علیہ السلام قاسم است میان
جنت و نار۔ اعلم انہ انما تاخر الانسان بہ
نشارہ العنصریۃ لانہ لما جعلت حقیقتہ
متصفۃ بجمیع الکمالات جامعۃ للحقائق
وجب ان توجد الحقائق کلہا فی الخارج
قبل وجودہ حتی یمر علیہا عند تنزلاتہ فیتصف
بمعانیہا من جوار الروحانیات والسماویات
والعنصریات الی ان یظہر فی الصور
الجسمیہ والابدان یمر علی الحضرت الاسمائیہ
ایضاً حتی یکون عارفا کاملا۔ لہذا لقال
ان علم الاولیاء ذکری لا تفکری الا ما

نہیں ہے اس لئے کہ کسی شے کا محتاج نہ ہوتا یہ صفت
واجب الوجود کی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد
حدوث زمانی ہو لیکن نظر بوجود عینی و روحانی کے
اُس کے ہے۔ اور یہ بھی اُس کے ازلیت و دوام کا
منافی نہیں ہے اس لئے کہ اُس کے وجود علمی و عینی
و روحانی پر نظر کرنے سے اُس کی ازلیت اور اس کا دوام
ہونا ثابت ہے اور وجود علمی اور عینی و روحانی پر نظر
کرنے سے زمان و احکام سے وہ مبرہ اور بالاتر ہے۔
اور ابدی اس معنی سے ہے کہ عدم طریان عدم سے
ہے یہ بھی روحانی نظر سے ہے اور ابدیت اُس کی
اُس کے علت تامہ کے جہت سے ہے بخلاف ابدیت
واجب الوجود کے کہ ابدیت واجب الوجود کی ذاتی
ہے اور یہ وجہ کہ انسان اور ہر موجود کلمہ ہے خطبہ
کے شرح میں بیان ہو چکا ہے انسان کو جامع اسلئے
کہتے ہیں کہ اُس نے اپنے اندر تمام حقائق کونیہ و الہیہ
کو اور وجود علمی و روحانی کو جمع کر لیا ہے اور فاصل
اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اُس نے مراتب کے درمیان
فصل کرنا ہے جو کہ موجب کثرت و تعدد کا ہے
اور اس طرح کہنے میں اشارہ بند ہے کہ حضور

Marfat.com

علیہ رای اہل التناسخ۔ والعالم لما کان علیہ
فی الخارج مرکبہ من العناصر المتاخرہ عن
الافلاک ونفوسہا والعقول لما وجب ان توحد
قبلہ لتقدم الجزء علی الکل بالطبع فہو من
العالم کفص الخاتم من الخاتم الذی ہو محل
النقش والعلامۃ اللتی بہا یختم الملک علی
خزائنہ ل یعنی پس کون مذکور کہ انسان
باشد از عالم و نسبت او بسوئے عالم چون
فص خاتم است از خاتم و نسبت وے
بسوئے خاتم چہ فص خاتم محل نقش و
علامت باشد کہ بسبب علامت و محل
وے مہر میکند بادشاہ صاحب مملکت
بر خزانہ خود و انسان ہم چنین است
یعنی چوں با نسان مذکور وجود آن
تمام شد و کمال یافت عالم۔ پس
انسان مذکور و نسبت او بعالم چوں
نگینہ انگشتری و نسبت وے باشد
با انگشتری پس چنانکہ فص خاتم از
خاتم است و باوجود این فص شے است

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ و جنت کے تقسیم
کرنیوالے ہیں۔ تجھے معلوم ہو کہ انسان کی پیدائش نشاۃ
عنصریہ میں سب سے پیچھے ہوئی ہے جبکہ انسان کی
حقیقت تمامی حقائق کی جامع اور تمامی کمالات سے
متصف بنائی گئی۔ تو اُس کے لئے ضروری و لازمی
ہوا کہ اُس کے وجود میں آنے سے پہلے تمامی حقائق خارج
میں موجود ہوں اس لئے کہ وہ اپنے نزول کے وقت تمامی
حقائق سے گذرتی ہوئی اور متصف ہوتی ہوئی جس میں
روحانیات و سماویات و عنصریات شامل ہیں، بنے
نوعی جسمانی شکل و صورت میں ظاہر ہوا اور اُس کے
یہ بھی لازم ہوا کہ وہ حضرت الاسمائیہ پر بھی گذر کرے
ایضاً یہاں تک کہ عارف کامل ہو جاوے اسی وجہ
سے کہا جاتا ہے کہ علم اولیاء اللہ کا ذکری ہے تفکری
نہیں ہے ہمارا یہ کہنا تناسخ کا جائز کرنیوالا نہیں ہے
ایضاً اور چونکہ انسان کی ذات اربعہ عناصر سے مرکب ہے
جو کہ افلاک اور اُن کے نفوس و عقول متاخر اور
پست تر ہیں اس لئے واجب اور ضروری ہوا کہ حقیقت
کے اعتبار سے انسان کا وجود سب سے پہلے پایا جاوے
اس وجہ سے کہ کل جزء پر قدرتاً مقدم ہوتا ہے۔

Marfat.com

برگ ومنقش بہ نقش اسم صاحب
وعلامت او کہ ختم میکند بادشاہان
بدان علامت بر خزینہ خود ہم چنین
انسان اگرچہ از عالم باشد وجزی از جزئیات
وے باوجود این عالم دیگر است وشان
عجیب دارد کہ منقش است بہ نقوش
اسما صاحب خود ومظاہر اسما واز ینجا
دریاب کہ چون ترکیب فص خاتم آخر
عمل صانع است بہ خاتم ہم چنین انسان
آخر ومنتہائے دائرہ وجود عینی عالم است

ق وسماہ خلیفة من اجل ہذا **ل**
لانہ الحافظ بہ کما یحفظ بالختم الخزائن
این تعلیل است مر علیّت علت مذکور
از برائے اینکہ نام کرد انسان را بخلیفہ
یعنی نام کرد حق تعالیٰ انسان مذکور را
بخلیفہ بنا برین کہ انسان ونسبت او
بعالم چوں فص خاتم است ونسبت
وے بخاتم چہ مدرسینیکہ حق تعالیٰ حافظ
عالم است بانسان چنانکہ سلطان حافظ

یعنی وہ کون کہ جس کا ذکر کیا گیا انسان ہے اور
عالم میں ہے اُس کی نسبت عالم کے ساتھ مثل
نسبت نگینہ کے انگوٹھی کے اور انگوٹھی کی نسبت
طرف نگینہ کے ہے کیونکہ نگینہ انگشتری اُس
جگہ اور اُس چیز کی نقش وعلامت ہے کہ ملک
اور خزانہ رکھنے والے بادشاہ اپنے خزانوں
پر اُسی نقش وعلامت سے مہر کرتے ہیں اسی
طرح انسان ہے۔ یعنی جب کہ انسان کے پیدا
ہونے سے اور اُس کے وجود سے وجود عالم
کا پورا ہوگیا کیونکہ انسان آخری پیدائش ہے
اور انسان کے وجود سے عالم نے جمال وکمال
پایا۔ پس انسان کی نسبت عالم کے ساتھ مثل
نگینہ کے انگشتری کے ساتھ ہے جس طرح
انگوٹھی کا نگینہ انگوٹھی سے ہے باوجود اس کے
یہ نگینہ بمقابلہ انگشتری ایک بہت بڑی چیز
ہے کیونکہ اُس نگینہ پر بادشاہ کا نام منقش
ہے اور اُس نقش اور رسم سے بادشاہان مملکت
اپنے اپنے خزانوں پر مہر کرتے ہیں۔ اسی طرح
انسان اگرچہ عالم میں ہے اور اُس کے جزئیات

Marfat.com

خزائن است بہ فص ونقوش وے ونام کرد
انسان را بخلیفہ ثابت است بکتاب خدائے
تعالیٰ چنانکہ گفت انی جاعل فی الارض خلیفہ
وہم چنیں گفتن مرانسان را انسان ثابت
است بقول باری تعالیٰ خلق الانسان علمہ
البیان ان الشیطٰن لانسان عدو مبین ۔
پس چنانچہ فص خاتم کہ محل نقش اسم وعلامت
صاحب خود باشد کہ حفظ میکند خزینہ اورا
نزد غیبت او چون او در حضور خود ۔
ہم چنیں انسان کہ محل نقوش اسمار آلہیہ و
ومظاہر اسمار آلہیہ باشد خلیفہ حق است کہ
حفظ میکند عالم اورا ۔ چہ حق ہمیشہ در
غیب است واز سرادقات عزت وغیبت
دربار گاہ ظہور نیامدہ وبرچہار بالش بروز
تکیہ نزدہ ۔ وعجب این کہ ہرچہ عرصہ ظہور
آمدہ غیراو نیست ۔ وآخر واول نیست و
ظاہر غیر باطن نہ ہوالاول والآخر والظاہر
والباطن غیرنقش غیر در جہاں نگذاشت لاجرم
عین جملہ شد حال خلق با حق تعالیٰ چوں

میں سے ایک جزء ہے باوجود اس کے ایک دوسرا عالم
ہے اور عجیب شان رکھتا ہے اور اپنے مالک یعنی حق
تعالیٰ کے اسمار وصفات سے متصف ومنقش ہے اور
مظاہر اسمار ہے ۔ اس جگہ پر سوچو اور سمجھو کہ انگشتری
بنانیوالے نے نگینہ انگشتری کا انگوٹھی بنانے کے بعد
سب سے پیچھے بنایا ہے اور اُس انگوٹھی بنانے والے کا
نگینہ کا بنانا آخری عمل وفعل ہے اس لئے کہ نگینہ ہی
کے بنانے کے لئے اُس نے انگوٹھی بنایا تھا اسی طرح
انسان تمام چیزوں کے وجود میں آنے کے بعد وجود
میں آیا یعنی آخری ومنتہائے عالم کے وجود عینی کا دائرہ
انسان ہے لانہ الحافظ بہ کما یحفظ الختم الخزائن ۔
علیت مذکور کیلئے تعلیل ہے اسواسطے کہ نام رکھا
انسان کا خلیفہ ۔ یعنی حق تعالیٰ نے انسان مذکور کا
نام خلیفہ رکھا یہ اسواسطے ہے کہ انسان اور نسبت
اُس کی عالم کے ساتھ مثل نگینہ انگشتری ونسبت
اُن کی خاتم کے ساتھ ہے جس طرح سے کہ بادشاہ اپنے
نگینہ ونقوش ومہر سے خزانہ کی حفاظت کرتا ہے اُسی
طرح حق تعالیٰ عالم کی حفاظت ونگہبانی اپنے خلیفہ
یعنی انسان سے کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

Marfat.com

حال کلام لفظی است با کلام نفسی۔ دتوضیح
وتنقیح این مطلب وتحقیق وکشف این
مقصد در بار دیگر نموده خواہد شد بعنایت
اللہ تعالیٰ و در بعضے نسخہ لانہ الحافظ لخلقہ کما
یحفظ الختم الخزائن واقع است بجائے
لانہ الحافظ۔ کما یحفظ بالختم الخزائن۔
یعنی زیرا چہ مدرسینکہ انسان حافظ است
مرخلق او را چنانچہ حفظ میکند ختم ونقص
خزائن را۔ پس اسناد حفظ بسوئے
انسان وختم مجاز عقلی باشد کہ حافظ
حق است وامیر وانسان وختم سبب
حفظ اند وجابر است کہ آن استاد حقیقی
باشد غایت الامر حفظ آن بخلافت
ونیابت باشد نہ باصالت چنانکہ نائب
سلطان حافظ مر شہر را بر سل حقیقت
است بہ مجاز اگرچہ بہ خلافت ونیابت
باشد نہ بہ اصالت **ق** فمادام ختم الملک
علیہا لایجترئ احد علی فتحہا الا باذنہ
ل یعنی پس تا وقتیکہ ختم بادشاہ بر خزائن

کہ تحقیق میں اس پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں اسی طرح
سے انسان کو انسان کہنا یہ بھی اللہ تعالیٰ کے قول سے
ثابت ہے ہم نے انسان کو پیدا کیا اور گویائی کی قوت
دی تحقیق شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے جس طرح
سے کہ نگینہ انگشتری مالک کے نام منقش کرنے کی جگہ ہے
اور وہی مہر جس پر کہ مالک کا نام کندہ اور منقش ہے۔
خزانہ شاہی کی جب کہ مالک اس مقام پر موجود نہیں
ہوتا حفاظت کرتی ہے۔ اسی طرح انسان جو کہ محل
نقوش اسماء الٰہیہ اور مظاہر اسماء الٰہیہ اور خلیفہ حق
ہے عالم کی حفاظت کرتا ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ ہمیشہ
غیب کے پردہ میں ہے اور عزت اور غیبت کے خیمہ
سے ظہور کے بارگاہ میں نہیں آیا ہے اور ظاہر ہونیکی
مسند اور گدی پر تکیہ نہیں لگایا ہے۔ اور تعجب یہ
ہے کہ جو کچھ عرصہ ظہور میں آیا ہوا ہے سوائی اُس کے
دوسرا نہیں ہے۔ اور آخر اول کے علاوہ اور ظاہر
باطن کے علاوہ دوسری نہیں ہے وہی اول وہی آخر
وہی ظاہر وہی باطن ہے۔ اُس کی غیرت نے دونوں
جہان میں غیر کا وجود باقی نہیں رکھا تو اب یعنی تمامی
اسماء اُس کی عین ہیں۔ جو تعلق اور حال کلام لفظی کا

Marfat.com

باشد دیری نمیکند ہیچ یکے از غیر بادشاہ برکشادن آن مگر باذن و بہ اجازت بادشاہ پس ختم و نص او حافظ خزائن او باشد ہم چنیں انسان چنانکہ میشنوی ۔ق فاستخلف فی حفظ العالم فلایزال العالم محفوظاً بادام فیہ ہذا الانسان الکامل ل یعنی پس خلیفہ گرفت حق تعالیٰ انسان کامل را در حفظ عالم پس ہمیشہ خواہد بود عالم محفوظ تا وقتیکہ در عالم انسان کامل باشد کہ نگاہ میدارد عالم را انسان کامل و حقیقت او چہ وصول انوار الٰہی واسعہ نامتناہی عین اللہ بعالم از وجود انسان کامل است و از تصرف و تغلب او در عالم علوی و سفلی ۔ پس تا مادامیکہ انسان کامل کہ فص اسمار الٰہی است در عالم باشد ہیچ خبر از حقائق عالم بر فتح خزائن اللہ جسارت و جرأت ندارد مگر باذن حق و اجازت و چہ انسان کامل اسم اعظم است کہ باسم اعظم پرورش و تربیت کند عالم را ۔ چہ بیرون نمی آید معنی از معانی

کلام نفسی کے ساتھ ہے اُسی طرح سے خلق کا تعلق اور حال حق تعالیٰ کے ساتھ ہے ۔ وضاحت تنقیح و تحقیق اور کشف اس مقصد کا دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کی عنایت و مہربانی سے کیا جائیگا ۔ اور بعضے نسخوں میں لانہ الحافظ بہ کما یحفظ بالختم الخزائن کی جگہ پر لانہ الحافظ لخلیفہ کما یحفظ ختم الخزائن واقع ہے ۔ پس اس لئے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ کے خلق و مخلوق کا انسان محافظ ہے جس طرح کہ مہر و نگینہ خزانوں کی حفاظت کرتا ہے ۔ پس انسان و نگینہ انگشتری و مہر کو محافظ کہنا مجازاً عقلی ہے اسلئے کہ حفاظت کرنیوالا حق تعالیٰ ہے ۔ اور امیر اور انسان و مہر یہ سب حفظ کرنے کے اسباب ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ اسنا د حقیقی ہوں ۔ غایت الامر حفاظت کرنا خزانہ اور عالم کی از راہ نیابت و خلافت کے ہے اصالتاً نہیں ہے جس طرح سے کہ شہر کا نائب شہر کی حفاظت برسبیل حقیقت کرتا ہے مجازاً محافظ نہیں ہے اگرچہ از راہ خلافت و نیابت ہی ہو ۔ یعنی جب تک کہ مہر بادشاہی خزانوں پر لگی رہتی ہے بادشاہ کے علاوہ اور کوئی دوسرا شخص اُس خزانہ کو نکال نہیں سکتا اور نہ اُس

Marfat.com

از شق غیب بر حضرت الظہور مگر باذن و
اجازت اسم اعظم و مختصی نمی شود چیزے از
صفت ظہور در دوایائے باطن و کمون مگر
بر حکم و اشارت او اگرچہ او نعلیہ بشریت
ازین حکم زاہل باشد و غافل. فہو البرزخ
بین البحرین وہو الحاجز بین العالمین ۔
ق الاشارہ اذا زال فک الختم عن خزائنۃ
الدنیا لم یبق فیہا ما اخزنہ الحق فیہا و خرج
منہا ما کان فیہا والتحق بعضہ و انتقل الامر
الی الاشارہ الاخرہ فکان ختما علی خزائنۃ
الاخرۃ ختما ابدیا **ل** یعنی آیا نمی بینی تو اے
طالب حق و تابع شرایع نبوی کہ انسان
کامل وقتیکہ زائل می شود ازین عالم و شکستہ
می بود آن ختم از خزانہ دنیا و انتقال می باید
از دنیا بسوئے آخرت باقی نخواہد ماند در
خزانہ دنیا چیزے کہ مخزون ساختہ است
ان را حق تعالیٰ در آن خزانہ و بیرون خواہد
شد از دنیا چیزے کہ در دنیا باشد از آسمان
و زمین و انچہ در میان ہر دو باشد چہ این

مہر کو توڑ سکتا ہے اگر بادشاہ کسی کو حکم دے تو ایسا
شخص بھی مہر کو کھول کر خزانہ پر تصرف کر سکتا ہے اب
معلوم ہوا کہ بادشاہی مہر اور نگینہ اس کا اس کے خزانوں
کی حفاظت کرنیوالی ہے اسی طرح انسان ہے یعنی
انسان کامل کو حق تعالیٰ نے اپنا خلیفہ بنایا اسی
منصب خلافت سے انسان کامل عالم کی حفاظت
کر رہا ہے اب سمجھو کہ جب تک انسان کامل عالم میں
موجود ہے عالم محفوظ و مامون رہیگا کیونکہ انسان
کامل اپنی حقیقت سے عالم پر نگاہ رکھتا ہے۔ اس سے
واضح ادرسنو کہ انوار الٰہی اور شعاع نامتناہی علی اللہ
کا عالم میں پایا جانا انسان کامل کے وجود سے ہے
اور اس کے تغلب و تصرف میں عالم علوی و سفلی
ہیں۔ پس جب تک کہ انسان کامل کہ جس کے نگینہ
دل پر اللہ تعالیٰ کا نام کندہ ہے اور اسماء الٰہی کا نگینہ
ہے عالم میں موجود ہے حقائق عالم سے کوئی چیز اللہ
تعالیٰ کے خزانوں کو کھولنے کی جرأت و دلیری نہیں
کر سکتی لیکن اللہ تعالیٰ جس کو حکم دے وہ سب کچھ
ہے انسان کامل اسم اعظم ہے اور اسم اعظم ہی کے
ذریعہ و واسطے سے تمام عالم کی پرورش و پرداخت

Marfat.com

ختم حافظ عالم است وسبب حصول فیض
حق کہ مبقی عالم باشد بعالم پس جائیکہ او
نباشد فیض مبقی نماند و چون مبقی نماند
شئے از کجا باقی بماند پس ترا خدشہ این کہ
بانتقال و زوال ختم انتقال و زوال خزائن
نمی شود۔ صلاست و سرسائی نہ بخشد
این جا ہم حیرت است و حیرانی انچہ گفتی
صفت ختم حذف است و تواند بود کہ
بگوئی کہ چون ختم حافظ نماند مختوم سر محفوظ
نماند حریف درین جا کار کنید و لاحق شوند
بعض چیز یکہ در خزانہ دنیا باشد بہ بعض
آن خزہا ئے کہ بیش از فک ختم دنیا رفتہ
و مختفی شدہ اند یا بگوئی کہ بہ بعض آن
خزہائے کہ مخزون سادہ است آن را
در ازل و بر عالم باطن چہ ہر چہ در عالم
ظاہر است در عالم باطن باشد باطل اصل
است و ظاہر ظل أن فاذا انتقل ہذا
لبعض من الدنیا التحق بالبعض الذی ہو
صلہ فی آخرہ۔ و منتقل فی لو دلبسوئے

و تربیت کر رہا ہے کیونکہ جو بھی معانی باطن سے ظاہر
ہوتے ہیں وہ اسم اعظم ہی کی اجازت و حکم سے ظاہر
ہوتے ہیں اور کوئی چیز جو ظاہر سے باطن کے پوشیدگی
کے گوشہ میں پوشیدہ ہوتی ہے تو اُسی کے حکم و اشارہ
سے ہے اگرچہ وہ انسان کامل بشریت کے غلبہ کی
وجہ سے اُس کا ادراک نہ کر سکے۔ اور نہ جانے و نہ
سمجھے۔ پس وہی برزخ ہے درمیان بحرین کے اور
وہی پردہ ہے درمیان عالمین کے۔ یعنی کیا نہیں
دیکھتا تو اے طالب حق اور پابند شریعت نبوی
و مصطفوی کہ انسان کامل کا جس وقت کہ عالم
سے زوال ہو جائیگا اور اُس کے حفاظت کی مہر
جو دنیا کے خزانہ پر لگی ہوئی ہے لوٹ جائیگی اور عالم
ظاہری کے تمام خزانے جو اس میں تھے وہ سب اور
جملہ کاروبار آخرت کی طرف منتقل ہو جاویں گے اور
جن جن چیزوں کو عالم دنیا میں یعنی آسمان و زمین
اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے اللہ تعالیٰ
نے خزانہ کیا تھا کوئی چیز بھی باقی نہ رہے گی کیونکہ
انسان کامل جو کہ خلیفہ حق ہے اُس کے ذریعہ
سے جو بمنزلہ مہر کی ہے اللہ تعالیٰ عالم کی حفاظت

Marfat.com

آخرت و مستقر و متابدی گردد در آخرت پس
می باشد انسان کامل ختم و حافظ بر خزانہ آخرت
ختم ابدی و ازیں جا بشنو انچہ می گویند ان
القرآن الی السماء یوم القیامۃ فان القرآن
خلق الکامل اے الانسان الکامل فلما لم
یبق الکامل لم یبق خلقہ. میگویند کہ شخصے
پرسید از عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کہ چیست
خلق عظیم رسول علیہ السلام کہ در قرآن مذکور
است گفت صدیقہ رضی اللہ عنہ قرآن
باشد . پس رسول را کہ میگویند ربی بست
کا حدکم در باب قرآن و جبرئیل را در باب
علمہ الشدید القوی و کشف این مطلب
در انفاس الخواص نمودہ شد و عرفان
صدیقہ را دیاب و رسول چرا می فرمائند
کلمینی یا حمیرا. و فی الجزء ان اللہ تعالے
العلم با   اع العلماء حتی لم تبق علی
وجہ الارض من یعلم مسئلہ علمیت ومن یقول
اللہ ثم یقوم علیہم الساعۃ وکون الکامل
ختماً علی خزانۃ الاخرۃ دلیل علی ان التجلیات

کرتا ہے اور اُسی کے حفاظت کرنے سے یہ عالم محفوظ
ہے اور اُسی کے ذریعہ و واسطہ سے اللہ تعالی کا فیض
عالم میں پہنچتا ہے اور عالم محفوظ و باقی ہے۔ پس انسان
کامل کے عالم میں نہ رہنے کی صورت میں اللہ تعالی کا
فیض عالم میں نہ پہنچے گا اور اللہ تعالی کا فیض جو عالم
قائم اور محفوظ رکھے ہوئے تھا نہ رہے گا تو یقیناً عالم
بھی نہ رہے گا پس تم کو اس امر کا اندیشہ و خدشہ کہ
مہر کے زائل اور منتقل ہونے سے خزانہ کا انتقال
و زوال نہیں ہوتا۔ گمراہی و پریشانی نہ بخشے تم ہرگز ہرگز
حیران و پریشان نہ ہو اس مقام پر تمام و کمال حیرت
و حیرانی ہے۔ جو کچھ تم نے کہا اور دیکھا اور سنا اُس مہر
کی جو مثل ٹھیکری کے ہے یہ سب اُس کے اوصاف
ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم کو جب مہر ہی جو کہ
محافظت کرتی ہے نہ رہی تو مہر کرنیوالا کیسے محفوظ
رہ سکتا ہے خبردار ہوشیار رہو حریف اس جگہ کام
کریں گے اور تمہارے قدم کو ڈگمگا دیں گے۔
پس بعض چیزیں جو کہ دنیا کے خزانہ میں ہیں اُن
بعض چیزوں سے جو مہر کے زائل ہونے سے پیشتر
دنیا سے چلی گئی ہیں اور پوشیدہ ہو گئی ہیں مل جاوینگی

Marfat.com

الالہیۃ اہلیا بواسطہ الکامل کما فی الدنیا
والمعانی المفصلۃ اہلیا متفرعنۃ ومقام
جمعہ ابداً کما تفرع منہ ازلاً ق نظر جمیع
ما فی الصور الالہیۃ من الاسماء فی ہذہ النشاءۃ
الانسانیۃ فحازت رتبۃ الاحاطۃ والجمع
بہذا الوجود وبہ قامت الحجۃ للہ تعالیٰ علی
الملائکۃ ل یعنی پس ظاہر شد جمیع چیزیکہ
در صور الہیہ بودند از اسماء و صفات او در
نشاء انسانی پس گرد کرد نشاء انسانی مرتبہ
احاطہ و جمع راکہ جامع حقائق کونیہ و الہیہ
و جمیع صور موجودہ باشد بوجود عینی چوں
حق تعالیٰ الا انہ بکل شئی محیط قد احاطہ بکل شئی
علما واحصی کل شئی عددا۔ در گرفتہ است
بجسم خود مرتبہ اجسام را و بروح و باطن خود
رتبہ ارواح و عقول را و بدایں احاطہ وجمع
گفت باری تعالیٰ وعلم آدم الاسماء کلہا تا
شد حجت و برہان خدائے تعالیٰ بر ملائکہ
مبارحت کردند در باب انسان و گفتند در
حق او اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء

یا یوں کہو کہ بعض وہ چیزیں کہ جس کو حق تعالیٰ نے
ازل سے عالم باطن میں خزانہ کیا تھا اُس سے جا ملیں گی
کیونکہ جو کچھ عالم ظاہر میں ہے وہ عالم باطن میں ہے
باطن اصل ہے اور عالم اُس کا ظل ہے پس جس وقت
کہ بعض چیزیں دنیا کی انتقال کرتی ہیں تو اُن بعض
چیزوں سے جو کہ اصل میں آخرت میں متحقق ہو جاتی
ہیں اور کل کاروبار آخرت کی طرف منتقل اور ابد میں
مستقر ہو جاتا ہے پس اُس وقت یہ انسان کامل
ابد اور آخرت کے خزانہ پر مہر ابدی اور حفاظت کرنیوالا
ہوتا ہے۔ اب اس مقام پر جو کچھ کہ خدا و رسول نے
فرمایا ہے اُس کو سنو تحقیق قیامت کے دن قرآن
آسمان پر اُٹھ جائے گا اور قرآن خلق کامل ہے یعنی
انسان کامل ہے۔ پس جس وقت کہ انسان کامل نہ
رہے گا اُس کی مخلوق بھی نہ رہے گی کہتے ہیں کہ ایک
شخص نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
سے دریافت کیا کہ خلق عظیم رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم کا کیا ہے جو کہ قرآن میں مذکور ہے حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ قرآن ہے پس
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کون کہتا ہے کہ تحقیق

Marfat.com

دکن وسیع عمدک و   لک فانہ احاطہ
لما لم یحیطو نہ وصورت نزد ارباب درآیت
اطلاق می باید بر ہر چیزے کہ در عرصہ وجود
آمدہ است چہ عالم تمامہ صورت حضرت
الالہیہ است از روئے تفصیل و انسان
صورت اوست از روئے جمع چنانکہ گفت
نبی علیہ السلام ان اللہ خلق آدم علی صورتہ
پس مراد از ملائکہ دریں قول بعضے ملائکہ
ابد تا ال ق فیحفظ فقد وعطک اللہ
لعرک فنظر من این اُتی علی من اُتی غلبہ
ل قول شیخ قدس سرہ تحفظ صیغہ امر است
مر مذکر حاضر را از باب تفعل و تحفظ
بمعنی تحفظ و عدم غفلت است و اُتی
در ہر دو محل صیغہ ماضی است مبنی مر
مفعول را و کلمہ علی یا مجرور در ہر دو مقام
بمقام فاعل است یعنی پس بیدار و
بند پذیر ہوا سے مرد دانا چہ بتحقیق بند
دادہ است ترا خدا تعالیٰ بہ غیر تو کہ ملائکہ
باشند پس نظر بکن کہ از کجا آمدہ شد بر کسے

کوئی بھی مثل میرے نہیں ہے میں رات بسر کرتا ہوں اپنے
رب کے پاس وہی مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔ قرآن جبرئیل
اور علم الشدید القوی کو سمجھو اور حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عرفان کے بلند پائیگی کو سمجھو اور
خوب اچھی طرح سمجھو اور اس کو بھی سمجھو کہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کیوں اور کس لئے فرماتے ہیں کہ اے
حمیرا مجھ سے بات چیت کرو حالانکہ ایک زمانہ حضور
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سننے کا مشتاق تھا۔
حمیرا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لقب
وخطاب ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ علم نکال لے گا اس
طرح سے کہ علما کے سینوں سے علم کھینچ لیا جائیگا یہاں
تک اس زمین پر کوئی عالم باقی نہ رہیگا جو کہ اس مسئلہ کا
جاننے والا نہ ہو۔ جب اللہ نے کہا تو اُس پر قیامت قائم
ہو جاتی ہے اور ہونا انسان کامل کا مہر اور پر خزانہ آخرت
کے دلیل ہے کہ وہ تجلیات الٰہی کا اہل ہوتا ہے بذریعہ
اُسی کامل کے جیسا کہ اس دنیا میں کامل کا باطن تجلیات
الٰہی کا اہل ہوتا ہے کامل انسان کا مرتبہ مقام جمع سے
ہمیشہ ہمیشہ برتر ہوتا ہے جیسا کہ ازل میں برتر ہوتا ہے
پس وہ تمام چیزیں جو کہ صور الٰہیہ میں اسماء وصفات

Marfat.com

که آمده شد بر وے یعنی پند پذیر بود محفوظ باش
از قدم نزاع را با حق تعالیٰ در میان میار مثل
ملائکہ و ابلیس و بعضے از مردم کلام ملائکہ را
حمل بر استفسار کردہ اند ولیکن قول باریتعالیٰ
انی اعلم مالا تعلمون در رد ملائکہ و در برابر
قول ایشاں ملائم نباشد چنانکہ در بعضے مصنفات
ایں ذکر کردہ است و بر تقدیر داتا
مس علم و کریم و حکیم از روے اسرار
زبان را حرکت ندہد و سکون را از
دست خود بگذارد در حضرت کریم تمنا چہ
حاجت است چنانکہ این مطلب در نفس
الی از انفاس الخواص شرح یافتہ است ۔
اگر وظیفہ تو ارشاد و تلقین خواہد بود بوجہ
وجود او خواہد نمود ۔

وظیفہ تقاضا چہ حاجت است
پس از مقام گفتگو برخیز نہ از جہت اسرار
چنانکہ ملائکہ و نہ از روے عناد چنانکہ ابلیس
چہ وعظ کردہ است ترا باری تعالیٰ بقصہ
غیر تو کہ ملائکہ و ابلیس باشد پس مر سالک را

سے نہیں وہ نشاۃ انسانی میں ظاہر ہوئیں اور نشاۃ انسانی
نے اپنے وجود عینی سے احاطہ و جمع کے مرتبہ کو جو کہ جامع
حقائق کونیہ و الہیہ و جمیع صور موجودہ ہے اپنے اندر
لے لیا اور احاطہ کر لیا مثل حق تعالیٰ ۔ تحقیق وہ ہر شے
کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور اپنے علم سے بھی وہ ہر شے
کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور وہ ہر شے کی گنتی جانتا ہے ۔
اور نشاۃ انسانی نے اپنے جسم سے صورت عالم کے
اجسام کے مرتبوں کو اور اپنے روح و باطن سے عقول
اور ارواح کے تمامی مراتب کو جمع و احاطہ کیا اور
لے لیا اور اسی احاطہ و جمع کے رتبہ سے اللہ تعالیٰ نے
فرشتوں سے فرمایا اور ہم نے آدم کو اپنے تمامی اسماء کا علم
تفویض کر دیا اور اسی احاطہ و جمع کے مرتبہ سے اللہ تعالیٰ
کی حجت ملائکہ پر قائم ہوئی ۔ ملائکہ اور فرشتے انسان کے
پیدائش اور منصب خلافت کے سلسلہ میں حق تعالیٰ
سے نزاع اور مخالفت کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ
اے قادر مختار تو ایسے کو خلیفہ بنا رہا ہے کہ وہ زمین پر
فساد و خون ریزی کریں گے اور ہم سب تیرے حمد اور
تسبیح کیلئے کافی ہیں بس تحقیق احاطہ کر لیا جو لائق احاطہ
کے تھا اور ارباب درایت کے نزدیک صورت کا اطلاق

Marfat.com

بائد کہ در حضرت الحق و خلفا و عرفا او بہ
زانوے ادب بہ نشیند و خود را درمیان
نہ بیند و بقدر وصلاح و کمال خود سود و کمال
غیر خود را منتظر نظر خود دارد و دیدہ باش نہ
طاؤس چنانکہ گفت۔ تعلم من العینین ان
کنت عاقلاً شہود جمال الغیر تواصل
ولا تکو کالطاؤس یعشق نفسہ فیبقی ملاماً
عن کل الکوامل و در بعضے نسخہ فتحفظ بما
تدوعظک اللہ بغیرک واقع است۔
یعنی پس پند پذیر شد بچیزی کہ وعظ گفتہ است
ترا حق تعالیٰ قصہ ملائکہ باشد چنانکہ گفت
لغیرک۔ یعنی بجائیکہ آن چیز متعلق باشد
بغیر تو و در بعضے نسخہ متحفظ بما فقد و
وعظک اللہ بغیرک واقع است۔
یعنی پس پند پذیر شد بقصہ ملائکہ پس نظر
بکن کہ از کجا آمد ندامت و ملامت برکسے کہ
آمد یعنی از اوست کہ بر اوست چنانکہ مثنوی
ق فان الملائکۃ لم تقف مع نعطیہ اشارۃ
ہذہ الخلیفۃ ل یعنی بدرستیکہ ملائکہ کہ منازع

ہر اس چیز پر جو کہ موجود ہے کیا جاتا ہے کیونکہ عالم تمامہ
از روئے تفصیل حضرت الٰہیہ کی صورت ہے اور انسان
از روئے جمع حق تعالیٰ کی صورت ہے جیساکہ حضور
پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ
نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اس قول میں ملائکہ سے
بعضے ملائکہ مراد ہیں۔ سوچو۔ قول شیخ قدس سرہ جو کہ یحفظ
ہے باب تفعیل سے امر کا صیغہ ہے جو کہ مذکر غائب کیلئے
ہے اور یحفظ بمعنی عدم غفلت اور رائی دونوں جگہوں
میں ماضی کا صیغہ ہے جو مفعول کیلئے مبنی ہے اور کلمہ
علی با مجرور کے ساتھ دونوں مقاموں میں قائم مقام
فاعل ہے۔ یعنی اے مرد بیدار ہو اور نصیحت قبول
کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے غیر سے تم کو نصیحت
کیا ہے جو کہ ملائک ہیں پس اس امر میں نظر کرو اور دیکھو
کہ ملائکوں پر جو یہ عتاب آیا تو کہاں سے آیا یعنی حق کی
نصیحت کو قبول کرو اور محفوظ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے
منازعت نہ کرو اور قدم منازعت مثل ملائکہ اور ابلیس
درمیان میں نہ لاؤ۔ بعض لوگوں نے ملائکہ کے کلام کو
استفسار پر محمول کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا ملائکہ کے
قول کے رد میں یہ کہنا کہ تحقیق جو میں جانتا ہوں تم اس کو

Marfat.com

بودہ اند با حق تعالیٰ در شان خلیفہ ثابت
نماندند و قناعت نمودند بچیزیکہ مید ہد و
نمی بخشد آزا نشار و مرتبہ این خلیفہ چہ
موہب نشارۃ خلیفہ کہ مظہر اللہ است و
جامع جمیع اسمار و صفات باشد این است
کہ ملائکہ جز بہ تحلیل و تسبیح بہ بعض اسمار متصف
نشوند و خبر بہ کمالات عبادات و طاعات
و عدم تخلف در اوامر و نواہی موصوف
نگردد و طلب چیزیکہ اینہا شائستہ آن
نباشد نکنند چہ اگر ملائکہ شائستہ خلافت
می بودند باین نعمت مشرف می شدند وانا
لموفوہم نصیبہم غیر منقوص چہ خلیفہ کسے باشد
کہ بصفات مستخلف متصف باشد ازین
جاست کہ مرشد عارف خلیفہ نگیرد مگر آن
راکہ چوں او باشد و خلف بفتح لام بخوانند
مگر آں راکہ بصفات پدر موصوف باشد
کہ خلف مذکور از خلافت است بخلاف
خلف بکون لام کہ از خلاف است و از
خلافت تا بخلاف فرق بسیار است واز

نہیں جانتے ملائکہ کے کلام کو استفسار کے معنی پر
محمول نہیں کرتا ہے جیسا کہ بعضے تصانیف میں
اس کا خلاصہ کیا گیا ہے۔ اور اگر یہ مان بھی لیا
جاوے کہ ملائکہ کا یہ قول استفسار ہی پر مبنی ہے
تو ایسی صورت میں بھی عقلمند کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ
سے کوئی امر دریافت نہ کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ
خود بھی دانا و بینا و عالم و رحم و حکیم ہے۔ حضرت
کریم کے دربار میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے
شرح و انبساط کے ساتھ نقش ازلی میں ذکر کیا
گیا ہے۔ اگر تمہاری استعداد ارشاد و تلقین کی
مقتضی ہے تو بغیر زبان سے کہے ہوئے وہ ہو کے رہیگا
جو روزینہ تم کو ملتا ہے وہ جانتا ہے تقاضا کی حاجت
نہیں ہے پس نہ از روے سرکشی و نہ از روئے دریافت
زبان کو کھولنا نہ چاہیئے اور نہ از روئے عناد جس
طرح سے ملائکہ و ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے نزاع کی
ہے تم پر لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے
حکایت و قصہ میں جو کہ تمہارے غیر ہیں ہم کو نصیحت
کیا ہے پس تم کو چاہیئے کہ تم اس نصیحت کو قبول کرو۔
پس سالک کیلئے بہتر و مناسب ہے کہ خدا اور اُس کے

Marfat.com

ملک تا بہ انسان بعد بیشمار بَنَہ لوجعلناہ
ملکا لجعلناہ رجلاً راعروہٗ دست خود
دارد وکریمہ ما قدرُ اللہ حق قدرہ اذ قالوا
انزل اللہ علیٰ بشر من شے را زاد خود بسازد
بدانکہ دریں کلام اشارۃ است کہ کمالات
ملائکہ بلائکہ از دست انسان است اگرچہ
بہ نیابت باشد اگر قدم انسان درمیان نہ
بودے مسبح و مُسَبح رونمودے پس چرا
نگوید حق تعالیٰ ان اللہ و ملائکتہ یصلون
علی النبی وچوں ماہمہ ذریات خلیفہ ایم
گفت یا ایہا الذین آمنو صلو علیہ وسلمو
تسلیما وچون کافر در بردہ جلال مستور است
و نظر بر جمال خلیفہ ندارد و مامور شد بدین
قدمت و منسوب نہ گشت باین متصف
ازیں جاست کہ خاص کرد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مومن را وگفت انا من اللہ
والمومنون منی وگرنہ تمامی اشیا راز رسول
اند ہیچ کس بکمال نمی رسد ایمان باشد
یا کفر گر بوساطت قدم رسول علیہ السلام

خلفا اور عرفا کے دربار میں ادب سے خاموش بیٹھا
رہے اپنے کو درمیان میں نہ دیکھے اُن کے بڑائی وکمال کو
اپنے سامنے رکھے اپنی اچھائی وکمال کے بنانے میں
مصروف ودرپے رہے جیسا کہ کسی کہنے والے نے کہا
ہے کہ آنکھ ہو جا اور طاؤس نہ بن۔ سیکھو آنکھوں سے
اگر عقلمند ہو۔ آپس میں ملنے کے وقت دوسرے کو
چہرہ کو سامنے رکھو۔ اور مت دیکھو مثل طاؤس کے جوکہ
اپنی ذات پر عاشق ہے ورنہ کل کاملین تمہاری ملامت
کریں گے۔ اور بعضے نسخوں میں فتحفظ بما قد عطک
اللہ بغیرک واقع ہے پس اس نصیحت کو قبول کر جس کو
اللہ تعالیٰ نے تمہارے غیر سے ملائکہ کے قصہ میں نصیحت
کی ہے اسی حالت میں کہ وہ نصیحت تمہارے غیر سے
جو کہ ملائکہ میں تعلق رکھتی ہے یعنی ایسی حالت میں کہ
وہ خبر یعنی نصیحت تمہارے غیر سے تعلق رکھتی ہے
جو کہ ملائکہ میں۔ اور بعضے نسخہ میں متحفظ بما فقد و
عطک اللہ لغیر واقع ہے۔ پس ملائکہ کے قصہ میں
جو اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی ہے اُس کو قبول کرو
اور دیکھو اور سمجھو کہ جو کچھ کہ ملامت وندامت اُن پر
آئی وہ اُنھیں کے پیدا کیے ہوئے افعال سے آئی

Marfat.com

اگر او ملحوظ نمی بود چیز سازگوئے عدم سر بر
نمی آورد بلکہ قدم بر حضرت الامکان نمی
نہاد پس جمیع موجودات مشرف نمی شدند
بکمالات مگر از مرتبہ انسان کامل و حاصل
نمی شود مدد و امداد در ہر چیز ہر زمان مگر
از جناب آن و نمی بخشد ہر اسمے از اسمار
الہیہ بہ مظہر خود آنچہ می بخشد مگر باستمداد
حضرت اللہ کہ این کامل مظہر اوست و
چنیں چیز ہا شرح و بسط تشفی نمی بخشد
و اساطمی آرد این حکم و حکمت بکشف
و وجد این تعلق دارد آرے بہ فرید
صادق ایمان درست گردد اما طمانیت
بے کشف و شہود روئے نہ نماید چنانکہ
گفت خلیل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب
ارنی کیف تحی الموتی قال الم تومن قال
بلی ولکن لیطمئن قلبی ایمان دیگر است
و اطمینان دیگر۔ و ننزل قرآن ما ہو شفاءٌ
رحمت اللمومنین و لا یزید الظالمین
الا خسارا ق و لا وقفت مع

یعنی پس سمجھو کہ اللہ تعالیٰ سے جو فرشتے انسان کے خلیفہ بنانے
اور پیدائش کے سلسلہ میں منازعت کر رہے تھے خلیفہ کی
شان کو اُن سبھوں نے نہ سمجھا اور نہ جانا۔ اور خلیفہ کے
مرتبہ و اشارۃ سے اُن کو جو چیز حاصل ہوتی تھی اُس کو
جاننے اور حاصل کرنے کی کوشش اُن سبھوں نے نہ کی
اور خلیفہ کے اشارۃ کو جو کہ مظہر اللہ اور جامع جمیع اسمار
وصفات ہے اُس کے سمجھنے میں بھی وہ تیرے کورے
اور ا رہے اُس کے نہ جاننے و سمجھنے کا سبب یہ ہے
کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بعض اسمار سے تسبیح اور تقدیس
کرتے تھے اور سوائے کمالات طاعات و عبادات
و عدم تخلف اوامر و نواہی دوسری صفات سے متصف
و موصوف نہ تھے اور جس چیز کے وہ لائق نہ تھے اور
وہ اُس کو اللہ تعالیٰ سے طلب کرتے تھے۔ اور اگر
وہ خلافت کے لائق ہوتے تو حق تعالیٰ اُن کو ضرور خلیفہ
بنا تاہم اُن کا حصہ جو اُن کو ملتا ہے بغیر کسی کمی کے پورا
پورا دیں گے کیونکہ خلیفہ کی شان یہ وہ مستخلف کے جملہ
صفات سے متصف ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مرشد کامل و
عارف جو مرید کہ اُسکی طرح ہوتا ہے اُسکو خلیفہ بنا لیے
جو فرزند کہ باپ کی صفات سے متصف ہو اُس کو خلف

Marfat.com

حضرت الحق من العبادات الذاتیہ
ل یعنی قناعت و توقف نکردند ملائکہ ال
نزاع بچیزیکہ تقاضا و طلب میکند حضرت
الحق از ایشاں کہ عبادت ذاتیہ باشد کہ
وذات ملائکہ تقاضائے عبادت وطاعت
میکند نہ خلافت و مظہریت اسم جامع کہ
ازیں ہا آں متصور نیست وگرنہ چرا می
فرماید لو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلاً چہ
رجل مطین است بطین معرفت ومحبت
وسراو متوج باشد بہ تاج انک لعلی خلق
عظیم وخلق عظیم قرآن است وقرآن جامع
جمیع کلم است وموجودات اندہاں بیدار
باش کہ لحر وحذان کار نمیکند ساکت باش
تعریض وتعرض گردد تو نہ گردد لا تحرک
بلسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ
ثم ان علینا بیانہ ودر ہر آں بیانے می
رود ودر ہر زماں مربیان را شانے
دیگر است ٭ فہم سخن گر بکند مستمع :.
قوت طبع از متکلم مجو۔ پس وذات ملائکہ

کہتے ہیں اس لئے کہ خلف خلافت سے ہے بخلاف خلف
الکون لام کہ وہ خلاف سے ہے خلافت اور خلاف میں
بہت بڑا فرق ہے اسی طرح فرشتے اور انسان میں بہت
بڑی دوری ہے اگر فرشتہ کو بناتا رسول تو اس کو بھی
آدمی بناتے کے رسی کو اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوط
پکڑو اور اس کریمہ نہیں قدر کیا اللہ کی جیسا کہ قدر کرنے کا
حق ہے جبکہ اُن لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بشر پہ
کوئی چیز نازل نہیں کی تو اپنا زاد راہ بناؤ۔ جانو کہ
اس کلام میں اشارہ ہے کہ ملائکہ کے کمالات ملائکہ میں
انسان کے ہاتھ سے ہے اگر نیابت ہی کے ذریعہ سے
ہے اگر انسان کا قدم درمیان میں نہ ہوتا تو تسبیح کرنیوالے
اور جس کی تسبیح کی جاتی ہے ظاہر نہ ہوتے یہی وجہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے
نبی پر درود بھیجتے ہیں اور ہم سب جبکہ خلیفہ کے ذریات
ہیں تو ہم سب کے لئے بھی حکم ہوا کہ تم لوگ بھی نبی پر درود
بھیجو یعنی اے ایمان والو تم سب بھی نبی پر درود وسلام
بھیجو۔ چونکہ کافر اللہ تعالیٰ کے جلال کے پردہ میں پوشیدہ
ہے اور خلیفہ کا جمال بھی۔ اُس کے نظروں میں نہیں ہے
صلواۃ بھیجنے کی صفت سے موصوف ومتصف نہیں

Marfat.com

از ملائکہ تقاضائے عبادت میکشد بحسب
اسماء حق کہ مظاہر ان اسما باشد یا بگوئی کہ
عبادت ذاتیہ بمعنی مقتضائے ذات حق
شد چہ ذات حق تعالیٰ در ایشان جز عبادت
و طاعت و بہر چہ مامور شدند طلب نکند
و ایشان را تکلیف خلافت و معرفت انسانی
ندہد۔ لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ و
تقاضا کردن ذات حق تعالیٰ را مر ہر چیزے
را از ہر چیزے متفرع است بر تقاضا
کردن ذات آن مر آن چیز را و گرنہ ظلم
لازم آمد و ما ظلمہم اللہ ولکن کانوا انفسہم
یظلمون۔ ق فانہ مایعرف احد من الحق
الا ما بالدیہ ذات ولیس للملائکۃ جمعیۃ الآدم
ل این قول تعلیل حکم سابق است کہ
تقاضا کردن حضرت الحق باشد مر عبادت
ذاتیہ را از ملائکہ۔ یعنی چہ مدسنیکہ ہیچ کس
نمی شناسد از حق تعالیٰ مگر چیزے کہ عطا
و بخشش میکند آن را ذات آن کس و
حال آنکہ نیست مر ملائکہ را جمعیت آدم

ہوا ہے اسی وجہ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
مومنین کو خاص کر دیا اور فرمایا کہ میں اللہ سے ہوں
اور مومن مجھ سے ہیں یوں تو تمامی اشیا رسول سے ہیں
کوئی تخصیص خواہ وہ ایماندار ہو یا کافر اپنے اپنے کمالات
تک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے
ذریعہ سے پہنچتے ہیں۔ اگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم کی ذات حق تعالیٰ کو ملحوظ و منظور نہ ہوتی کوئی
سے عدم سے وجود میں نہ آتی اور حضرت الامکان
پر قدم نہ رکھتی۔ بس تمامی موجودات اپنے اپنے کمالات
سے انسان کامل ہی کے مرتبہ سے مشرف ہوتے ہیں
اور تمامی امداد و مدد ہر شئے کو ہر آن و ہر زمان انھیں
کے جناب سے حاصل ہوتی ہے اور ہر اسم اشارا آئینہ
اپنے ظہور سے جو کچھ کہ ظاہر کرتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ
کی مدد سے کہ یہ کامل اللہ تعالیٰ کا مظہر ہے۔ ایسی
چیزیں شرح و بسط سے خوشی پہنچاتی ہیں اور تشفی
بخش نہیں ہوتی ہیں۔ علم و حکمت کشف و وجدانی
سے تعلق رکھتی ہیں۔ بس مرید صادق کا ان باتوں سے
ایمان درست ہوتا ہے لیکن اطمینان بغیر کشف و شہود
کے حاصل نہیں ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ

Marfat.com

که جامع جمیع اسمار الٰہیہ باشد یعنی ذات ملائکہ نداده شده اند مگر معرفت به بعض اسمار حق تعالیٰ را که مظاہر آں بعض باشند پس بحسب این بعض و معرفت آن عبادت و طاعت میکنند و آن اسمار که ملائکه مظاہر آن اسما باشد اسمار ہی اند بخلاف آدم که مظہر جمیع اسمار الٰہی است و اسمار کونی و اسمار ملکوتی و عارف بجمیع اسمار او و علم آدم الاسمار کلها پس عبادت و طاعت میکند حق تعالیٰ را بجمیع اسمار بحسب معرفت خود - بدانکه اسم تواب و غفور و منتقم بے وجود انسان حیران و سراسیمه بودند چوں انسان پیدا شد و بظاہر و بباطن جامع اسمار الٰہی گشت حزن و کاتبه از اسمار مذکوره ناپیدا گشت پس ملائکه معصیت انسان در نظر داشتند و باسمار مذکوره نه پرداختند پس بدانکه ذوات حیوانات عجم از حیوانات مذکوره عبادت و طاعت ناموسی طلب نکردند بنا برین ذات حق تعالیٰ از آنها

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پروردگار دکھلاو کس طرح تو مردہ کو زندہ کرتا ہے کہا کیا ایمان تم کو نہیں ہے کہا ہاں ہے لیکن قلب میرا مطمئن نہیں ہے ایمان دوسری چیز ہے اور اطمینان دوسری چیز ہے - اور نہیں نازل کیا ہم نے قرآن کو مگر اُس میں شفا ہے واسطے مومنین کے اور نہیں بڑھاتا ظالموں کیلئے لیکن خسارا - یعنی نزاع کرنے والے فرشتوں نے توقف و قناعت نہ کیا اور نہ سمجھا اور اُن کے خیال میں نہ آیا کہ اللہ تعالیٰ اُن کے ذوات کے استعدادات کے موافق و مطابق اُن سے عبادات و طاعات کا طالب ہے اس لئے کہ فرشتوں کی استعداد و ذات طاعت و عبادت کے سوا دوسری چیز کے لئے موزوں نہیں ہے۔ خلافت اور اسم جامع کی مظہریت اُن کی ذات و استعداد سے ممکن نہیں ہے - اور اگر ممکن ہوتی تو اللہ تعالیٰ کیوں اس طرح فرماتا اور اگر ہم فرشتہ کو رسول بناتے تو اُس کو بھی آدمی بناتے اب سنو اور سمجھو کہ انسان محبت اور معرفت کے مٹی سے گوندھا ہوا ہے - اور اُس کے سر پر خلق عظیم کا تاج رکھا ہوا ہے خلق عظیم قرآن ہے اور قرآن تمامی کلمات کا جامع ہے - اور

Marfat.com

طالب عبادت وطاعت مذکور نہ شد
بخلاف ذات انسان وابوبکر وابولہب دریں
طلب برابر بودند لاجرم حق تعالیٰ از ہر دو عبادات
وطاعت ناموسی طلب نمود وایں طلب
نظر باستعداد جزئی ابوبکر طلب اقبال وقبول
کرد وابولہب طلب ادبار ورد لاجرم اول
مقبل شد ومقبول وثانی مدبر شد ومردود
وانا لموفوہم نصیبہم غیر منقوص واین حکم
چوں حکم اہل کلام است کہ استطاعت
فعلی دیگر وطاعت کو سی شامل ہر صالح
وطالح است وہر نفس نفیس وخسیس
ونظر جود وکرم برروئے استعداد جزئی
است لاجرم گفت بابوبکر کن مومنا صدیقا
نفساً ۔ وبابی لہب گفت کن کافر
مردوداً ملعونا شقیاً از اراہ اللہ شئی ان
یقول لہ کن فیکون ۔ فکان الاول مومنا
کاملا والثانی کافرا غافلاً ۔ پس چوں دید کہ
از امر ناموسی کار بکشائد گفت حق تعالیٰ
ماعلیک الا البلاغ وسواءٌ علیہم انذرتہم

کلمات وکلم موجودات ہیں۔ سبحان اللہ ہاں ہوشیار ہو جاؤ
اس کا سمجھنا سوائے وجدان کے دوسرے کا کام نہیں
ہے خاموش ہو جا تعریف اور تعرض تمہارے گردنہ آنے
پائے حرکت دو اپنی زبان کو جلدی جلدی ہم پر ہے اُسکا
بیان کرنا اور جمع کرنا قرآن کا اور ہمارے ذمہ ہے اُسکا
بیان کرنا اور شرح کرنا اور ہر آن ایک بیان ہوتا ہے
اور ہر زبان اُس بیان کیلئے دوسری شان ہے جو بات
کہ کہنے والا کہہ رہا ہے اور اُس کو سننے والے نہیں سمجھ رہے
ہیں تو متکلم کی یعنی کہنے والے میں سمجھانے کی قوت مت
تلاش کرو۔ پس فرشتوں کے ذوات فرشتوں سے جو کہ
بعض اسماء کے مظاہر ہیں اُنھیں اسماء کے
مطابق اُن کی ذوات طاعت کی طالب ہے کیونکہ اللہ
تعالیٰ اُن کے ذات سے سوائے عبادت اور طاعت
کہ جس کے لئے وہ مامور ہیں دوسری چیز کو طلب نہیں
کیا ہے اور خلافت اور معرفت کی تکلیف جو کہ انسان
کو دی گئی ہے اُن کو نہیں دی گئی نہیں تکلیف دیتا کسی
نفس کو اللہ لیکن جیسی اُس کی استعداد ہوتی ہے
اور تقاضا کرنا ذات حق تعالیٰ کا ہر شے سے جیسا کہ
اُسکی استعداد ہے ۔ برتر ہے تقاضا کرنے پر اُس کی

Marfat.com

ام لم تنذرہم لایومنون ختم اللّٰہ علی قلوبہم الآیۃ
وافاضہ ہر فیض از عفو وانتقام قبول و رد
وغیرہ آں مبنی است بر استعداد جزئی ازین جا
گفت استغفرت لہم ام لم تستغفر لہم لن یغفر اللّٰہ
لہم ولئن استغفرت لہم سبعین

پس ہر چیز محکوم و تابع امر تکوینی باشد نامر
ناموسی و عجب اینکہ امر تکوینی محکوم و تابع
ہر چیز است فکل مطیع و کل مطاع و اگر
کلمہ مع را در لم تقف مع ما یقتضیہ بمعنی علی
بگوئی چہ طریق استعارت در کلام عرب
طریق واسع است و جاری پس لم تقف
ولا وقفت ارد قوف بمعنی اطلاع باشد
یعنی مطلع نشدند ملائکہ ہر چیزے کہ میدہد
آن را نشارہ و مرتبہ خلیفہ کہ شرافت و خلافت
باشد و واقف نشدند ہر چیزیکہ تقاضا و
و طلب میکند از خلیفہ حضرت الحق تعالیٰ
کہ عبادت د سہ باشد۔ یعنی ذات حق را
در ہر اسم پرستش میکند بخلاف ملائکہ
کہ عبادت باسمے باشد نہ باسمے۔

ذات اُس چیز سے نہیں تو ظلم لازم آویگا جیسا کہ آئہ کریمہ
ہے اور نہیں ظلم کرتا اللّٰہ لیکن ہوتے ہیں اُن کے نفس ظلم
کرنے والے۔ یہ قول پہلے قول کا تعلیل ہے کہ حضرت الٰہی
عبادت ذاتیہ فرشتوں سے تقاضا کرتا ہے یہ امر اس
طرح پر ہے کہ جس کی جیسی استعداد ہے وہ اُسی استعداد
پر خلق ہے اُس کی ذات و استعداد جو کچھ کہ اُس کو علم
دیتی ہے اُسی کے مطابق وہ اللّٰہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے
اور یہ بھی سمجھ لو کہ حضرت آدم علیہ السلام کی جیسی جمعیت
ہے اُس طرح فرشتوں کی نہیں ہے کیونکہ آدم علیہ السلام
اللّٰہ تعالیٰ کے تمامی اسمار وصفات الٰہیہ کے جامع ہیں
اور ملائکہ بعض اسمار کے مظاہر ہیں اور انھیں اسمار کی
جن پر وہ ہیں اُن کو معرفت حاصل ہے اور اُنھیں
اسمار کے معرفت سے وہ حق تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس
و طاعت و عبادت کرتے ہیں اور وہ اسمار جن کے فرشتے
مظاہر میں اسمار سری ہیں۔ بخلاف انسان کہ وہ
تمامی اسمار آلٰہیہ کا اور اسمار کونی و تکوینی کا مظہر ہے
اور تمامی اسمار الٰہی کا جاننے والا اور پہچاننے والا ہے
بموجب آیہ کریمہ ہم نے آدم کو اپنے کل اسمار تفویض
کردئے۔ پس انسان اپنے معرفت سے حق تعالیٰ

Marfat.com

واین را عبادت ذاتیہ بجا اند پس انسان
مظہر ذات اند و مستحق خلافت گشت نہ ملائکہ
کہ مظاہر اسمار خاص اند پس سزاوار خلافت
نشدند۔ پس منازعت ملائکہ از حجب بود
و غفلت۔ برین تقدیر قول شیخ قدس سرہٗ
کہ فانہ مایعرف احد من الحق الخ باشد
تواند بود کہ تعلیل لم تقف ولا وقفت باشد
قال۔ ق ولا وقفت بالاسمار الالٰہیۃ
التی یخصہا و سبحت الحق بہا و قدسنہ
ل یعنی واقف نشدند و مطلع نگشتہ اند
ملائکہ بر اسمار الہیہ کہ مختص باشد بملائکہ
یا مختص باشد ملائکہ بداں اسمار و تسبیح
گفتند و تقدیس کردند بداں اسمار بر تقدیر
اول کہ ضمیر تخصہا راجع باشد بسوی اسمار
و ضمیر مفعول بسوئے ملائکہ بہ تقدیر حرف
جار اے تختص بہا ملائکہ مختص اند۔ و
دخول با بر مختص سائغ است چنانکہ می
گوئی تختص بالعبادت۔ چہ انسان
جامع جمیع اسمار الٰہی است و ملائکہ مختص

کے تمامی اسمار سے اُن اسمار کے معرفت کے مطابق و
موافق عبادت و طاعت کرتا ہے اس امر کو بھی جان
لو کہ اللہ تعالیٰ کے اسمار تواب و غفور و منعم و قہار
وغیرا انسان کے وجود کے بغیر حیران و سراسیمہ تھے
جب انسان پیدا ہوا اور اپنے ظاہر و باطن میں تمامی
اسمار الٰہیہ کا جمع کرنیوالا ہوا۔ کرب و تجلی اُن اسمار
حق تعالیٰ کی خالی رہی پس ملائکہ نے انسان کی معصیت
کو نظر میں رکھا اور اسمار الٰہیہ کا انسان اپنے ظاہر و
باطن سے جمع کرنیوالا ہے وہاں تک ملائکہ کا گذر نہ ہوا۔
پس جانو اور سمجھو کہ جو مالون کی ذات سے حق تعالیٰ نے
عبادت و طاعت ناموسی کو طلب نہیں کیا ہے
اسلئے کہ جو مالون کی ذوات عبادت و طاعت
ناموسی کے طلب کرنے کی متقاضی نہیں تھی۔ بخلاف
ذوات انسان کہ اُن کی ذوات اوامر و نواہی کی
طلب گار تھی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ اور ابو لہب اس طلب میں برابر تھے اس وجہ
سے اللہ تعالیٰ نے دونوں سے عبادت و طاعت
ناموسی طلب کیا اور اللہ تعالیٰ کا طاعت ناموسی
طلب کرنا استعداد کلی کے نظر سے ہے اب

Marfat.com

به بعض اسمار و تقدیر ثانی که عکس اول است
ظاہر است یعنی مطلع نشدند ملائکه بر اسمار
الٰہی که مختص اند بداں اسمار که حقیقت آں
اسمار چیست و حقیقت ملائکه چه و حقیقت
مسبح چیست و حقیقت مسبح چه ۔ و علم
آدم الاسمار کلها پس آدم دانست که اسمار
چیستند و مسبح و مسبح کیستند یعنی مسبح
عین مسبح باشد فان الامر راعی کشفی
و احتمال دارد که بالاسمار بمعنی علی الاسمار
باشد یعنی قناعت نمودہ اند بر اسمار
خود که تسبیح و تقدیس حق تعالیٰ میکنند
بداں اسمار بلکه خصائص انسانی طلب
نمودند و دانستند که کار تسبیح و تقدیس
تمام نشد و ندانستند که مر حق را اسمار
دیگر اند که علم آنها ندارند چنانکه قول دلالت
میکند و ہذا الاحتمال ہو الحق المتبادر
اعلم ان الفرق بین التسبیح و التقدیس
ان التسبیح سر الحق تعالیٰ عن نقائص
الامکان و الحدوث و التقدیس

استعداد جزئی کو دیکھو کہ حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلب ناموسی کو اقبال اور
قبول کیا اور ابولہب نے ادبار و رد کیا ایسی صورت
میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقبول
و مقبل ہوئے اور ابولہب مدبر اور مردود ہوا ۔
ہم اُن کو اُن کا حصہ جو اُن کو ملتا ہے پورا پورا دینگے
اور یہ حکم مثل حکم اہل کلام کے ہے کہ استعداد تخلیقی و
استعداد فعلی علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں اور طاعت
نکوی ہر صالح اور طالح اور ہر نفس جنس و نفیس
کے شامل حال ہے اللہ تعالیٰ کے جود و کرم کی نظر
استعداد جزئی پر ہوتی ہے اسلئے حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ہو جا مومن صدیق
تقی نقی ۔ اور ابولہب سے کہا ہو جا کافر مردود
ملعون شقی جبکہ اللہ کسی شے کے پیدا کرنیکا ارادہ
کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو پس وہ چیز موجود ہو جاتی ہے
اسوجہ سے اول مومن کامل اور دوسرا کافر و جاہل
ہو گیا ۔ یہی سبب ہے کہ جب امر ناموسی سے کام
نہیں چلتا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے اُس
احکام ناموسی کا لوگوں کے پاس پہنچا دینا کام ہے

Marfat.com

سر بہ حق تعالیٰ عنہا وعن الکمالات
الملازمۃ للاکوان فانہا من قبت انہا مضافہ
الی الکوان یخرج من الاطلاق وتدخل فی
نقصان السعد لذا یقال سبوح قدوس
بہ تقدیم السبوح علی قدوس پس اقتصار
بر تسبیح وتقدیس عین لقصر وتجدید است
فلا یکن من القاصرین کما قال مرجنت
فلم تعدلی الحدث ومن ذالذی یقرض
اللہ قرضاً حسناً۔ واللہ یستہزء بہم ومکر اللہ
ویداللہ فوق ایدیہم وفاینما تولوا فثم وجہ اللہ
وغیر ذالک ق وما علمت ان اللہ اسمار
ما وصل علمہا الیہا فما سبحنہ بہا قدستہ
ل یعنی ندانستند ملائکہ کہ مر خدای تعالیٰ را
اسما اند کہ نرسیدہ است علم وادراک آنہا
بآن اسمار پس تسبیح نگفتند وتقدیس نکردند
حق تعالیٰ را بدان اسما چہ تسبیح وتقدیس
باسمار متفرع است بر علم بدآن اسمار پس
فضل مر علم راست ازینجا است کہ میگوید
نوم العالم افضل من عبادت المحجوب ق

اور برابر ہے اُن کو تم ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ہرگز
ایمان نہ لاویں گے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر
کردی ہے اور اُن کے آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے
وہ لوگ عذاب دردناک میں پڑے ہوئے ہیں۔
اور ہر فیض سے فیضیاب ہونا خواہ وہ از قسم غفور
وانتقام وقبول وردا اور علاوہ اس کے ہو استعداد
جزئی پر موقوف ہے یعنی استعداد جزئی جس شخص
کی جیسی ہوگی اُسی حساب سے وہ فیضیاب ہوتا
ہے اسی مقام سے فرمایا ہے کہ تو اُن کے واسطے
بخشش مانگ یا نہ مانگ اللہ اُن کو نہیں بخشیگا۔
اور نہیں بخشیگا اُن کو اللہ اگر تو اُن کے لئے ستر بار
بخشش مانگے۔ پس ہر چیز امر تکوینی کے تابع ہے
امر ناموسی کے تابع نہیں ہے اور یہ تعجب کی بات ہے
کہ امر تکوینی اور شے دونوں مطیع ہیں اور دونوں
مطاع ہیں اور اگر کلمہ کو تم تقفت میں مع یا لعصہ
بمعنی الاکھو کیونکہ استعارہ کا طریقہ کلام عرب میں
واسع اور جاری ہے۔ پس تم تقف دالیقفت
وقوف سے ہے جس کے معنی اطلاع کے ہیں۔
یعنی ملائکہ خلیفہ کے نشارہ ومرتبہ سے جو کہ شرافت

Marfat.com

فغلب علیها ما ذکرناه وحکم علیها بهذه الحال
ل یعنی پس غلبه کرد بر ملائکه چیزیکه ذکر کردیم
که عدم قناعت واستادگی ملائکه باشد بر
موهبت نشاء خلیفه ومقتضای حضرت الحق
چنانکه گذشت تا اینجا وحکم کرد وزور آورد بر
ملائکه این حال که گذشت الحال ق فقالت
من حیث النشاءة اتجعل فیها من یفسد
الخ ل یعنی پس گفتند ملائکه نظر بنشاء عنصری
آدم اتجعل فیها من یفسد فیها الآیه یعنی تمام
بکن آیه را یعنی ویسفک الدماء گفت باری
تعالی در قرآن مجید واذ قلنا للملائکة انی
جاعل فی الارض خلیفة قالوا اتجعل فیها
من یفسد فیها ویسفک الدماء ونحن نسبح
بحمدک ونقدس لک قال انی اعلم مالا
تعلمون یعنی یاد بکن ای محمد وهر عارف
هنگامیکه گفت رب تو بملائکه بدرستیکه
من بنجواهم که پیدا کنم در زمین خلیفه را که
بجاے من باشد وکار من کند وجمیع اسماء
وصفات من موصوف باشد گفتند ملائکه

وخلافت سے آگاہ ومطلع نہ ہوے اور اُس چیز سے بھی
واقف نہ ہوئے کہ حق تعالیٰ خلیفہ سے کس چیز کا طلبگار
ہے یعنی وہ عبادت ذاتیہ ہے کہ خلیفہ ذات حق تعالیٰ
کی ہر ہر اسم پرستش کرتا ہے بخلاف ملائکہ کہ ملائکہ مخصوص
اسم سے حق تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں اُسکو
عبادت ذاتیہ نہیں کہتے انسان چونکہ اللہ تعالیٰ کے
ذات کا مظہر ہے مستحق خلافت ہوا ملائکہ چونکہ مظاہر
اسماء خاص ہیں خلافت کے لائق ومستحق نہ ہوئے۔
پس حق تعالیٰ سے ملائکہ کی منازعت اُن کے حجب اور
غفلت کے بنا پر تھی۔ پس اسی صورت میں شیخ
قدس سرہ کا قول جو کہ فانہ مالوف احد من الحق تا آخر
ہے ہو سکتا ہے کہ تعلیل لم تقف ولا تقفت کی ہو پس
سوچو یعنی ملائکہ اُن اسماء الٰہیہ سے واقف ومطلع نہ
ہوئے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے خاص کر دیا ہے
یا یوں کہیے کہ فرشتوں نے اُن اسماء الٰہیہ سے اختصاص
پایا ہے اور انھیں مخصوص اسماء سے وہ حق تعالیٰ
کی تسبیح وتقدیس کرتے ہیں۔ پہلی صورت میں ضمیر
فاعل تخصہا کی اُن اسماء کی طرف راجع ہے اور ضمیر
مفعول کی ملائکہ کے طرف حرف جار کی صورت

Marfat.com

در جواب آن اتجعل فیها تا آخر بدانکه مراد
از ملائکه درین قول ملائکه ارضی اند از ینجا
منازعت را شعار خود ساختند و مخالفت
را دثار خود کردند و جن و شیاطین داخل
این زمره اند چه نشار ایشان موجب حجاب
ایشانست و مورث ظلمت و اگر نه اهل
جبروت و ارباب ملکوت سماوی بغلبه
نوریه و احاطه بمراتب بر اسرار انسان واقف
اند و شرافت و لطافت انسان میدانند
و مرتبه و قرب او نزدیک خدا تعالی می
بینند اگرچه حقیقت انسان کما هی نمی
دانند و جمعیت آدم و اتصاف بجمیع اسمار
الٰہی نصیب ایشان نشد پس محاجت
و محاکات در حق آدم در بیان حق تعالیٰ
و ملائکه ارضی و جن و شیاطین بود از ینجا است
که بالا در شرح قول شیخ قدس سره که
قامت الحجته للّٰہ تعالیٰ علی الملائکته است
اشارت رفت که مراد از ملائکه بعض ملائکه
اند نه جمیع فاذکره ثم احفظه پس ملائکه ارضی

ہیں اے بجصہا ملائکہ مخصوص ہیں۔ اور مختص برما کا
داخل کرنا شائع ہے جیسا کہ تم کہتے ہو بجصک یا العباد۔
کیونکہ انسان جمع کرنیوالا تمامی اسمار الٰہیہ کا ہے اور
ملائکہ اسمار الٰہیہ کے بعض اسم سے مختص ہیں۔ اور دوسری
صورت میں جو کہ اول کے برعکس ہے ظاہر ہے یعنی جن
جن اسمار الٰہیہ کے ساتھ فرشتے مختص ہیں اُن اسمار الٰہیہ
کو نہ جانا اور نہ سمجھا کہ اُن کی حقیقت کیا ہے اور اپنی
حقیقت کو نہ جانا کہ ہم تسبیح کرنیوالے کون ہیں اور
ہماری حقیقت کیا ہے اور جس کی ہم تسبیح کر رہے ہیں
اُس کی حقیقت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا و علم
آدم الاسمار کلہا۔ انسان نے جانا اور سمجھا کہ ہم کیا
ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے پس آدم نے حق
تعالیٰ کے تمامی اسمار کو پہچانا اور مسبح اور مسبح کی
حقیقت کو بھی سمجھا کہ مسبح عین مسبح ہے۔ پس یہ امر
انتزاعی کشفی ہے اور احتمال رکھتا ہے کہ بالاسمار یعنی
علی الاسمار کہو یعنی ملائکہ جن اسمار الٰہیہ سے اللہ تعالیٰ کی
تسبیح و تقدیس کرتے تھے اُس پر قناعت نہ کیا بلکہ
انسان میں خلیفہ ہونے کی جو خصوصیت تھی اللہ تعالیٰ
سے اُسی خصوصیت اور خلافت کے طالب ہوئے

Marfat.com

خلیفہ ہویدا گشت ازینجا گفت باری تعالیٰ
در رد آنہا۔ انی اعلم ما لا تعلمون یعنی بدرستیکہ
من میدانم چیزے کہ شمانمی دانید چہ انچہ از
دست او خواہد شد عین مراد من باشد و مر
او را از گرفتن خلیفہ ہمین است کہ ہمہ اسمار از
عفو و غفار و منتقم و قہار بظہور آیند ازینجا
بما گفت لو لم تذنبوا لذہب بکم و خلقت خلقا
یذنبون و یستغفرون میگویند کہ شخصے پرسید
از سہل بن عبداللہ تستری کہ سباح دریاے
معرفت بود و تمساح بحر حقیقت و گفت
ما مراد الحق بالخلق یعنی چیست مراد حق تعالیٰ
از خلق و چہ خواستہ باشد از مردم اہل ضلال
پس گفت آن شاہ ملک حقیقت ما ہم علیہ
یعنی چیزے است کہ مردم مرتکب بدان
چیز اند و این قول باری تعالیٰ دلالت
میکند کہ قول ملائکہ استفسار نبود و گرنہ جواب
نادر برابر باشد و ار علم نادر برابر متصور
نیست پس تواند بود کہ مراد از نشار کہ در من
حیث النشارۃ واقع است ملائکہ باشد کہ

و حدیث ہیں۔ یعنی ملائکہ نے نہ جانا اور نہ سمجھا کہ حق
تعالیٰ کے اور بھی اسمار ہیں کہ اُن اسمار تک اُن کا علم
و ادراک نہیں پہنچا ہے اور اُن اسمار سے حق تعالیٰ
کی تسبیح و تقدیس نہیں کی ہے کیونکہ حق تعالیٰ کی اسمار
کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرنا متفرع ہے علم پر اُن
اسمار کے پس تمام بڑائی علم کیلئے ہے۔ اسی مقام
سے فرمایا ہے کہ عالم کا سونا محبوب ہے عابد کے عبادت سے
افضل ہے یعنی فرشتوں پر اُس چیزے کہ جن کا ذکر
کیا گیا ہے غلبہ کیا اور جو بخشش اور مہربانی
حضرت الحق نے نشار خلیفہ میں ودیعت کی ہے اپنے
نادانستگی سے اُسی چیز کے یہ طالب ہوئے جیسا کہ
اب تک گذرا اور اس حال نے ملائکہ پر حکم کیا
اور زور دیا کہ وہ حق تعالیٰ سے خلافت مانگیں
جیسا کہ اب تک گذرا۔ یعنی جس وقت کہ فرشتوں
نے آدم علیہ السلام کے نشارۃ عنصری پر نظر ڈالی
فوراً کہا کہ اتجعل فیہا من یفسد فیہا الخ اللہ تعالیٰ
نے قرآن میں فرمایا ہے یعنی یاد کر اے محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم و ہر عارف کہ جس وقت فرشتوں
سے تیرے رب نے کہا کہ میں خواہش رکھتا ہوں کہ

Marfat.com

بموجب حجب است و مورث ظلمت چنانکہ
مثنوی بدانکہ اے برادر چہار ارکان از
انسان مثل چہار ارکان سرہ معمول است
کہ بعد از کسر و انکسار در چہار سرخ ردئی
ردئے میدہد ق ولیس الانزاع و ہو
عین ما وقع منہم فما قالوہ فی حق آدم ہو عین
ما ہم فیہ مع الحق فلولا ان نشاتہم تعطی
ذلک ما قالوا فی حق آدم ما قالوہ وہم لا
یشعرون۔ ل یعنی و حال آنکہ نبود آن
قول ملائکہ و طعن ایشان در حق آدم مگر
نزاع با حق تعالیٰ چہ اعتراض بر فعل حکیم
و بر فعل ہر کس نزاع باشد با وے و
آنچہ در حق آدم گفتند کہ افساد و سفک
دما در زمین خواہند کرد عین آن چیز است
کہ واقع شد از ملائکہ چہ فساد و سفک دما
از قوائے شہویہ و غضبیہ است کہ ملائکہ ارضیہ
باشند پس چیزے کہ گفتند در حق آدم کہ
مخالفت با حق خواہد کرد عین مخالفت
ایشان با حق تعالیٰ باشد چنانکہ گذشت

زمین میں اپنا خلیفہ پیدا کروں جو کہ بجائے میرے ہو اور
میرا کام کرے اور میرے تمام اسماء و صفات سے متصف
ہو اُس کے جواب میں ملائکہ نے کہا کہ کیا آپ ایسے
شخص کو خلیفہ بنا رہے ہیں جو زمین میں فساد و
خوں ریزی کریں گے وغیرہ وغیرہ۔ جانو کہ اس قول
میں ملائکہ سے مراد ملائکہ ارضی ہیں اس وجہ سے منازعت
کو اپنا شعار اور مخالفت کو اپنا دثار بنایا اور اس
زمرہ میں جن و شیاطین سب داخل ہیں کیونکہ اُن کی
نشارہ اُن کے حجاب و غفلت کا سبب ہے ورنہ
اہل جبروت و ارباب ملکوت سماوی اپنے غلبہ نوری
سے انسان کی شرافت و لطافت اور اللہ تعالیٰ سے
جو قرب اُن کو حاصل ہے اُس کو دیکھتے ہیں اور جانتے
ہیں اور اُس کے مراتب و اسرار کو جمع کرنیوالے اور
احاطہ کرنیوالے ہیں اگرچہ حقیقت انسانی کو جیسا کہ
جاننے کا حق ہے نہیں جانتے اور آدم علیہ السلام جیسی
جمعیت اور حق تعالیٰ کے تمامی اسماء سے متصف
ہونا اُن کے نصیب میں بھی نہیں تھا اس لئے اُن کو
بھی نصیب نہیں ہوا۔ پس حجت و منازعت آدم
علیہ السلام کے خلیفہ بنانے کے سلسلے میں حق تعالیٰ

Marfat.com

نظر بنشار عنصری آدم کردند کہ مرکب از اربع
عناصر است و ہر چار بایکدگر ضد اندپس
از آدم جز فساد و سفک دمار دیگر نخواہد
آمد و از نشار روحی آدم کہ روح حق باشد
چنانکہ گفت فاذا سویتہ و نفخت من روحی
باشد فقعوا لہ ساجدین بلکہ روح او عین
حق باشد و ظاہر او ظاہر حق و باطن او
باطن حق غافل بودند لاجرم گفتند اتجعل
فیہا من یفسد فیہا و یسفک الدمار و
نحن نسبح بحمدک و نقدس لک یعنی آیا پیدا
میکنی ای قادر مختار در زمین آنرا کہ فساد
و خون ریزی کنند و روی وحال آنکہ ما
تسبیح میگوئیم بحمد و ثنار تو و تقدیس میکنم ترا
و خلیفہ ساختن مفسد و طالح بر مصلح و صالح
خلاف حکمت است چنانکس مر خلافت را
نشاید بلکہ مقتضای حکمت خلاف این حکم
است و نہ چنین است سے خواجہ پندارد
و این ہمہ غلط از نشار حاجب ایشان
پیدا شد و از قصر کرد نظر بر نشار عنصری

اور یہ سمجھا کہ انسان سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کا
کام پورا نہ ہوگا اور یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ کیلئے اور بھی
اسمار ہیں کہ جن کا ظہور ہم میں نہیں ہے اور اُن اسمار کو
ہم نہیں جانتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول اس امر
پر دلالت کرتا ہے۔ اب اس بات کو سمجھ لو کہ درمیان
میں تسبیح اور تقدیس کے کیا فرق ہے۔ نقائص امکان
اور حدوث سے دور کرنا حق تعالیٰ کو یہ تسبیح ہے۔
اور تقدیس کے معنی ہیں کہ حق تعالیٰ کو منزہ کرنا اُن
کمالات سے جو عالم کیلئے لازم ہیں پس جیسا کہ وہ
ہے اضافت کرنا طرف کون کے اطلاق سے کالنا ہے
اور نقصان تعدیں داخل کرنا ہے جیسا کہ کہا گیا
سبوح قدوس پہلے سبوح کہا بعد میں قدوس
فرمانا پس قصر کرنا تسبیح و تقدیس پر عین تقصیر اور
تحدید ہے ت ہو قصر کرنیوالوں میں جیسا کہ حدیث
شریف میں ہے میں بیمار ہوا تم میرے دیکھنے کو نہ
آئے اور کون ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ
دیوے اور اللہ ہنسا اُن پر اللہ نے مکر کیا اللہ کا
ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے جس طرف منہ پھیرو اللہ کی
ذات ہے اور علاوہ اس کے اور بہت سی آیتیں

Marfat.com

همین زمان وتواند بود که توجه کلام سیح این
باشد یعنی نیست افساد وسفک دما مگر
نزاع باحق واین نزاع عین جبری است
که واقع شد از ملائکه پس انچه درحق آدم
گفتند خود کردند وخبر ندارند وہذا ہو الحق
المبین والصدق المتین فی توجیہ المبین
پس اگر نشار ملائکه که حاجب باشد از معرفت
بمرتبه آدم وجمعیت اومی داد وتقاضائی
که نزاع باحق کند نمیکنید درحق آدم
انچه گفتند وحال آنکه شعور ندارند که باچه
میگویم وانچه میگویم درحق آدم از ما صادر
باشد وخواہد شد الا انہم ہم المفسدون
ولاکن لایشعرون ملائکه قوای شہویه وغضبه
که ملائکه ارضه اند غالب می شوند بر نفس و
میگردانند منقاد خود واکنون آن نفس
نفس اماره باشد بسور وچون ملائکه مذکوره
در نشار انسانی مرکوز شدند کار ایشان
بجائے رسید که وہم آن جانه رسد وکشف
این حکم در ترجمة الکتاب شده واقع است

اور ملائکہ ارضی وجن وشیاطین کے درمیان تھی یہی وجہ
ہے کہ شیخ قدس سرہ کے شرح میں جو کہ قامت اللہ
تعالیٰ علی الملائکہ ہے اشارہ ہے کہ ملائکہ سے مراد بعض
ملائکہ ہیں کل ملائکہ مراد نہیں ہیں جو میں نے کہا ہے اُس کو
یاد کرلو پس ملائکہ ارضی نے آدم علیہ السلام کے نشارۃ
عنصری پر جو کہ اربعہ عناصر سے مرکب ہے اور ایک دوسرے
کے ضد ہیں نظر کی اور یہ سمجھا کہ آدم علیہ السلام سے سوائے
خوں ریزی اور فساد کے حق تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس
نہ ہوسکے گی اور آدم علیہ السلام کے روحی نشارۃ جو کہ
روح اللہ بلکہ عین اللہ ہے اُس کا بھی ادراک نہ
کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس وقت جسم کا ہم
تسویہ کرچکیں اور اُس میں اپنی روح پھونک دیں
اُس وقت تم سب کے سب سجدہ میں چلے جانا حالانکہ
آدم علیہ السلام کا ظاہر اللہ تعالیٰ کا ظاہر اور آدم
علیہ السلام کا باطن حق تعالیٰ کا باطن ہے اس سے یہی
وہ عاقل تھے اس وجہ سے ملائکہ نے کہا کہ اے قادر مختار
تو زمین میں ایسے آدمی کو پیدا کرتا ہے اور اپنا خلیفہ
بنا رہا ہے کہ وہ زمین پر فساد وخوں ریزی کریں گے
حالانکہ ہم تیری تسبیح اور حمد وثنا کرتے ہیں اور تیری

Marfat.com

فاولئک ہم المفسدون فی حقیقۃ صدور
فساد وسفک دما از قوای جسمانی نہ از
قوای روحانی وقلبی دلیل واضح است
کہ اہل جبروت وملکوت منازع نبودند
چہ از ایشان مخالفت نمی آید بلکہ شعور
افساد وسفک دما ندارند۔ وتواند بود
کہ قول شیخ قدس سرہ ولیس الا انزاع
باشد از زبان ملائکہ باشد ومرتبط کلام
سابق کہ اتجعل فیہا باشد تا آخر وقول
او وہو عین ما وقع منہم تا آخر باشد از
زبان شیخ باشد در رد قول ملائکہ چنانکہ
شرح آن در احتمال ثانی گذشت۔ ق
فلو عرفوا نفوسہم لعلموا ولو علموا لعصموا
ل یعنی اگر میدانستند ملائکہ نفوس خود را
کماہی برآئنہ عالم می بودند ومی دانستند
کہ مادہ اہم دخلیفہ کل خواہد شد اگر میدانستند
این را برآئنہ محفوظ ومعصوم می بودند
از منازعت باحق وطعن وجرح در آدم
وتواند بود کہ بگوئی در توجیہ کلام کہ اگر

تقدیس اور پاکی بیان کرتے ہیں اور خلیفہ بنایا زمین پر
مفسد اور طالح کو مصلح اور صالح پر خلاف حکمت و
مصلحت ہے ایسی سمجھ اُن کی غلطی پر مبنی تھی حالانکہ
یہ امر ایسا نہ تھا۔ خواجہ سمجھتا ہے اور اُس کے گمان میں
ہے کہ میں کچھ حاصل کر رہا ہوں اُس کا گمان محض گمان
ہی خواجہ کے ہاتھ لگا ہوا ہے جس کی کوئی حقیقت
نہیں ہے۔ یہ تمام غلطیاں یعنی حق تعالیٰ سے منازعت
کرنا وغیرہ اُن کے حجاب کے وجہ سے اور خلیفہ کے
نشارۂ عنصری پر غائر نظر نہ ڈالنے کی وجہ سے ہوئیں
انھیں غلطیوں کے ظاہر وسرزد ہونے کی وجہ سے
جبکہ حق تعالیٰ نے اُن کو تحقیق جو ہم جانتے ہیں اُس کو
تم نہیں جانتے کا کوڑا مارا تو سیدھے ہو گئے اور کہنے
لگے کہ آپ پاک ہیں نہیں ہے علم ہم کو مگر اسی قدر کہ
جس قدر آپ نے عطا فرمایا ہے آپ عزیز وحکیم
ہیں یعنی حق تعالیٰ سے اُن کے اس طرح سے منازعت
کرنے کے جواب میں کہا کہ مجھ میں وہ چیز جانتا ہوں
جس کو تم نہیں جانتے اور آدم علیہ السلام کے خلیفہ
بنانے میں جو کچھ کہ آدم علیہ السلام سے ہوگا وہی میری عین
مراد ہے اور خلیفہ بنانے میں میری مراد یہ ہے کہ

Marfat.com

می شناختند ملائکه و ذات و حقائق خود بر
آئینه میدانستند که آنچه بنسبت آدم
کرده وساطت قدم شوم انسان هرگز
از آدم واقع نخواهد شد بلکه واقع نخواهد
شد مگر از انسان که روح انسان تصرف
خود است دگر د معصیت نمی گردد و نقصان
خود و کمال مرتبه انسان را معلوم می کردند
هر آئینه معصوم می مانند و محفوظ از
نزاع و جرح آدم و تزکیه نفوس . بدانکه
بعض مردم چون اطلاع بر حقیقت ملائکه
و حقیقت خود ندارند حیران اند و میگویند
که چرا ملک رسول نشد و چرا ملائکه باستغفار
رسول مشغول باشند چنانکه گفت ان الله
و ملائکته یصلون علی النبی و چرا حق تعالیٰ
می فرماید لو جعلناه ملکا لجعلناه رجلا
و اگر حقیقت خود و حقیقت ملائکه معلوم
میکردند می دانستند که ما کل ایم و عالم
جز ما جبرئیل در ماست و میکائیل در ماست
و اسرافیل در ماست و عزرائیل در ماست

میرے تمام اسماء عفو و غفار و منعم وغیرہ کا ظہور ہو اسی
جگہ سے ہم سے نبی اکرم نے فرمایا ہے کہ اگر نہ کرتے گناہ تو میں
سب کو اپنے طرف اُٹھالیتا اور دوسری مخلوق پیدا کرتا
جو گناہ کرتے اور میں ان کو بخشتا کہتے ہیں کہ ایک شخص
نے حضرت سہل بن عبداللہ سری سے جو کہ دریائے معرفت
اور بحر حقیقت کے تیراک اور غوطہ غور رکھتے دریافت کیا
کہ اللہ تعالیٰ کے خلق کے پیدا کرنے سے کیا مراد و مصلحت
ہے کہ لوگ گمراہی میں پڑے ہیں اور بُرے افعال کر رہے
ہیں اُس کے جواب میں اُس ملک حقیقت کے بادشاہ
نے فرمایا ما ہم علیہ یعنی جس چیز کے لوگ مرتکب ہو رہے
ہیں وہی حق کی عین مراد ہے باری تعالیٰ کا یہ قول اس
امر پہ دلالت کرتا ہے کہ ملائکہ کا حق تعالیٰ سے منازعت
کرنا استفسار نہ تھا اگر استفسار ہوتا تو جواب نادرد
برابر ہوتا جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں کہا ہے وہ
نادرد برابر نہیں ہے اور ہو سکتا ہے کہ نشار سے مراد جو
کہ من حیث الشارہ ہے نشار ملائکہ ہو جو کہ سب حجاب
اور صورت غفلت ہے۔ جانو کہ اے برادر چار ارکان
انسان میں مثل چار ارکان مثل سر ستون کے ہیں جو کہ
بعد ٹوٹنے اور کسر و انکسار کے ایک دوسرے سے ملنے

Marfat.com

وخناس درماست وعزرائیل درماست
وارض درماست وسما درماست وہوا
درماست ونار درماست وباد درماست ے
مالیہ ازچشم فکر باز کنی :: برزمین وزمانہ ناز کنی ۔
آسمان وزمین طفیل تواند :: تو امیری وجملہ خیل تواند
اے برادر حق درتو ملک درتو بیت المعمور
توی وشارستان توی وبیت المقدس
توی وبیت الحرام توی وحجر الاسود درتست
ومکہ توی ومدینہ توی لااقسم بہذا البلد و
انت حل بہذا البلد تا آنکہ توی من ویار
میگوئی دگرنہ محب کجا است ومحبوب کجا
وطالب کجا مطلوب کجا وحل این مطلب
در ترجمۃ الکتاب واقع شدہ است و
درین قول شیخ قدس سرہ اشعار است کہ
علم موجب عصمت است از وقوع در
مہالک بدانکہ علم ہر عمل بہتر از آن عمل است
چنانکہ فقیر در انفاس الخواص نوشتہ است
قہ ثم لم یقنعوا مع التجریح حتی زادوا فی
الدعوی بما ہم علیہ من التقدیس والتسبیح

کے بعد ہن کو سرخ کرتے ہیں یعنی ملائکہ یعنی طعن جو کہ
آدم علیہ کے خلیفہ بنانے کے بارے میں کر رہے تھے کہ آپکے
حکم کے خلاف آدم علیہ السلام سے سرزد ہوگا اصل میں
یہ منازعت فرشتوں کی اللہ تعالیٰ سے تھی اسلئے کہ حکم
اور عادل یا کسی کے فعل پر اعتراض کرنا دراصل اُس سے
منازعت کرنا ہے اور جو کچھ کہ آدم علیہ السلام کے حق
میں کہ اس پر فساد وخون ریزی کریں گے کہا یہ عین وہ
چیز ہے جو کہ ملائکہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ واقع ہوئی
کیونکہ فساد وخون ریزی کرنا قوائے شہویہ عصبیہ کا کام
ہے اور یہی ملائکہ ارضیہ میں یعنی جو کچھ کہ ملائکوں نے آدم
علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے کہا کہ یہ آپ
کی مخالفت کریگا تو اُس کی یہ مخالفت عین اللہ تعالیٰ
کے ساتھ ہے جیسا کہ اس وقت بیان کیا گیا اور ہو سکتا
ہے کہ شیخ کے کلام کی یہ توجیہ ہو یعنی فساد وخون ریزی
کوئی چیز نہیں ہے صرف اللہ تعالیٰ سے منازعت کرنا
ہے اور جو چیز کہ فرشتے آدم علیہ السلام کے بارے میں
کہتے تھے کہ یہ آپکی عدول حکمی کریگا یہی عین وہ چیز ہے
کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کر رہے تھے لیکن ملائکہ
اس کو نہیں سمجھتے تھے کہ جس چیز کیلئے ہم آدم پر طعن کررہے

Marfat.com

وعنداٰدم من الاسماء الالٰہیہ مالم یکن الملائکۃ
تقف علیہا فما سبحت ربہا بہا ولا قد
سہ منہا تقدیس اٰدم وسبحہ ل جائز است
من در من الاسماء الالٰہیہ سا سہ باشد وغیر آن
یعنی پس قناعت واستادگی نکردہ اند
ملائکہ بر تجریح و در طعن آدم کہ افساد و سفک
دماء خواہد کرد بلکہ تجاوز کردند و گذشتند
جراحت وطعن در آدم تا آنکہ کہ زیادہ کردند
در دعوی افساد وخون ریزی آدم عبادت
و لطافت خود کہ ایشان بر آں بودند و تسبیح
و تقدیس خود دیدند و حال آنکہ نزدیک
آدم از اسماء الٰہی اسماء بودند و نتوانستند
ملائکہ کہ بر آنہا واقف و مطلع شوند پس
تسبیح و تقدیس نکردند رب خود را بدان
اسماء و نہ تقدیس از نقائص آن اسماء دیا
بآن اسماء واگر عن را بمعنی یا نگوئی چنانکہ
تقدیس آدم باشد و تسبیح او و تقدیس شے
متفرع است بر معرفت آن شے و ملائکہ
علم باسماء کہ مخصوص بآدم باشد ندارند

ہیں اُسی جرم کا ارتکاب ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کر رہے
ہیں یعنی جو کچھ کہ آدم علیہ السلام کے بارے میں کہا وہ
خود کیا اور اس کی خبر نہیں رکھتے تھے اور یہ وہی حق ہے
ظاہر اور سچائی مضبوط توجیہ مستحکم میں پس اگر ملائکہ کی
نشارہ جو کہ آدم علیہ السلام کے معرفت وجمعیت سے
آگاہ نہیں ہے اگر ملائکہ سے تقاضا نہ کرتی کہ وہ حق تعالیٰ
سے نزاع کریں تو ملائکہ حق تعالیٰ سے ہرگز ہرگز منازعت
نہ کرتے اور آدم علیہ السلام کے حق میں جو کہا ہے اُس کو
بھی نہ کہتے حالانکہ ملائکہ اس بات کا کبھی شعور نہیں رکھتے
کہ ہم آدم علیہ السلام کے حق میں کیا کہہ رہے ہیں اور
جو کچھ ہم آدم علیہ کے حق میں کہہ رہے ہیں وہی فعل ہم
سے اس وقت صادر ہو رہا ہے اور ہوگا تحقیق وہی
فساد کرنے والے ہیں لیکن نہیں جانتے جانو کہ قوائے غضبیہ
وشہویہ جو کہ ملائکہ ارضی ہیں جس وقت نفس پر غالب
ہوتے ہیں اور نفس کو اپنا تابعدار بنا لیتے ہیں اُس وقت
وہ نفس نفس امارہ ہو جاتا ہے اور جب کہ ملائکہ نشار
انسانی میں ہیں تو انسان ایسے مقام پر پہنچا کہ جہاں وہم
کا گذر نہیں ہے در اس مطلب کا کشف ترجمۃ الکتاب
میں کیا گیا ہے تحقیق وہی فساد کرنے والے میں ذرا شک

Marfat.com

پس ندارند تسبیح آدم وتقدیس او ودر
قول شیخ قدس سرہ کہ لم یکن الملائکۃ تعقف
علیہا باشد لطافتی ست کہ در لم تعقف الملائکہ
نباشد ازین جاست کہ این گفت واگرنہ
حضر بودو در نا قدستہ عنہا چیزی است
از اسرار کہ در نا قدسینہ بہا نباشد واین
را موئی توانم گفت وبحر کشف ووجدان
خضر راہ نمی تواند شد۔ ومراد از ملائکہ
درین قول جمیع ملائکہ اند رضی وسماوی چہ
ہیچ ملکے صاحب جمیع اسمار نہی نیست و
این خلعت بجز بر دوش آدم نیندا ختند
واین نعمت را جز کام آدم نزدہ بر دلے
بر در ہر ملک را مقامے است معلوم کہ
ازان مقام تجاوز نمی توانند نمود از ان
میگویند اگر یک سرے موئے برتر پرم ؎
فروغ تجلی بسوزد پرم۔ پس تسبیح او نباشد
مگر بآن مقام بخلاف ایشان کہ مقام
انسان حاوی جمیع مقامات است علوی
وسفلی و بہر مقامے تسبیح وتقدیس میگویند

اور اصل میں فساد اور خون ریزی کا صادر ہونا قوائی
جسمانی سے تعلق رکھتا ہے قوائی روحانی وقلبی سے
تعلق نہیں رکھتا ہے۔ یہ دلیل واضح اور روشن ہے
کہ اہل جبروت وملکوت اللہ تعالیٰ سے منازعت
کرنیوالے نہیں تھے اُن سے کوئی مخالفت نہیں تھی بلکہ
فساد ویسفک دماء کا شعور بھی نہیں رکھتے تھے اور
ہوسکتا ہے کہ قول شیخ قدس سرہ کا جو کہ لیس الا اسراع
ہے ملائکہ کے زبان سے ورملنے والا قول سابق سے
ہو جو کہ اتجعل فیہا تا آخر ہے۔ شیخ قدس سرہ کا قول جو
کہ وہو عین ما وقع منہم تا آخر ہے ملائکہ کے قول کے رد میں
شیخ کے زبان سے جس طرح سے کہ اُن کی شرح اجمال
ثانی میں گذری۔ یعنی اگر ملائکہ اپنی ذوات ونفوس کو
جیسا کہ جاننے اور پہچاننے کا حق ہے جانتے تو ضرور
جاننے اور جاننے والے ہوتے کہ ہم حد میں اور خلیفہ
کل ہے اور اگر ان کو سمجھ جاتے اور جان جاتے اللہ
تعالیٰ سے منازعت اور خلیفہ کے حق میں نامناسب
الفاظ نہ نکالتے اور آدم کے حق میں جرح وطعن سے
معصوم ومحفوظ رہتے اور ہوسکتا ہے کہ شیخ قدس
سرہ کے کلام کی تم یہ توجیہ کرو کہ اگر فرشتے اپنی ذوات

Marfat.com

بلکہ بمعصیت ومخالفت نیز تسبیح میگویند
باہم تواب وغفار وعفو ورؤف ورحیم
وغیر آن چنانکہ گذشت کلام قدسی لو لم
الحدیث ۔ پس باتصاف منفقت
درعین کمال است خواب او عین بیداری
باشد وغفلت او عین ہوشیاری چہ رنگی
ابر واز کژی دلیست وکژی سایہ از صاحب
سایہ باشد ومخالفت ظاہر عین انقیاد باطن
است ۔ وما من دابۃ الا آخذ بناصیہا ان
ربی علی صراط المستقیم پس طریق اعوجاج
چیست وراہ کیست ومصی ربک ان
لاتعبدوا الا ایاہ ۔ بندہ ضال از طاعت
مضل غافل نیست واز فاضہ او زاہل
نہ واز جناب او قرار ندارد وبجمال اسم
ہادی قرار ندارد بہ بشیر ونذیر از نگاہ
نکند وخبر بفراق مضل آہے نزند بخواند
سہ شمشاد سایہ پرور ما از کہ کمتر است
حکم امر بکوی راست ومراد شرعی راچہ
صداے مس نہ ناموری بیچارہ چہ کند

اور حقیقت کو پہچانتے تو ضرور جانتے کہ جو کچھ ہم خون ریزی
اور فساد کو آدم علیہ السلام کی طرف نسبت دے رہے
ہیں وہ بغیر ہمارے قدم شوم کے آدم علیہ السلام سے
سرزد نہ ہوگا اس لئے کہ روح انسانی اپنی صرافت پر ہے
اور معصیت کے گرد گھومتی نہیں ہے ۔ یعنی روح سے
معصیت وگناہ سرزد نہیں ہوتا ہے ۔ جب اس چیز
کو فرشتے جان جاتے تو انہیں جس چیز کی کمی ہے اس
کو بھی اور خلیفہ کے کمال و مرتبہ کو معلوم کر لیتے اور
اور اگر یہ تمام باتیں ان کو معلوم ہو جاتیں تو اللہ تعالیٰ
سے منازعت اور آدم علیہ السلام کے حق میں جرح و
طعن سے اور اپنے نفوس کے تزکیہ سے محفوظ و معصوم
رہتے ۔ جانو کہ بعض لوگ بنی اور فرشتوں کی حقیقت
کو نہیں جانتے اور نظر نہیں رکھتے وہ حیران ہیں اور
کہتے ہیں کہ کیوں فرشتے رسول نہ ہوئے اور رسول کے
استغفار میں ملائکہ کیوں مشغول ہیں جس طرح سے
حق تعالیٰ نے خبر دی ہے تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے
اوپر نبی کے درود بھیج رہے ہیں اور کس نے فرمایا ہے
کہ اگر ہم فرشتہ کو رسول کرتے تو اس کو بھی آدمی بناتے
اگر بنی اور فرشتوں کی حقیقت کو معلوم کرتے تو جانتے

Marfat.com

واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا
یعلمون۔ پس ابوبکر خنداں باشد و ابولہب
گریاں و ہر دو یا رب خود سرے دارند
دستگیری و ضلالت و جوانمردی نیارند
گر ابوبکر مسرور است ابولہب معذور
دلا و ان لہم نتعد رون۔ پس در عدم
اعتدار معذور باشد ۔ بگوش گل
چہ سخن کردہ کہ خندان است ۔ بعندلیب
چہ فرمودہ کہ نالاں است۔ بلبل گر زنغمہ
سرائی خود گل را شگفتہ گرداند معذور ہے
زبان بیچارہ چہ کند کہ دہاں وا نشود کہ
خوب ندارد۔ و کبک خوش خرام را
اگر در باغ گذارند زاغ روسیاہ را چہ
کند کہ کارہا و تباہ گرداند و باغبان
فریاد رس آں شود نہ جرم عارف میگرند
دیکھو اندے گرداے گل گوش باواز بلبل مسکین
کار مشکل می شود بر بے زبانان چمن ۔
سبحان اللہ از کجا بہ کجا بار بسوے اصل
مطلب بدانکہ چوں ملائکہ نفوس خود را

کہ ہم کل ہیں اور عالم ہمارا جزو ہے جبرئیل ہم میں ہے میکائیل
ہم میں ہے اسرافیل ہم میں ہے عزرائیل ہم میں ہے خناس ہم
میں ہے عزازیل ہم میں ہے زمین ہم میں ہے آسمان ہم میں
ہے ہوا ہم میں ہے آگ ہم میں ہے۔ ای اسد از چشم فکر بار کنی۔
بر زمین و زمانہ ناز کنی۔ آسمان و زمین طفیل تواند ۔
نوامری وجملہ خیل تواند ۔ اے بھائی جن تجھ میں ہے
فرشتہ تجھ میں ہے بیت المعمور تو ہی ہے۔ سارستان تو ہی
ہے بیت المقدس تو ہی ہے۔ بیت الحرام تو ہی ہے ۔
حجر الاسود تجھ میں ہے مکہ تو ہی ہے مدینہ تو ہی ہے۔ قسم
کھاتا ہوں تب اس شہر کی اور تجھ کو قید نہ رہیگی اس
شہر میں جب تک تو ہے من دبار کہتا ہے نہیں محب کہاں
ہے محبوب کہاں ہے طالب کہاں ہے مطلوب کہاں ہے
اس مطلب کا حل ترجمۃ الکتاب میں کیا گیا ہے۔ اور
شیخ قدس سرہ کے اس قول میں اشعار ہے کہ علم ہلاکت
کے وقت عصمت کا سبب ہوتا ہے۔ جانو کہ کسی چیز کا
علم ہوتا اور اس پر عمل کرتا ہوتا ہے تو عمل کرنے سے علم
علم افضل و بہتر ہے۔ جیسا کہ انفاس الخواص میں تحریر کیا
گیا ہے۔ جائز ہے کہ من من میں اسمار الالٰہیہ بیانیہ ہو یا
علاوہ اس کے ہو یعنی فرشتے آدم علیہ السلام کے حق میں

Marfat.com

نداشتند دعوی یسفک دما و فساد آدم
پیش کردند و تسبیح و تقدیس خود را دیده
نزاہت و لطافت خود را بر آن دعوی
مزید نمودند و دانستند کہ مسبح اوست
و مقدس او یسبح و یقدس بنفسہ بنفسہ
فی الظاہر و مظہر عین ظاہر است ہو الاول
والآخر والظاہر والباطن الا انہ بکل شی
محیط۔ دنیا فتند کہ این دعوی موجب ترک
است و مورث کفر۔ ومیگوید بندہ کہ لواحی
ملائکہ نیز مقبوض قادر مختار باشد چنانکہ
گذشت ہمیں زمان پس ملائکہ را تو معذور
دار کہ دانای و توانا۔ توانا بود ہر کہ دانا بود
ز دانش دل پیر برنا بود۔ اگرچہ ملائکہ اہل
ضعف اند و ارباب عذر ترا معذور نداشتند
تو گو تو وا و خوان تو من خوان وا و دان
تو جان باش ازیں تو تن باش او جان
و در بعضے نسخہ لقف متروک است
ق تو صف الحق لنا ما جری لتقف عندہ
و نتعلم الادب مع اللہ ل یعنی بیان کرد

جرح و طعن پر بس نہیں کیا یعنی آدم علیہ السلام کے حق میں
فرشتے یہ کہہ کر خاموش نہیں ہو گئے یہ آدم زمین پر فساد
و خون ریزی کریں گے بلکہ آدم علیہ السلام پر اپنی فضیلت
اور بزرگی کا بھی دعوی کیا اور کہا کہ کیا ہم تیرے تسبیح و
تقدیس کیلئے کافی نہیں ہیں اور اسی اُسی تسبیح و تقدیس کا
ذکر کیا جس پر وہ تھے حالانکہ آدم علیہ السلام کے اندر جو
جمعیت اسمار الٰہیہ کی تھی اُس کو ملائکوں نے نہ جانا اور
جن جن اسمار الٰہیہ سے آدم علیہ السلام حق تعالی کی تسبیح
و تقدیس کرتے ہیں اُس سے بھی وہ واقف نہ ہوئے
اور جن جن اسمار الٰہیہ سے آدم علیہ السلام نے حق تعالی
کی تسبیح و تقدیس کی اُن اُن اسمار الٰہیہ سے ملائکہ حق
تعالی کی تسبیح و تقدیس نہ کر سکے اور نہ سمجھ سکے اور نہ
جان سکے۔ اگر عن کو معنی یا کو جیسا کہ آدم علیہ السلام
کی تسبیح و تقدیس ہے اس جگہ حضرت شیخ قدس سرہ
یہ امر واضح فرما رہے ہیں کہ ایک تقدیس اور تسبیح ہوتی
ہے اور ایک اللہ تعالی کے اسمار کی معرفت اور علم ہوتا
ہے اس مقام پر اسمار کے معرفت کی فضیلت بیان
فرماتے ہیں کہ فرشتے اللہ کے صرف اُن اسمار کی معرفت
رکھتے تھے جن کی وہ تسبیح اور تقدیس کرتے تھے جتنا کہ

Marfat.com

حق تعالیٰ برائے ما انچہ رفتہ بود درمیان حق
تعالیٰ و ملائکہ کہ برابر حق اعتراض کردند و در
آدم جراحت وطعن و در عرصہ ندامت و
اعتراض آمدند و در مقام انفعال وملامت
استادند تا استادہ باشم نزدیک حق و حکم
او و توقف نمائم نزدیک دعویٰ نزاہت
و جرح کس بتامل صادق و اعتبار واثق
پس ترک این خیال کنم و منازعت بایزد
متعال رابکو بہ ہم۔ ولانخوص مع الخائضین
وبیا لو رم ادب با حق تعالیٰ یعنی زبان را
درکلام حرکت ندہیم وانچہ از ملائکہ صادر شد
از ما صادر نشود و خبر اتقیاد و قبول وعدم
نزاع در پیش نگریم چہ مرتبہ حق تعالیٰ جز
این حکم قبول نکند۔ ق فلا تدعی ما نحن
متحققون بہ وحادون علیہ بالنیقند ل
پس دعوی نکنیم ناچیزی را کہ متحقق باشم
بدان چیز و عالم تحقیقت حال وے و
حاوی مستقل باشیم رآن بہ تقید وضبط وے
یعنی پس دعوی نکنیم چیزی کہ دانستہ باشم

وہ جانتے تھے اور آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے تمام
اسمار کے عارف تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
علم آدم الاسمار کلہا یعنی سکھلا دیا آدم کو کل اسمار اور اس
جگہ قول شیخ قدس سرہ کہ لم تکن الملائکۃ تقف علیہا یعنی
واقف اور مطلع نہ ہو سکے ہیں بہت بڑی لطافت
ہے کہ جو لم تقف الملائکۃ (یعنی نہ واقف ہوئے فرشتے)
میں نہیں ہے اس وجہ سے لم تکن الملائکۃ تقف علیہا
کہا ہے ورنہ لم تقف الملائکۃ احضرتھا۔ اور لاقدستہ
عنہا میں ایک ایسا راز و اسرار ہے کہ جو لا قدستہ بہا
میں نہیں ہے۔ اور اس کو ہم تم سے نہیں کہتے ہیں کشف
و وجدان تمہارا حصر راہ ہو سکتا ہے یہ راز و اسرار
تم کو کشف و وجدان سے معلوم ہوگا اور اس قول میں
ملائکہ سے مراد تمام ملائکہ ارضی و سماوی ہیں اس لئے کہ
کوئی فرشتہ تمام کل اسمار الٰہیہ کا جامع اور مالک نہیں ہے
اور اس خلعت کو سوائے آدم علیہ السلام کے کندھے
کے کسی دوسرے کے کندھے پر نہیں ڈالا اور اس نعمت
کو سوائے آدم علیہ السلام کے خلق کے کسی نے نہ چکھا ہے
میرے بھائیو ہر فرشتوں کیلئے ایک مقام معلوم ہے کہ
اُس مقام سے آگے نہیں بڑھ سکتے اسی مقام پر رکتے

Marfat.com

وداشتہ چہ جمیع کمالات مراورا باشد کہ ظاہر
ما ایم وباطن او غلط ظاہر اوست وباطن او
ما ولتو درمیانہ موہوئیم۔ پس دعویٰ ہر چیز
ودیدن ہر کمال در خود از جہل باشد وحجب
وغفلت وعجب قد نکیف لنا ان نطق
فی الدعویٰ فنعم بہا ما لیس لنا بحال ولا نحن
فیہ علی علم فنفضح ل پس چگونہ سزاوار است
ما کہ عنان را سر دہم در دعویٰ وعام گردانم
ودر ضمن دعویٰ بخود نسبت بہ ہم چیزی کہ
نباشد برائے ما ہیچ حال وعلم وے ندارم
پس نضیحت ورسوا شویم یعنی دعوی چیزی
کہ برائے ما نباشد ہیچ وجہ نہ در حقیقت
ونہ در انتساب۔ ودعویٰ چیزی کہ عالم
وے نباشیم کنیم چنانکہ ملائکہ دعویٰ اہلیت
خلافت وقابلیت این منصب عالی کردند
واہلیت وقابلیت ہیچ وجہ نداشتند و
عالم نبودند بحال آدم واستحقاق او بخلافت
ودعوی این حکم کردند ہرگز ملک مستحق خلافت
نباشد مستحق خلافت انسان ست

ہیں کہ اگر بال کے برابر ہم آگے بڑھیں تو تجلی کے روشنی
سے ہمارے پر جل جاویں پس جس مقام پر ملائک ہیں
اُسی مقام سے حق تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کرتے ہیں بخلاف
مقام انسان کے کہ مقام انسان تمام مقامات علوی
وسفلی کا حاوی ہے اور ہر مقام سے حق تعالیٰ کی تسبیح
وتقدیس کر رہا ہے یہاں تک کہ مخالفت ومعصیت
کی صورت میں بھی حق تعالیٰ کے اسمار کی جو کہ غفار
وغفور ورؤف ورحیم ہے ومنتقم وقہار وغیرہ وغیرہ
میں تسبیح وتقدیس کر رہا ہے جیسا کہ کلام قدسی سے
ظاہر ہے ومہ مدعو الحدیث۔ ایسی صورت میں
معصف کے صفت سے متصف ہونا اُس کا عین
کمال ہے نیند اُس کی عین بیداری اور غفلت
اُس کی عین ہوشیاری ہے اس لئے کہ ابرد کی
اُس کے بڑھائی میں ہے۔ سایہ کا ٹیڑھا ہونا جس کا
سایہ ہے اُس کا ٹیڑھا ہونا ہے مخالفت ظاہری
عین تابعداری باطن ہے۔ اور کوئی دابتہ نہیں ہے
مگر یہ کی اُس کی پیشانی اللہ تعالیٰ پکڑے ہوئے ہے
تحقیق میرا رب صراط مستقیم پر ہے پس کون ہی
راہ ٹیڑھی ہے اور اس کا راستہ کیا ہے پروردگار کا

Marfat.com

وفساد و سفک بحال خود باشد ۔ این
معنی در انسان باشد انسان افضل از
فضل ملائکہ است و استحقاق خلافت
نظر باحاطہ علم است نہ نظر بہ کثرت تسبیح
و تقدیس چون ملائکہ سوال و دعویٰ نکنیم ۔
واگر نہ چون ایشان فضیحت و رسوا شویم ۔
بابطال دعویٰ نزدیک خدائے تعالیٰ واہل
آنکہ عارف بامور باشد کماہی چنانکہ ابطال
کرد حق تعالیٰ دعویٰ ملائکہ ۔ ق نہدا
تعریف الالہی مما ادب الحق بہ عبادت
الادبار الامنا را لخلفا رل پس این تعلیم
الٰہی و تلقین کہ در قصہ ملائکہ و آدم باشد
از جملہ تلقین ہا است کہ بہ سہا ادب ساختہ است
حق تعالیٰ بندگان خود را کہ صاحب و قابل
ادب باشند باحق و مردان وے و امتنان
و صاحب امانت بر اسرار وے کہ خیانت
مکنید وے حکم صرف و تصرف نہ نمائید و
خلف باشند و صاحب خلافت و حافظ
مر خلق را از ہلاک و انعدام ۔ فانہم لا تحرکون

حکم ہو چکا ہے کہ سوائے اُس کے دوسرے کی عبادت
نہ کی جاوے ۔ گمراہ بندہ اسم مضل کے تابعداری سے
غافل نہیں ہے اور اس کے فیض سے محروم نہیں ہے
اور ہر وقت اسم مضل کے دربار میں ہے کسی حالت
میں اُس کے دربار سے فرار نہیں ہے اسم ہادی کے
چہرہ مبارک پر اُس کی نظر نہیں ہے اور اسم ہادی
کے ڈرانے یا خوش خبری دینے پر توجہ نہیں کرتا اور
اسم مضل کیلئے ہر وقت آہ کھینچتا رہتا ہے اور کہتا
ہے کہ ہمارا شہنشاہ جو ہماری پرورش کر رہا ہے وہ
کس سے کم ہے عالم میں تکوین کا حکم جاری ہے حکم
تشریعی سوا صدا کے اور کچھ نہیں ہے اوامر و نواہی
لانے والے بیچارے کیا کریں اللہ تعالیٰ ہر کام کے
اوپر غلبہ رکھتا ہے لیکن اکثر لوگ اس کو نہیں جانتے
اب سنو کہ ابو بکر ہنسنے والے ہیں اور ابولہب رونے
والا اور دونوں اپنے اپنے رب کے نزدیک ایک
سر یعنی بھید رکھتے ہیں اور سوائے کجی و ضلالت
و جوان مردی کے کوئی خبر نہیں لائے اگر ابو بکر مسرور
ہیں تو ابولہب معذور ہے اور نہیں دیا جائیگا حکم کہ
عذر کریں پس عذر نہ کرنے میں بھی وہ معذور ہیں ۔

Marfat.com

السنتہم علی امرہ تعالیٰ التعجل بہ حتی بالی علیہم
ما نہ انہ تعالیٰ علیہ برصد وشبابا نہ ق ثم یرجعوا
الی الحکمۃ ل این شروع است درمیان
ارتباط حق بخلق ومراتب تنزلات او اگرچہ
ہریکے عین دیگرے باشد ودرمیان آنکہ انسان
مخلوق است بصورت حق واین مبنی است
برچند حکم بنابراین مقدم کردہ شد ندحکم بدستور
بریں بیان پس گفت ثم ترجعوا الی الحکمۃ ۔
یعنی پستر رجوع میکنم ازین حکایت کہ رفت
بسوئے حکمتے ومعرفتے کہ موجب نجات باشد
از چنگ اوہام وشکوک ۔ ق منقول اعلم
ان اسوالکلیۃ وان لم یکن لہا وجود فی عینہا
فی معقولۃ معلومۃ ملاسک فی الذہن فہی
باطنۃ ل یعنی پس میگویم کہ بدانکہ امور کلیہ
چون علم وحیات مثلاً اگرچہ درخارج تحقیقے
ندارد و نظر بذات واز غیر اعتبار عروض وجودی
ندارند لیکن مراینہا را وجودے ہست در
عقل ومعلوم اند بے شک وثابت در ذہن
پس آن امور باطن اند کہ معقول اند ومعلوم

پھول کے کان میں کیا بات کہدی کہ وہ ہنس رہا ہے
اور بلبل سے کیا بات چیت کی کہ وہ نالاں و پریشان ہے
بلبل اگر اپنے نغمہ سرائی سے پھول کو خوش اور شگفتہ کرتا
ہے صعوہ بے زبان بیچارہ کیا کرے کہ منہ اُس کا نہیں
کھلتا اور اچھی آواز نہیں رکھتا۔ اگر کبک خوش خرام
کو باغ میں چھوڑ دیں تو زاغ روسیاہ کیا کرے کہ
اُس کا کام تباہ ہو جاوے اسی وجہ سے عارف روتا
ہے اور کہتا ہے ۔ اے معشوق حقیقی اگر تو بلبل کے
آواز پر کان کھولے گا تو چمن کے بے زبانوں پر بہت ہی
گراں گذریگا ۔ سبحان اللہ ہم کہاں تھے کہاں آگئے پھر
ہم اصل مطلب کی طرف لوٹتے ہیں ۔ جانو کہ جبکہ ملائکوں
نے اپنے نفوس وذوات کو نہیں پہچانا اس وجہ سے
آدم علیہ السلام کے فساد وخون ریزی کو آگے کیا اور
حق تعالیٰ سے منازعت کرنے لگے اور پھر اس کہنے پر بھی
اکتفا نہیں کیا مزید کہا کہ ہم میں پاکیزگی و لطافت ہے
اور یہ نہ جانا اور نہ سمجھا کہ سبیح اور مقدس وہی ہے
خود بخود وہی تسبیح اور تقدیس اپنے نفس سے اپنے
نفس کیلئے ہر ہر مظہر میں کرتا ہے اور مظہر عین ظاہر ہے
وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن

Marfat.com

ق مالانزول عن الوجود العینی **ل** یعنی
باوجود آنکہ خود وجود ندارند در خارج جدا
نمی شوند از وجود موجود عینی کہ موجود عینی
بے آنہا متصور نیست پس علم وحیات اگرچہ
باطن اند اما از وجود عینی جدا نیستند و عالم
وحی بدون آنہا ثبوتے ندارند و در بعضے
نسخہ لا زال عن الوجود العینی واقع است
بجائے لا نزول از ازالہ باشد مفعول را
دعینی یقین است و بار موحدہ۔ یعنی
امور کلیہ باطن و دور جدا کردہ نمی شوند از
وجود العینی ممکن نیست کہ امور مذکور باطن
دعینی نباشند۔ ولتواند بود کہ وجود عینی بحال
سابق باشد۔ **ق** ولہا الحکم والاثر فی کل
مالہ وجود عینی بل ہو عینہا لا غیرہا اعنی اعیان
الموجودات العینیہ ولم تزول تلک الحقائق
الکلیہ عن کونہا معقولۃ فی نفسہا **ل** یعنی مر
آن امور است حکم واثر در ہر چیزے کہ مر
او را موجود عینی باشد چہ اگر مر موجود وحی را
مثلاً وجود وحیات نباشد موجود وحی نباشد

ہے تحقیق وہ ہر شے کا محیط ہے اور ملائکہ تے یہ نہ سمجھا
کہ ہمارا یہ دعویٰ موجب شرک اور مورث کفر ہے۔
حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی اس مقام پر فرماتے
ہیں کہ فرشتوں کی نیاں بھی قادر مختار کے قبضہ میں
مقبوض ہیں جیسا کہ اس وقت گذرا پس تم بھی فرشتوں
کو معذور رکھو کہ تم توانا اور جاننے والے ہو۔ توانا بود
ہر کہ دانا بود۔ ز دانش دل سر برنا بود۔ اگرچہ ملائکہ
اہل ضعف اور ارباب عذر ہیں کہ تم کو معذور نہیں رکھا
تو گو تو واد خوان تو من خواں واد دان۔ تو جان باش
داو ن تو تن باش او جان۔ اور بعضے نسخوں میں عقف
متروک ہے یعنی ہمارے لئے حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام
اور ملائکوں کا حال بیان کیا جیسا کہ گذرا وہ یہ ہے کہ
ملائکوں نے اللہ تعالیٰ سے خلیفہ کے بنانے پر اعتراض
کیا اور آدم علیہ السلام کے حق میں طعن وجراحت کی
اور اعتراض وندامت کے میدان میں آکر حق تعالیٰ
سے منازعت کرنے لگے اور ملامت اور انفعال کے
مقام پر کھڑے ہو گئے ہم سے اس لئے بیان کیا کہ ہم
اللہ اور اُس کے حکم کے سامنے ادب سے کھڑے
رہیں۔ اور بڑائی وبزرگی وپاکیزگی کا اللہ تعالےٰ کے

Marfat.com

ومتصف بکمالات نشود وہم چنیں علم وارادہ
حاکم اند و ما بر در عالم و مرید پس اعتراض
کرد ازیں قول وگفت بل ہو عنبا لیتی بلکہ
موجود عینی عین امور کلیہ است لیعنی غیر آنہا
نیست چنانکہ گفت لا غیرہا پس قول شیخ
قدس سرہ کہ عنی اعیان موجودات العینیہ
باشد تفسیر ہو است کہ در بل ہو باشد یعنی
مر دبیدارم از ہو اعیان موجودات خارجی
یعنی اعیان ان موجودات خارجی عین امور
کلیہ ند پس مر امور کلیہ را حکم و اثر در نالہ
وجود العینی کہ عین ثابتہ باشد ہرگز نیست
بلکہ حکم و اثر در القاف عین اعیان ثابتہ است
چہ نالہ الوجود العینی کہ عین ثابتہ باشد بحکم
وجود علم وحیات وارادہ موجود است
وعالم وحی و مرید پس حکم و تاثیر امور کلیہ
چون وجود وحیات وعلم وقدرت مثلا در
امور کلیہ کہ اعیان موجودات خارجی باشند
نیست بلکہ در اتصاف است وامور نکو
باوجود آنکہ حکم و تاثیر دارند در وجدا

ساتھ دعویٰ نہ کریں اور کسی پر طعن وجرح کرنے سے پرہیز
کریں اور بہ تامل صادق واعتبار واثق سوچیں اور سمجھیں
اور اس مثال خام سے باز رہیں اور منازعت حق تعالےٰ
درمیان میں نہ لاویں اور مست کر غور وخوض سانھ خوف
کھانیوالوں کے اللہ تعالیٰ کے اس حکایت سے دب سکیں
یعنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں حرکت نہ دیں ور نہ
کچھ کہ فرشتوں سے صادر ہوا ہم سے صادر نہ ہو تا جدرتی
اور قبول احکام کے علاوہ دوسرا کام ہمارا نہ ہو چونکہ
اللہ تعالیٰ نے حکمت وعرفت سے ہوں کر نکام تہ ہوئے
اس علم کے دوسری چیز کہ ہو ... ہی ہم اس
چیز کا دعویٰ اللہ تعالیٰ سے نہ کریں جو ہمارے لئے
سزاوار نہیں ہے اس لئے کہ ہم ہی دوحق کی حقیقت
کو پہچانتے ہیں اور کل امور کے ضبط کرنیوالے ہیں
ہمارے لئے زیادہ مناسب یہی ہے کہ جو چیز ہمارے لئے
نہیں ہے اس چیز کا دعویٰ کسی حال میں بھی ہم حق
تعالیٰ سے نہ کریں کیونکہ تمام کمالات اسی کے ہیں ظاہر
ہم میں اور باطن وہ ہے یہ غلط ہے ظاہر وہی ہے باطن
وہی ہے ہم اور تم جو درمیان میں ہے یہ تم ہی وہم
ہے اصل میں حق ہے ... اس ...

Marfat.com

نمیشوند از معقولیۃ کہ نظر بذات معقول اند
چنانکہ گفت **ق** ولم یزل تلک الخالق
الا ولم یزل از زوال نزول است
پس باوجود آنکہ آن امور از وجود عینی جدا
نبستند و حکمے و اثرے دارند۔ اما نظر بذات
و تعین خود معقول اند۔ **ق** فہی الظاہرۃ
من حیث اعیان الموجودات کما ہی الباطنۃ
من حیث معقولات **ل** یعنی پس امور کلیہ
ظاہر اند نظر باعیان موجودات خارجی و
احکام و آثارے کہ ظاہر اند از موجودات
خارجی چہ اعیان موجودات خارجی و آثار
آن ظاہر اند و اعیان موجودات خارجی
عین آن امور کلیہ معقولہ اند چنانچہ امور مذکور
باطن اند نظر بمعقولیۃ آن چہ نظر بذات
خود وجودی در خارج ندارند **ق** فاستناد
کل موجود عینی لہذاہ الامور الکلیۃ اللتی
لایمکن رفعہا عن العقل ولا یمکن وجودہا
فی العین وجود و تزول بہ عن ان یکون
معقولۃ سو **ل** یعنی پس استناد ہر موجود

ہم مستحق نہیں ہیں اور ہر اُس چیز کا کمال اپنے میں دیکھنا جہل
اور حجاب اور غفلت اور غرور ہے۔ یعنی ہمارے لئے کسطرح
سے یہ سزاوار ہے کہ دعویٰ کے لگام کو ہم عام کردیں اور چھوڑدیں
اور اپنے دعویٰ کے زعم میں اپنے وجود و کمالات کو اپنی طرف
نسبت دیں یعنی ایسی چیز کا دعویٰ ہم نہ کریں جو ہمارے لئے
حقیقتاً اور نسبتاً کسی طرح جائز نہیں ہے اور ایسے چیز کا
بھی دعویٰ نہ کریں جس کا علم ہم نہیں رکھتے گر ایسی چیزوں کا
ہم دعویٰ کریں گے جو ہمارے لئے کسی طرح سزاوار نہیں ہے
تو سوائے فضیحت اور رسوائی کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔
جس طرح سے کہ ملائکہ کہ اہلیت اور قابلیت اُن میں
خلافت کی نہ تھی اس منصب عالی کا دعویٰ کیا جس کے
وہ مستحق نہ تھے اور آدم کی حقیقت اور اپنی حقیقت سے
محجوب اور غافل تھے اور آدم کی جمعیت اور خلافت کے
استحقاق کو نہیں جانتے تھے اگر جانتے تو جان جلتے کہ ہم
خلافت کے مستحق نہیں ہے خلافت کا مستحق انسان ہے
اور فساد و خون ریزی اپنے حال پر ہے اور یہ معنی ہر
انسان میں نہیں ہے افضل انسان ملائکہ سے افضل ہے
اور خلافت کا مستحق ہونا احاطہ علمی کے نظر سے ہے کثرت
طاعت و تسبیح و تقدیس کے نظر سے نہیں ہے۔ پس مثل

Marfat.com

عینی باین امور کلیہ وانتساب آن بسوئے
امور مذکورہ کہ ممکن نباشد رفع وبرداشتن
آن از عقل ازان کہ آن امور عقلی باشند
وممکن نیست وجود آن امور در خارج کہ
براشند بسبب آن وجود از معقولۃ وباطنۃ
برابراست یعنی انتساب ہر موجود عینی واجب
وممکن بسوی این امور کلی کہ نظر بذات واز
غیر اعتبار عروض مرمعروضات را وجودے
ندارند واز معقولیہ صرف وباطنیہ خالص
نمی براشند برابراست چہ درہمہ صورت
مر امور کلی را حکمے واثرے باشد وگمان نہ
بری کہ حکم وتاثیر امور کلی در ممکن باشد وبس
ودر بعضے نسخہ کلمہ سواء متروک است و
برین تقدیر خبر مبدا کہ استناد کلی موجود عینی
باشد وقول او لہذا الامور الکلیہ است یعنی استناد
ہر موجود عینی بسوی آن امور است یعنی واجب
وممکن درین استناد وانتساب برابر ند و
این قول بر تقدیر اول متعلق است باستناد
وسواء خبر است استناد ق سوا رکان ذلک

فرشتوں کے ہم دعویٰ نہ کریں۔ نہیں تو مثل اُن کے ہم
بھی اپنے جھوٹے دعویٰ سے اللہ تعالیٰ اور اُس کے
اہل کے نزدیک جو کہ ہر اُمور کے عارف ہیں فضیحت
ورسوا ہوں گے اور اُن کو بھی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے
فرشتوں کا دعویٰ کس طرح جھٹلایا ہے۔ پس یہ تعلیم
الٰہی اور تلقین موسیٰ جو کہ فرشتوں اور اللہ تعالیٰ کے
درمیان منازعت کے قصہ میں ہے اُن جملہ تلقینوں
میں سے ہے کہ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندون
کو جو کہ قابل ادب ہیں اُن کو ادب سکھلاتا ہے اور
وہ ادب کرتے ہیں اور علاوہ اس کے اللہ تعالیٰ کے
جوان مردون سے جو کہ امین ہیں اور اُس کے اسرار
کے امانت رکھنے والے ہیں وہ خلفاء اور صاحب
خلافت ہیں اور ہلاکت اور انعدام سے خلق کو بچاتے
ہیں اور حفاظت کرتے ہیں اُن کو بھی اللہ تعالیٰ ادب
سکھلاتا ہے اور وہ صاحب ادب ہیں تحقیق وہ
وہ لوگ زبان کو حرکت نہیں دیتے اور وارد اللہ تعالیٰ
کے حکم کے اور جلدی نہیں کرتے یہاں تک کہ اُس کا
شرح وبیان ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے شرح
وبیان کا ذمہ دار ہے۔ یہ بیان [illegible] کا جو کہ

Marfat.com

الموجود العینی موقتا او غیر موقتا او غیر موقت
بسبب الموقت وغیر الموقت الی ہذہ الامر
الکلی نسبت واحدة ل یعنی برابر است کہ
باشد موجود عینی موقت بمعنی زمانی چنانکہ
ممکن حادث یا غیر موقت زمانی چنانکہ ممکن
قدیم و قدیم واجب نسبت زمانی و غیر
زمانی بسوئے امر کلی و معقول یکسان است
در محکوم و متاثر شدن از اں امر ہر دو
موجود مشترک اند و ساوی موجود زمانی
و غیر زمانی در استناد بسوئے امر کلی مخل نہ
مضر نیست و حکم باین کہ امر کلی در آں موجودے
عین آں قدیم باشد و در موجودی دیگر
غیر آں و حادث منافی وحدت نسبت
ہر دو بسوی امر کلی نباشد این حکم باقتضار
محال امر کلی است کہ ہر موجودات عینی باشد
چہ ہر محال را سر در امر کلی حکمے و تاثیرے است
چنانکہ ق غیر آں ہذا الامور کلی
ترجع الیہ حکم من الموجودات العینۃ بحسب
ما تطلبہ حقائق تلک الموجودات العینۃ

خلق کے ساتھ ہے اُس کا اور حق کے مراتب کے سریان کا بلکہ
حق وخلق ایک دوسرے کے عین ہیں اُس کا اور یہ کہ
انسان حق کی صورت پر پیدا کیا گیا ہے شروع کیا جاتا
ہے یہ بیان چند حکمتوں پر مبنی ہے اس لئے اُس بیان
سے پہلے اُن حکمتوں کو بیان کرنا مقدم ہوا۔ حضرت
شیخ ابن عربی قدس سرہ العزیز ہم سب کو اس حکایت
سے اُس حکمت و معرفت کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ
وہ حکمت و معرفت ہم سب کو حکمت و معرفت سکھانیوالی
اور اوہام باطلہ اور شکوک کے جنگل سے نجات
دلانیوالی ہے پس ہم سب پر لازم و فرض ہے کہ اُس
حکمت کو سمجھیں کہ وہ حکمت اور معرفت کیا ہے۔ حضرت
شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ سمجھ کہ امور کلیہ مثلاً علم و
حیات کا اگرچہ خارج میں کوئی وجود نہیں ہے اور نظر
بذات خود میں بغیر عروض کے موجود و ظاہر نہیں
ہوتے لیکن اُس کا وجود عقل میں ہے اور معلوم ہے
اور بے شک و شبہہ ثابت ہیں پس وہ امور باطنی میں
ہیں کہ معقول اور معلوم میں ذہن میں۔ یعنی باوجود
اس کے کہ وہ خارج میں کوئی وجود نہیں رکھتے لیکن
موجود عینی سے جدا نہیں ہوتے اس لئے کہ موجود عینی

Marfat.com

کنسبة العلم الی العالم والحیاة الی الحی فا
لحیواة حقیقتاً معقولة والعلم حقیقة معقولة
متمیزة عن الحیات کما ان الحیات متمیزة
عنہ ل یعنی لیکن بدرستیکہ بسوی این امر کلی
معقول راجع میشود وتاثیر میکند دروے
حکمے از موجودات خارجہ بحسب مقتضائے
حقائق آن موجودات چنانکہ نسبت علم
بسوے عالم ونسبت حیات بسوے حی
پس حیات حقیقت معقولہ است وعلم
حقیقت المعقولہ متمیزہ است از حیات
چنانچہ حیات از علم یعنی مرام معقول کلی را
حکمے واثرے است در موجود عینی وبسوے
ہر موجود عینی از واجب وممکن مستند است
علی السویہ کہ نسبت موقت وغیر موقت
بسوی امر کلی برابر باشد لیکن متعین میشود
مرام کلی را حکمے از موجودات خارجی کہ محال
امر کلی باشد چنانچہ تقاضا کند پس امر کلی
را دراک موجود حالت دیگر باشد بحسب
حقیقت آن ودر موجودے دیگر بحسب

بغیر اُن کے معصور نہیں ہیں اور عالم وحی بغیر اُن کے
ثبوت نہیں رکھتے۔ پس علم وحیات اگرچہ باطن ہیں لیکن
موجود عینی سے جدا نہیں ہیں اور عالم وحی کا ثبوت اُنھیں
سے ہے۔ بعضے نسخوں میں لایزال عن الوجود العینی واقع
ہے بجائے لا ارول عن الموجود العینی کے اسی صورت
میں لا ازال ازالہ سے ہے اور معقول کیلئے مبنی ہے اور
عینی عین اور بائے موحدہ سے ہے یعنی امور
کلیہ باطن ہیں لیکن موجود عینی سے دور وجدا نہیں کئے
جا سکتے یہ ممکن نہیں ہے کہ امور کلیہ باطن اور عینی نہ ہوا
اور ہو سکتا ہے کہ وجود عینی اپنے سابق پر رہو۔ یعنی خاص
اُن امور کیلئے کہ جن کیلئے وجود عینی ہے امور کلیہ کا
حکم واثر ہے کیونکہ اگر موجود وحی کو مثلاً وجود وحیات
نہ ہو تو موجود وحی نہیں ہو سکتے اور کمالات سے
متصف بھی نہ ہوں گے اسی طرح علم وارادہ حاکم ہیں
اور عالم مرید میں اثر کرنیوالے ہیں پس اس قول سے
اعراض کیا اور کہا بل ہو عینہا۔ یعنی بلکہ وجود عینی
عین امور کلیہ ہیں اُن کے علاوہ نہیں ہیں جیسا کہ لا غیرہا
کہا گیا۔ شیخ قدس سرہ کا قول جو کہ اعیان الموجودات
العینیہ ہے ہوکی تفسیر ہے جو کہ بل ہو میں ہے ہو سے مراد

Marfat.com

حقیقت وے چنانکہ عنقریب مکشوف
می شود پس نسبت علم بسوے ہر عالم نسبت
واحد است واثرے وحکمے دارد در ہر عالم
وہم چنیں نسبت حیات بسوئے ہر حی
نسبت واحد است وحکمے واثرے دارد
در ہر حی وہر یکے از علم وحیات امر کلی است
وحقیقت معقولہ وہر یکے متمیز ومنفرد است
از دیگرے چنانکہ مر علم وحیات را حکم واثر نسبت
در عالم وحی ہم چنین مر عالم وحی را حکمے واثرے
است در علم وحیات بحسب حقیقت عالم
وحی چنانکہ بشنوی۔ ق ثم نقول فی حق
تعالی آن کہ علم وحیاۃ فی الحی لہ علم ونقول
فی الملک ان لہ علما وحیاۃ فہو الحی العالم و
نقول فی الانسان ان لہ حیاۃ وعلم فہو الحی
العالم وحقیقت العلم واحدۃ وحقیقت
الحیاۃ واحدۃ ونسبتہا الی العالم والحی
نسبۃ واحدۃ ل بن تو شروع است
درمیان وتاثیر حکم مرتفعی در موجودات
عینی واجب باشد یا ممکن۔ درمیان براب

اعیان موجودات خارجی ہیں یعنی اعیان موجودات
خارجی عین امور کلیہ ہیں پس امور کلیہ کا جو کچھ حکم واثر
مالہ الوجود العینی میں کہ عین ثابتہ ہے ہرگز نہیں ہے بلکہ
حکم واثر اعیان ثابتہ کے اتصاف میں ہے کیونکہ مالہ الوجود
العینی کہ ہیں عین ثابتہ ہے بحکم وجود وحیات وارادہ
موجود ہے اور عالم وحی ومرید ہیں۔ پس حکم وتاثیر
امور کلیہ مثل وجود وحیات اور علم وقدرت مثلاً امور کلیہ
ہیں اعیان موجودات خارجی میں اُس کا حکم واثر نہیں
ہے بلکہ حکم واثر اتصاف میں ہے اور امور مذکورہ باوجود
اس کے کہ حکم وتاثیر رکھتے ہیں معقولیت سے دور وجدا
نہیں ہو سکتے اس لئے کہ وہ بذات خود معقول ہیں جیسا
کہ گذر چکا۔ لم یزل ولا یزال ازل سے ہے۔ یعنی باوجود
اس کے کہ امور کلیہ وجود عینی سے جدا نہیں ہیں اور
حکم واثر رکھتے ہیں لیکن اپنے عین وذات کی نظر سے
معقول ہیں۔ یعنی امور کلیہ اعیان موجودات خارجی
میں ظاہر ہیں اور موجودات خارجی میں اُن کے
احکام واثرات کا ظہور ہے کیونکہ اعیان موجودات
خارجی میں اُن کے آثار ظاہر ہیں اور اعیان موجودات
خارجی عین اُس امور کلیہ معقولہ کے ہیں جیسا کہ امور

Marfat.com

ویکساں بودن نسبت امر کلی بسوئ ہر واحد
یعنی پیشتر میگویم در حق تعالیٰ کہ مر او را علم است
وحیات پس حق تعالیٰ عالم وحی باشد ومیگویم
در حق ملک کہ ہر ملک راحیات است وعلم
پس ملک حی و عالم باشد ومیگویم در حق
انسان کہ مر انسان راحیات است وعلم
پس انسان حی وعالم باشد وحقیقت علم و
حیات آن یکے است جمیع افراد حی ونسبت
ہر دو بسوئ عالم وحی نسبت واحد است
پس چنانکہ ممکن بے علم وحیات عالم وحی
نیست ہم چنین واجب تعالیٰ بے علم وحیات
عالم وحی نباشد پس علم وحیات را حکم وتاثیر
است در جمیع افراد کہ بحکم وتاثیر آن ہر دو عالم
اند وحی وحقیقت ہر واحد ازہر دو محل
یکی است ق ونقول فی العلم الحق تعالیٰ انہ
قدیم وحی العلم الانسان انہ حادث ل این
شروع است در بیان تاثیر وحکم موجود عینی
در امر کلی یعنی میگویم در حق علم حق تعالیٰ کہ آن
علم قدیم است وعدم مسبوق بعدم وغیر زبانی

مذکورہ اُس کے نظر معقولیہ سے باطن ہیں کیونکہ نظر بذات
خود خارج میں امور کلیہ کا کوئی وجود نہیں ہے۔ یعنی
استناد وانتساب امور کلیہ کا ہر موجود عینی سے ہے
اور عقل سے اُن کے وجود کو دور کرنا محال ہے موجودات
عینی خارجی سے استناد وانتساب کے وقت بھی وہ
معقول ہی رہیں گے اُس کا وجود جس طرح جیسے کہ وہ
ہیں خارج میں ممکن نہیں ہے اور اس وجہ سے کہ وہ
امور عقلی ہیں۔ اُن کا وجود خارج میں جیسے کہ وہ ہیں
ممکن نہیں ہے اور اسی وجود کے سبب سے معقولیت اور
باطنیت میں برابر ہیں یعنی ہر وجود عینی کا انتساب جو کہ
واجب اور ممکن ہیں امور کلیہ کی طرف جو کہ عروض کے بغیر
ظاہری وجود نہیں رکھتے۔ اور معقولیت صرف و
باطنیت خالص سے نہیں نکلتے برابر ہے کیونکہ تمام صورتوں
میں امور کلیہ کا حکم واثر ہے تم یہ گمان نہ کرو کہ امور کلیہ کا
حکم واثر ممکن ہی نہیں ہے اور بس بعضے نسخوں میں کلمہ
سوا متروک ہے ایسی صورت میں خبر مبتدا جو کہ
استناد کل موجود عینی کا ہے شیخ قدس سرہ کا قول
ھذا الامور الکلیہ ہے۔ یعنی استناد وانتساب ہر
موجود عینی میں جو کہ واجب اور ممکن نہیں حکم واثر

Marfat.com

ومیگویم در حق علم انسان که آن علم حادث است
ومسبوق بعدم وزمانی پس علم باری تعالیٰ
از حکم محال باشد که واجب تعالیٰ قدیم است
وحدوث علم انسان سر از حکم محل باشد
که انسان حادث است وہم چنین حیات
پس ہر موجود عینی را که محل امر کلی باشد حکمی
وتاثیری است در امر کلی وہم چنین ملک
اگر ملک قدیم است چنانکه عقول عشره پس
علم وحیات او نیز قدیم باشد واگر حادث
باشد پس حادث این چنین است که ملک
را این چنین گردد که علم او مقابله علوم توان
کرد حقیقت امر کلی در جمیع محال یکی است
ونسبت آن سوی ہر محل برابر۔ ق
فانظر الی ما حدثته لا اضافت من الحکم فی
ہذہ الحقیقۃ المعقولۃ وانظر الی ہذا الارتباط
بین المعقولات والموجودات العینیۃ ل
یعنی نظر کن سوی چیزی که پیدا کرده است
آنرا اضافه ونظر کن بسوی ارتباط
وموا صلت میان معقولات که نظر بذات

امور کلیہ کا دونوں میں برابر ہے یہ قول پہلی صورت پر
استناد سے متعلق ہے اور سوا ۱۶ اُس کی خبر ہے۔ یعنی
برابر ہے کہ ہو موجود عینی موقت بمعنی زمانی جیسے کہ
ممکن حادث یا غیر موقت بمعنی غیر زمانی جیسے کہ ممکن قدیم
اور قدیم و واجب کی نسبت زمانی و غیر زمانی امر کلی
و امر معقول کی طرف برابر ہے اور دونوں اُس کے
حکم سے محکوم و متاثر ہیں دونوں موجود زمانی اور
غیر زمانی استناد میں امر کلی کی طرف برابر ہونے میں
محل و مظہر ہیں اور یہ حکم کہ امر کلی ایک موجود میں
اُس کا عین و قدیم ہے اور دوسرے موجود میں خلاف
ہوں گے و علاوہ اس کے ہے اور وہ حادث ہے یہ امر
دونوں طرف نسبت کرنے سے امر کلی کے وحدت کے
منافی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ حکم و اثر امر کلی کا موجودات
عینی کے محال کے اقتضاء سے ہے اس لئے کہ محال کا
بھی حکم و اثر امر کلی میں ہے۔ لیکن اس امر کلی معقول
کی طرف وہی حکم راجع ہوئے اور استناد و نسبت
پانے اور تاثیر کرتے ہیں جس کو موجودات خارجہ
کے اعیان کے حقائق اپنے اپنے استعدادات کے
مطابق جیسے کہ وہ ہیں طلب و تقاضا کرتے ہیں

Marfat.com

وجود عینی ندارد و میان موجودات عینی پس
قدم واجب تعالیٰ را نسبت آن علم بسوئے
واجب تعالیٰ پیدا کردہ است و حدوث
علم الانسان و ہر حادث را اضافۂ نسبت
آن علم بسوئے انسان و ہر حادث پیدا کرد
پس مرتبط شد ہر واحد از امر کلی و موجود
عینی بدیگرے مارتباط کلی و اگرنہ بتاثیر
یکے در دیگرے ارتباط حاصل است و حکم
یکے در دیگرے کافی باشد برائے ارتباط
پس محل و اضافۂ امر کلی بسوے وے
در وے حکم و اثر کرد و قدم و حدوث
بخشید چنانکہ بیشوی۔ ق حکما حکم العلم
علی من قام بہ انہ عالم حکم الموصوف نہ
علی العلم بانہ حادث فی الحق الحادث
قدیم فی الحق القدیم ل یعنی پس چنانکہ حکم
کرد علم برکسے کہ قائم باشد بوی این کہ آنکس
عالم است حکم کرد آنکہ موصوف باشد بدان
علم بر آن علم کہ آن علم حادث باشد در حق
حادث و قدیم در حق قدیم۔ پس چنانکہ علم

جیسے کہ علم کی نسبت عالم کی طرف اور حیات کی نسبت
حی کی طرف ہے حیات حقیقت معقولہ ہے اور حقیقت
معقولہ حیات سے متمیز ہے جس طرح سے حیات حقیقت
معقولہ علم سے متمیز ہے یعنی امر کلی معقولہ کو موجودات عینی
خارجہ میں خاص ایک حکم و اثر ہے اور ہر موجود عینی ممکن
و واجب کی طرف برابر مستند و منسوب ہیں یعنی نسبت
زمانی و غیر زمانی (موقت و غیر موقت) امر کلی معقول
کی طرف برابر ہے لیکن موجودات خارجی جو کہ محال خاص
امر کلی کے ہیں اُن کے اقتضاء و استعدادات کے موافق
و موافق حکم و اثر امر کلی کا اُن محال سے خاص اور متعین
ہوتا ہے پس امر کلی کی ایک موجود میں اُس کے حقیقت
و استعداد کے اقتضاء کے موافق دوسری حالت ہوتی
ہے اور دوسرے موجود میں اُس کی حقیقت و استعدادات
کے اقتضاء کے موافق دوسری حالت ہوتی ہے علم کی
نسبت ہر عالم کی طرف نسبت واحد ہے اور علم کا حکم
و اثر ہر عالم میں ہے اسی طرح حیات کی نسبت ہر
حی کی طرف نسبت واحد ہے اور حیات کا حکم و اثر
ہر حی میں ہے۔ اور ہر ایک علم و حیات امر کلی معقولہ
ہیں اور ایک دوسرے سے منفرد اور متمیز ہے۔

Marfat.com

حکم کرد بر موجود عینی حکم کرد بر علم و در بعضے نسخ
بجائے این قول چنین واقع است حکما علم
لعلم علی من قام به ان یقال فیه انه عالم
کذلک علم الموصوف به الخ. و مراد ظاہر ست
و مقصود ہر دو عبارت یکے است ق
فصار کل واحد محکوما به و محکوما علیه ل
یعنی پس گشت ہر واحد از امر کلی و موجود
عینی محکوم به و محکوم علیه. یعنی بعلم حکم کردیم
که واجب تعالیٰ و انسان ممکن عالم اند پس
موجود عینی محکوم علیه باشد و علم که امر کلی
باشد محکوم به یعنی بعلم حکم کرده شد که بر موجود
عینی که عالم است و اگر گوئی که علم کرده است
بر موجود عینی به عالم روا باشد و مآل ہر دو
یکے است و ہم چنین بحل علم حکم کردیم بر علم
که قدیم است و حادث پس امر کلی محکوم علیه
باشد و موجود عینی که محل امر کلی است محکوم
به یا گو که حاکم ست و حکم ذہن تابع امر کلی
و موجود عینی ق و معلوم ان ہذه الامور
الکلیة و ان کانت معقولیة فانها معدومة

جیسے کہ علم و حیات کا اثر عالم وحی میں ہے اُسی طرح عالم
وحی کا علم و حیات میں بحسب حقیقت و استعدادات
عالم وحی کے حکم و اثر ہے۔ حکم و اثر و نسبت امور کلیہ کی
موجودات عینی میں جو کہ واجب اور ممکن ہیں ہر ایک کی
طرف برابر و یکساں ہے شروع کیا جاتا ہے۔ ہم سب
کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کیلئے علم و حیات ہے اور حق تعالیٰ
حی و عالم ہے پھر ہم کہتے ہیں کہ فرشتوں کیلئے علم و حیات
ہے اور وہ حی و عالم ہیں۔ اسی طرح انسان کیلئے ہم کہتے
ہیں کہ اُن کیلئے بھی علم و حیات ہے اور حی و عالم ہیں۔
اور علم کی ماہیت و حقیقت تمامی افراد عالم میں ایک ہے
اسی طرح حیات کی ماہیت و حقیقت تمام افراد حی
میں ایک ہے اور نسبت علم و حیات کی طرف عالم و
حی کے نسبت واحد ہے۔ اب سمجھو کہ جس طرح سے
ممکن بغیر علم و حیات کے عالم و حی نہیں ہے اُسی طرح واجب
تعالیٰ بھی بغیر علم و حیات کے عالم و حی نہیں ہے علم و حیات
کا ہر افراد میں یکساں حکم و اثر ہے۔ علم و حیات کے حکم و
تاثیر و اثر سے ہر افراد عالم و حی ہیں اور علم و حیات کی
حقیقت ہر محلات میں ایک ہے حکم و تاثیر موجودات
عینی کا جو کہ امور کلیہ میں ہے اُس کا بیان ہے۔ یعنی ہم

Marfat.com

فی العین موجودات فی الحکم کما ہی محکوم علیہا
اذا نسبت الی الموجود العینی ل یعنی معلوم است
و مقرر کہ امور کلیہ اگرچہ معقول باشند و وجودے
دارند در عقل لیکن معدوم اند در خارج کہ
وجودے در خارج بلا اعتبار عروض ندارند
و موجود اند در حکم کردن بر وجود عینی چنانکہ
محکوم علیہ اند وقتیکہ نسبت دادہ شوند
بسوئے موجود عینی پس اگرچہ امر کلی عقلی
باشد و وجودے دارد در عقل لیکن در
خارج معدوم است و در حکم کردن بر
اعیان موجودہ و بوجود عینی حاکم است
وقت حکم چنانکہ محکوم علیہ است وقت نسبت
بسوئی موجود عینی ق فصل الحکم الامکان
فی الاعیان الموجودات ولا تصل التفصیل
ولا التجری فان ذلک محال علیہا ل واز
شرح قیصری معلوم بشود کہ در بعضے نسخہ
لفظ امکان نیست یعنی پس قبول کند آن
امور مذکور و حکم ممکن را در اعیان موجود
در خارج و قبول نمیکند بتفصیل و تجری را

کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا علم قدیم یعنی عدم مسبوق عدم سے
اور قدیم وغیر زمانی ہے اور ہم انسان کے علم کے حق میں
کہتے ہیں کہ وہ مسبوق عدم سے ہے اور حادث و زمانی
ہے اس کو بھی سمجھو کہ جبکہ واجب تعالیٰ قدیم ہے تو اُس کے
علم کا قدیم ہونا اُس کے محل کے حکم و اقتضار سے ہے
اور جبکہ انسان حادث ہے تو اُس کے علم کا حادث ہونا
اُس کے محل کے اقتضار و حکم سے ہے اسی طرح حیات
کا حکم ہے ہر موجود عینی جو کہ محال امور کلیہ کے ہیں حکم و
اثر امور کلیہ میں ہے۔ اور اسی طرح فرشتے ہیں چونکہ فرشتے
قدیم ہیں جس طرح عقول عشرہ قدیم ہے اس لئے اُن
کے محل کے اقتضار سے حیات اور علم اُن کا قدیم ہے اگر
حادث ہیں تو حادث ہیں۔ اس وجہ سے اس قیاس پر
فرشتوں کا ذکر نہیں کیا اُن کو اس سے معلوم کر سکتے ہیں
حقیقت امور کلیہ کی تمام محال میں ایک ہے اور نسبت
اُن کی ہر محال میں برابر ہے۔ یعنی اُس چیز کی طرف نظر
کرو کہ اُس کو اضافت و نسبت پیدا کیا ہے۔ اور نظر
کرو ارتباط و مواصلت درمیان معقولات اور موجودات
عینی کہ کس طرح اتم و اکمل ہے اب اس کو سمجھو کہ علم کی
نسبت و اضافت نے چونکہ حق تعالیٰ قدیم ہے اس وجہ

Marfat.com

چہ بدرستیکہ تفصیل و تجری محال است در امور
کلی یعنی اگرچہ امور کلیہ حکم را در موجودات عینی
قبول میکنند و ممکن باشد ایں حکم لیکن تجزی
و بعضی را قبول نمیکنند کہ در یک موجودے
حصہ باشد و در موجودے دیگر حصہ دیگر
چہ تجزی و تفصیل در امور کلیہ محال است
چہ حقائق بسیط باشد یا مرکب طریان تجزی
بر حقائق ممکن نیست مثلاً علم اگرچہ حکم کرد در
موجود عینی و افراد مکثر را عالم ساخت و
بعروض و لحوق در مواد متعددہ متحقق شد
لیکن تجزی نیست چہ تمامہ در ہر عالم باشد
چنانکہ میشوی ق فانہا بذاتہا فی کل موصوف
بہا کالانسانیۃ فی کل من ہذا النوع
الخاص لم تفصل ولم تتعدد بتعدد الاشخاص
ل یعنی چہ بدرستیکہ امور کلیہ بذاتہ و بتمامہ
در ہر موجود اند کہ موصوف باشد بآنہا
چنانکہ انسانیت کہ امر کلی است در ہر
شخصے و ہر فردے ازیں نوع خاص کہ
انسان باشد تفصیل و تجزی نیافتہ است

سے واجب تعالیٰ کے علم کو قدیم ظاہر کیا اور انسان چونکہ
حادث ہے اس لئے علم کی حقیقت و نسبت و اضافت
کے انسان کے حق میں علم کو حادث ظاہر کیا ہر ایک امر کلی
موجود عینی ایک دوسرے سے ارتباط کلی کے ساتھ مرتبط
ہوگے۔ ورنہ ایک دوسرے کی تاثیر سے ارتباط حاصل
ہے اور ارتباط کیلئے ایک کا حکم کافی ہے۔ پس محل اور
اضافت امر کلی نے اس کے طرف اس میں حکم و اثر کیا
اور ایک کو قدم اور دوسرے کو حدوث بخشا۔ یعنی
پس علم نے جس کا تعلق علم سے ہوا اس پر حکم کیا کہ وہ
عالم ہے اسی طرح اس عالم نے علم پر حکم کیا کہ وہ علم
حادث میں حادث ہے اور قدیم میں قدیم ہے یعنی جس
طرح سے علم نے موجود عینی پر حکم کیا اسی طرح موجود عینی
نے علم پر حکم کیا۔ اور بعضے نسخوں میں بجائے اس قول
کے اس طرح واقع ہے حکما حکم العلم علی من قام بہ ان
یقال فیہ انہ عالم کذلک حکم الموصوف الخ اس قول سے
مراد ظاہر ہے اور مآل ہر دو عبارت کا ایک ہے۔ یعنی
پس ہر ایک امر کلی وجود عینی محکوم بہ و محکوم علیہ ہوگیا
ہم نے علم سے حکم کیا کہ واجب تعالیٰ اور انسان ممکن
عالم ہیں ایسی صورت میں موجود عینی محکوم علیہ ہوا

Marfat.com

وانقسام نہ پذیرفتہ است ومتعدد ومکثر نشدہ بتعدد واشخاص وافراد پس امور مذکورہ بذاتہ وسمائہ بہر موجود عینی کہ موصوف باشد بداں امور متحقق ومتعلق اند نہ باحرار کہ بعض وے در بعض باشد وبعض دیگر در بعض دیگر چنانکہ انسانیت بتمامہا در ہر فرد انسان است ہرگز بفصل وتجزی را قبول نمودہ است واز دائرہ وحدت نہ برآمدہ وچون افراد مکثر نشدہ واگر نہ ہر فرد انسان نباشد وانچہ میگویند کہ حصہ انسانیت در زید باشد مثلاً غیر آن حصہ است کہ از عمر باشد از باب تسامحات است ومقصد آن است کہ انسانیت زید مکتنف است بعوارض ومستخفاص زیدی وانسانیت عمرو مکتنف بعوارض ومسحصات عمروی ق ولا برحت معقولیتہا یعنی ہمیشہ اند امور کلیہ معقول وثابت در عقل پس حقیقت الحقائق در تمامی حقائق مکثرہ وافراد متعددہ وسامہا باشد وہرگز مکثر ومتکثر دران حقیقت

اور علم جوکہ امر کلی ہے محکوم بہ ہوا یعنی علم کے سبب سے موجود عینی پر حکم کیا گیا کہ وہ عالم ہے اور اگر ہم کہو علم نے موجود عینی پر حکم کیا ہے روا ہے اور مآل دونوں کا ایک ہے۔ اسی طرح سے علم جس محل میں قائم ہوا اُس محل نے علم پر حکم کیا کہ وہ قدیم ہے وحادث ہے۔ ایسی صورت میں امر کلی محکوم علیہ ہے اور موجود عینی جوکہ امر کلی کا محل ہے محکوم بہ ہے۔ یا کہو کہ حاکم ہے اور حکم ذہن تابع امر کلی وموجود عینی ہے یعنی یہ بات مقرر ہے اور معلوم ہے کہ امور کلیہ کا وجود عقلی نہیں ہے اور خارج میں وہ معدوم ہیں اور اُن کا کوئی وجود نہیں ہے لیکن بلا شک وشبہ موجود عینی اُن کا حکم جاری وساری ہے اور جس وقت وہ وجود عینی کی طرف دے جاتے ہیں اُس وقت وہ محکوم علیہ ہیں امر کلی اگرچہ امور عقلی ہے اور عقل میں وجود رکھتے ہیں اور خارج میں وہ معدوم ہیں لیکن وجود عینی اور اعیان پر حکم کرنے اور نسبت دیتے ہیں وہ حاکم وقت ہیں جیسا کہ موجود عینی کی طرف نسبت دے جانے کے وقت وہ محکوم علیہ ہیں۔ قیصری کے شرح سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضے نسخوں میں لفظ امکان نہیں ہے۔ یعنی وہ امور کلیہ مذکورہ موجودات عینی واعیان موجودہ خارج میں

Marfat.com

واقع شده است و بکثر و تعدد مظاہر در
کارخانہ وحدت حقیقت الحقائق خلل نمود
و این بیان خالی از شائبہ تکرار نیست و
شیخ قدس سرہ نظر برین چیز ہا ندارد
و جز وجہ اللہ مقصود و منظور نیست ازینجا
است کہ در اکثر جای تکرار میکند و تواند بود
کہ در شرح قول سابق فیصل حکم الامکان
باشد بگوئی کہ پس قبول میکند حکم امکان را
یعنی حکم امور کلی ممکن است نہ تجری
ممکن نیست و مآل ہر دو توجیہ واحد است
ق واذ کان الارتباط بین من لہ وجود عینی
و بین من لیس لہ وجود عینی قد ثبت وہی
نسبت عدمیۃ فارتباط الموجودات
بعض اقرب ان یعقل لانہ علی کل حال
بینہما جامع وہو الوجود العینی وہناک فانم
جامع وقد وجد الارتباط بعدم الجامع فبا
الجامع اقوی واحق ل وقتیکہ ارتباط
میان کسی کہ مراد را وجود خارجی باشد
و میان چیزی کہ نیست او را وجود خارجی

اُس کے حکم کو قبول کرتے ہیں لیکن تفصیل و تجری کو قبول نہیں
کرتے اس لئے کہ تجری و تفصیل امور کلیہ میں ممکن نہیں ہے یعنی
اگرچہ امور کلیہ حکم کو موجودات عینی کے قبول کرتے ہیں اور
اُس کا اس حکم قبول کرنا ممکن ہے لیکن تجری و تبعیض کو
قبول نہیں کرتے کہ ایک موجود میں علم و حیات وغیرہ کا
کچھ حصہ ہو اور دوسری موجود میں علم و حیات وغیرہ کا
دوسرا حصہ ہو کیونکہ تجری و تفصیل امور کلیہ میں محال ہے۔
کیونکہ حقائق بسیط ہوں یا مرکب ہوں تقسیم کا حکم اوپر
حقائق کے ممکن نہیں ہے۔ مثلاً علم نے اپنے حکم اور نسبت
سے موجودات عینی کے افراد کو عالم بناتا اور علم اُن کے
عروق و لحوق سے مواد متعددہ میں متحقق ہوا لیکن تجری
نہیں ہے کیونکہ وہ سمامہ ہر عالم میں ہے۔ پس سمجھو کہ ہر
ہر موجود عینی جو کہ امور کلیہ سے موصوف ہیں سمامہ بذاتہ
اُس میں موجود ہیں جیسے کہ انسانیت یہ بھی امر کلی ہے
ہر شخص وہر فرد اُس نوع خاص سے جو کہ انسان ہیں
تفصیل و تجری نہیں پایا ہے یعنی امور کلیہ بذاتہ وسمامہ ہر
موجود میں جو کہ اُس سے موصوف میں موجود ہیں۔ اگرچہ
انسانیت ہر انسان میں موجود ہے لیکن تجری و تفصیل
نہیں ہے اور ہر ایک انسان میں تقسیم بھی نہیں ہے

Marfat.com

ثابت شد و حال آنکہ این امور نسبت عدمیہ
و اضافات اعتباریہ اندکہ غیر معروضات
آنہا موجود در خارج نیستند و خود وجود
خبر تعقل ندارند۔ پس ارتباط بعض موجودات
خارجی بہ بعض دیگر قریب بتعقل است
و نزدیک تر بفہم چہ بہر حال دو امر درمیان
ہر دو جامع ہست کہ وجود عینی باشد کہ ہر
دو موجود اند بوجود عینی و آن جا بعین در
امور عینیہ و امر کلی جامع نیست کہ امر کلی
معدوم است در خارج و طرف دیگر
موجود و حال آنکہ تحقق یافتہ شد ارتباط
میان این ہر دو با عدم جامع چنانکہ گذشت
پس ارتباط درمیان دو جز با جامع و با وجود
رابطہ قوی تر و سزاوار تر باشد و این ہمہ
ظاہر است و شرح نمی خواہد۔
بدانکہ کلمہ من کہ در من لہ وجود عینی باشد
بر سبیل تقلیب بہ باشد من کہ در من لیس
لہ وجود عینی باشد بطریق من شاکلہ است
و اقرب بمعنی اصل فعل است و آن تعقل

اور اشخاص کے کثرت سے متکثر بھی نہیں ہے پس امور کلیہ
بذاتہ و بتمامہ ہر موجود عینی میں جو کہ اُس سے موصوف ہیں
متحقق و متعلق ہیں اور اس طرح نہیں ہے کہ کوئی جز اُسکا
بعض انسان میں ہو اور کوئی جز بعض انسان میں ہو
جیسے کہ انسانیت بتمامہا ہر فرد انسان میں ہے ہرگز ہرگز
تجزی اور تفصل کو قبول نہیں کیا ہے اور امور کلیہ نے
کسی حالت میں بھی وحدت کے دائرہ سے قدم نہیں
نکالا ہے اور مثل افراد کے متکثر بھی نہیں ہوا ہے نہیں
تو ہر فرد انسان موجود نہ ہوتا اور جو یہ کہتے ہیں کہ حصہ
انسانیت کا جو کہ زید میں ہے مثلاً اُس حصہ کے علاوہ
ہے جو کہ عمرو میں ہے یہ لغویات سے ہے مقصد یہ ہے
کہ زید کی انسانیت عوارض اور مستحقات میں زید کی
سے مکتنف ہے اور بکر کی انسانیت عوارض اور
مستحقات میں بکری سے مکتنف ہے یعنی زید و بکر میں انسانیت
برابر ہے لیکن عوارض اور مستحقات میں زید بکر سے
جدا ہے۔ یعنی پس ہمیشہ امور کلیہ عقل میں ثابت اور
معقول ہیں پس حقیقت الحقائق تمامی حقائق متکثرہ
اور افراد متعددہ میں سماہا ہے اور یکرد متکثر
حقیقت الحقائق میں واقع نہیں ہوئی ہے اور کارخانہ

Marfat.com

کہ مبنی است مر معقول را بتاویل مصدر
فاعل اقرب است وکلمہ فا در فہما تم زائدہ
باشد ق ولا شک ان المحدث قد ثبت
حدوثہ وافتقارہ الی محدث احدثہ الامکانہ
لنفسہ موجودہ من غیرہ وہو الواجب لذاتہ
حالاً او مالاً فہو مرتبط بہ ارتباط وادہ
یعنی بے شک بدرستیکہ محدث کہ بفتح
دال باشد بمعنی مسبوق بعدم یا بمعنی غیر
مستقل در وجود و تحقق ثابت شد
حدوث آن یعنی مسبوقیت آن بعدم
یا عدم استقلال آن در وجود و ثابت
شد افتقار و احتیاج وے بسوے محدث
بکسر دال بمعنی وجود بخشندہ مر غیر خود را
چہ براے محدث لازم است کہ محدث باشد
کہ پیدا کردہ باشد محدث را و قول شیخ
قدس سرہ لامکانہ لنفسہ علتہ است مر
حدوث و افتقار محدث را یعنی حدوث
و افتقار آں نظر بامکان ذاتی آن باشد
اگرچہ نظر بعلت واجب شدہ است۔

وحدت ویکتائی کا بعدد مظاہر و بکثرت کے باوجود حقیقت
الحقائق کے وحدت اور یکتائی میں خلل انداز نہیں ہوا
ہے یہ بیان تکرار کے ساتھ سے خالی نہیں ہے۔ شیخ قدس
سرہ ان چیزوں پر نظر نہیں کرتے اُن کو سوائے وجہ اللہ
اور کچھ مقصود و منظور نہیں ہے اسی وجہ سے اکثر مقامات
پر مکرر سہ کرر بیان کرتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ
قول سابق کے شرح میں جو کہ فیصل الحکم الامکان ہے
ہم کہو کہ امکان کے حکم کو قبول کرتے ہیں یعنی حکم امر کلی کا
ممکن ہے اور اُس حکم میں تجری نہیں ہے [illegible] دونوں
توجہات کا ایک ہے۔ یعنی پس جس وقت کہ ارتباط درمیان
اُس کے کہ جس کیلئے وجود خارجی ہے اور درمیان اُس کے
کہ جس کیلئے وجود خارجی نہیں ہے پایا گیا اور ثابت
ہوا حالانکہ یہ امور نسبت عدمیہ اور اضافات اعتباریہ
ہیں کہ اُن کے معروضات کے سوا خارج میں کوئی وجود
نہیں ہے اور خود سوائے وجود عقلی کے دوسرا وجود
نہیں رکھتے۔ پس ارتباط بعض موجودات خارجی کا
دوسرے بعض کے ساتھ قریب بعقل ہے اور فہم کے
زیادہ نزدیک ہے کیونکہ ہمیشہ اور ہر حال میں دونوں
کے درمیان جامعیت ہے جو کہ وجود عینی ہے اور

Marfat.com

پس امکان شئے بمعنی برابر بودن است وجود
وعدم آن نظر بذات آن میخواہد کہ آن شئے
محتاج باشد بسوئے چیزیکہ وجود بخشد اورا
تا موجود شود۔ پس ہر موجود محدث در
وجود خود محتاج بسوئی غیر باشد چنانکہ گفت
فوجوده من غیره۔ یعنی پس وجود آن محدث
از غیر آن باشد و آن غیر واجب است کہ
آن غیر واجب لذاتہ باشد کہ محدث بوے
مستند باشد بلا واسطہ یا بواسطہ وگرنہ
تسلسل باتفاق اہل ملل وعقل جائز نیست
پس بر تقدیر اول غیر واجب لذاتہ است
حالا و بر تقدیر ثانی واجب لذاتہ باشد مالا
پس محدث بفتح دال۔ مرتبط است بہ آن
غیر کہ واجب لذاتہ باشد حالا یا مآلا بافتقار
واحتیاج و آن غیر محدث باشد بکسر دال
پس لابد است کہ باشد ہر موجود ممکن مستند
بسوئی واجب لذاتہ بواسطہ یا بلا واسطہ
واجب لذاتہ مستند الیہ مر ہر موجود ممکن
را بواسطہ یا بلا واسطہ چنانکہ مثنوی ق

دونوں وجود عینی سے موجود ہیں اور اس جگہ یعنی امور
عینیہ اور امر کلی میں جامعیت نہیں ہے اس لئے کہ امر
کلی خارج میں معدوم ہیں اور دوسری طرف ثابت
اور موجود ہیں حالانکہ درمیان ان دونوں کے باوجود
جامعیت نہ ہونے کے ارتباط ہے تو درمیان اول
دو چیزوں کے رابطہ قوی اور مضبوط اور جامعیت ہے
ارتباط سزاوار تر ہے یہ سب ظاہر ہے یہ امر بفصل
و شرح نہیں چاہتا۔ جانو کہ من من لہ میں جو کہ وجود
عینی میں ہے بر سبیل تقلیب عقلا، واقع ہے اور جائز
ہے کہ بر سبیل تقلیب نہ ہوا اور من جو کہ من میں لیس لہ
وجود عینی ہے بطریق من مشاکلہ کے ہو اور اقرب کے
معنی اصل مفعول کے ہیں اور ان لعقل جو کہ مبنی ہے
معقول کا تاویل سے مصدر فاعل کے اقرب ہے
اور کلمہ فا فما ثم میں زائدہ ہے۔ یعنی بے شک وشبہہ
سمجھو کہ محدث جو کہ بفتح دال ہے بمعنی مسبوق بعدم
باوجود میں اپنے غیر مستقل یعنی مسبوقیت اُس کی عدم
میں یا عدم استقلال اُس کا وجود میں اُس کیلئے
حقیقتاً اُس کا حدوث ثابت ہوا اور محدث کی طرف
جو کہ دال کے زیر سے ہے جس کے معنی وجود بخشنے والا

Marfat.com

ولا بمان یکون المستند الیہ واجب الوجود لذاتہ غنیاً فی الوجود بنفسہ غیر مفتقر و ہو اعطی الوجود بذاتہ لہذا الحادث فانتسب الیہ یعنی نیست چارہ ازیں کہ باشد مستند الیہ حادث بوے مستند باشد بالآخر واجب الوجود کہ نظر بذات خود واجب باشد نہ از جہتہ غیر چنانکہ ممکن موجود نا چار است کہ غنی و بے نیاز باشد در وجود خود بذات خود و غیر محتاج غیر و ایں واجب الوجود غنی و بے نیاز بخشندہ است از ذات خود وی خود باین حادث وجود خاص و ہستی مخصوص پس منتسب شد این حادث بسوے واجب لذاتہ و جائز است کہ مستند صیغہ اسم فاعل باشد۔ و ضمیر فاعل راجع باشد بسوے محدث و ضمیر الیہ بسوے الف و لام فی لابد است کہ باشد کہ مستند منتسب و مستند باشد محدث بسوے وے واجب الوجود لذاتہ تا آخر کلام و بر تقدیر اول الیہ قائم مقام فاعل است چنانکہ اشارت

اپنے غیر کا ہے افتقار و احتیاج اُس کا ثابت ہوا کیونکہ محدث کیلئے لازمہ ضروری ہے کہ اُس کا کوئی محدث ہو جو کہ اُس کا پیدا کرنیوالا ہو۔ اور قول شیخ قدس سرہ جو کہ لامکانہ لنفسہ حدوث اور محدث کے افتقار کے لئے خاص علت ہے۔ یعنی حدوث وافتقار اُس کا امکان ذاتی کی نظر سے ہے اگرچہ نظر بہ علت واجب ہوا ہے۔ پس ہونا کسی شے کا بمعنی جس کا عدم اور وجود برابر پر اُن کی ذات چاہتی کہ اپنے وجود بخشنے والے کی طرف محتاج ہو جس سے وہ شے وجود میں آئی ہے یعنی موجود ہوئی ہے پس ہر موجود محدث اپنے وجود میں اپنے وجود بخشنے والے کا محتاج ہے جیسا کہ فرمایا ہے موجوداً غیرلہ۔ یعنی غیر سے موجود ہے یعنی پس وجود اُس محدث کا اُس کے غیر سے ہے اور غیر واجب لذاتہ حال و مآل میں ہے یعنی واجب ہے کہ وہ غیر واجب لذاتہ ہو کہ محدث اُس کے ساتھ بواسطہ یا بلاواسطہ مستند ہوں نہیں تو مبدء کی طرف تسلسل لازم آویگا اور یہ تسلسل اہل ملل و اہل عقل کے اتفاق سے جائز نہیں ہے پہلی صورت پر غیر واجب لذاتہ ہے حالاً اور دوسری صورت میں واجب لذاتہ ہے مآلاً پس

رفت و دریں قول اشارت است معنی واجب
الوجود آن است کہ در وجود خود محتاج بغیر
نباشد نہ در غیر وجود چنانچہ در ظہور خود اگرچہ
در غیر آن نیز محتاج نباشد ۔ و واجب است
مرجع حادث واجب الوجود باشد نہ واجب
الصفات الاخرہ و از لطافت و اشارت
قول او کہ ہو اعطی الوجود بذاتہ لعد الحادث
غافل و ذاہل مباش ؎
آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند
نکتہ ہاست بسے محرم اسرار کجا است
ق ولما اقتضاہ لذاتہ کان واجباً بہ ل
یعنی ہرگاہ طلب و تقاضا کرد واجب الوجود
حادث را از جہت ذات و نظر بنفس خود
گشت آن حادث واجب نظر بواجب الوجود
پس این حادث نیز واجب الوجود شد
امانہ بذات بلکہ بغیر ۔ و نیز لطافت و
اشارت این عبارت غافل و متساہل
مباش و باد مکن قول حق تعالیٰ در شان
موسیٰ علیہ السلام واصطنعتک لنفسی تو اندبود

محدث بفتح دال ۔ افتقار و احتیاج میں اُس غیر سے
مرتبط اور ارتباط پائے ہوئے ہے جو کہ واجب لذاتہ
ہے حالاو مالا اور وہ محدث ہے بکسر دال پس ضروری
ہے کہ ہر موجود ممکن واجب لذاتہ کی طرف بواسطہ یا
بلاواسطہ مستند ہو ۔ واجب لذاتہ مستند الیہ ہر موجود
ممکن کا بواسطہ یا بلاواسطہ ہے ۔ یعنی اس سے چارہ
نہیں ہے کہ ہو مستند الیہ کہ جس سے حادث مستند ہے
بالآخر واجب الوجود کہ نظر بذات خود واجب ہے
غیر کے جہت سے واجب نہیں ہے جیسے کہ ممکن موجود
(یہ غیر کے جہت سے موجود ہے) اور ضروری ہے کہ
وہ واجب الوجود لذاتہ غنی اور بے نیاز اپنے وجود
میں ہو اور غیر کا محتاج نہ ہو یہ واجب الوجود علیٰ ہے
اور اپنے ذات سے اپنے خودی میں خودی سے اس
حادث کو وجود خاص اور ہستی مخصوص بخشنے والا ہے
پس یہ حادث ممکن واجب لذاتہ کی طرف منسب
و مستند ہے ۔ اور جائز ہے کہ مستند صیغہ اسم فاعل ہو
اور ضمیر فاعل کی محدث کے طرف راجع ہو اور ضمیر الیہ
کی الف ولام کی طرف راجع ہو ۔ ضروری ہے کہ ہو
واجب الوجود لذاتہ کہ جس کی طرف محدث مستند ہ

Marfat.com

که بگوئی که هرگاه تقاضا وطلب کرد حادث
واجب را نظر بذات خود یعنی چون ذات
او تقاضاے وجود او کرد پس ذات او طلب
و تقاضا کرد واجب الوجود لذاته را تا متصف
شود موجود بنابران گشت حادث واجب
الوجود نظر لواجب الوجود لذاته ق ولما کان
استناده الی من ظهر عنه لذاته اقتضی ان یکون
علی صورة فیما نسبت الیه من کل شی من
اسم وصفة ما عدی الوجوب الذاتی ل
یعنی هرگاه باشد استناد وانتساب آن حادث
بسوئے کسے که ظاهر شد ازان کس نظر بذات
آن کس یعنی ظهور آن حادث از واجب
الوجود بجهت ذات وے است و براے
او باشد۔ بنابران تقاضا وطلب کرد حادث
مذکور باستناد و آن که باشد آن حادث بر
صورت آن واجب در جمیع چیزے که نسبت
داده می شود بسوی آن واجب هر چیز بکه
باشد۔ یعنی هر اسمی وصفتی که باشد از اسماء
وصفات وے غیر از صفت وجوب ذاتی

منتسب ہے پہلی صورت پر الیہ قائم مقام فاعل کا ہے۔
جیساکہ اشارہ کیا گیا اور بھی اس قول میں اشارہ ہے کہ معنی
واجب الوجود یہ ہے کہ وجود میں اپنے غیر کا محتاج نہ ہو
اور نہ غیر وجود میں جیساکہ ظہور میں اسے کسی کا محتاج
نہیں ہے۔ اگرچہ غیر میں بھی اپنے محتاج نہیں ہے۔
اور واجب ہے کہ مرجع حادث کا واجب الوجود ہو
نہ واجب العقاب آخر کلام۔ اور لطافت واشارت
سے اُس قول کے جو کہ اعطی الوجود لذاته لهذا الحادث
ہے غافل در اہل مت رہو۔ اُس آدمی کا شمار اہل
بشارت میں ہے کہ جو اشارات کو سمجھتا اور جانتا ہے
اس لئے کہ بہت ہیں اور سمجھنے والے کم ہیں۔ یعنی
جس وقت کہ واجب الوجود نے اپنے ذات کے جہت
ونفس کی نظر سے حادث کو طلب و تقاضا کیا پس
وہ حادث واجب الوجود لذاته کی نظر سے واجب
الوجود ہو گیا پس یہ حادث بھی واجب الوجود ہے
لیکن غیر سے اپنے واجب الوجود ہے اپنی ذات سے
واجب الوجود نہیں ہے۔ تم اس عبارت کے لطافت
واشارت سے بھی غافل وتساہلی کرنیوالے نہ رہو اور
حق تعالیٰ کے قول کو یاد کرو جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

یعنی چوں حادث ظاہر شد از واجب پس
ہر چہ در واجب الوجود بود در حادث رانمود
ازین جاست کہ ولد انسان بصورت انسان
باشد و ولد فرس بصورت فرس و ولد ظبی
بصورت ظبی و ولد بصورت بقر الی غیر ذلک
حسی انسانات و ازین حادث انسان مرا
درست وتواند بود کہ مطلق باشد کہ جمیع اسمار
وصفات واجب کہ در عالم کبیر وصغیر مکنوں
اند پس انسان بصورت حق تعالی باشد و
بجمیع اسمار وصفات او مشرف مگر وجوب
ذاتی کہ اتصاف باین صفت از حیطہ امکان
بیرون است چنانکہ مثنوی۔ ق فان
ذلک لا یصح فی الحادث وان کان واجب
الوجود ولکن وجوبہ بغیرہ لا بنفسہ ل
یعنی چہ بدرستیکہ وجوب ذاتی صحیح ومستقیم
نمی شود در حق حادث اگرچہ باشد آن حادث
واجب الوجود ولیکن وجوب او بغیر اوست
کہ علت او باشد نہ بذات وے کہ ذات
او وجود او را علت نمی تواند شد۔ مثلاً اگر

کے شان میں ہے کہ میں نے اپنی ذات کیلئے تم کو اے موسیٰ
برگزیدہ کرلیا ہے اور ہوسکتا ہے کہ تم کہو کہ جس وقت
حادث نے اپنی ذات کی نظر سے واجب کو طلب وتقاضا
کیا یعنی جب کہ حادث کی ذات نے وجود کا تقاضا کیا
یعنی حادث کی ذات نے واجب الوجود لذاتہ کا طلب
وتقاضا کیا اس لئے کہ وجود سے متصف ہو اس لئے
حادث بہ نظر واجب الوجود لذاتہ واجب الوجود ہوگیا
یعنی جب کہ استناد اور انتساب اُس حادث کا اُس
ذات سے ہے کہ وہ حادث اُس سے ظاہر ہوا ہے یعنی
اُس حادث کا ظہور واجب الوجود کے ذات کی جہت
سے اُس کیلئے ہے۔ اس لئے حادث مذکور نے اپنے استناد
اور انتساب کے بموجب طلب وتقاضا کیا کہ وہ حادث
تمام چیزوں میں واجب الوجود کی صورت پر ظاہر ہو۔
یعنی ہر اسم وصفت جو کہ واجب الوجود کے اسمار وصفات
میں اُس حادث میں ظاہر ہوں۔ سوائے صفت وجوب
ذاتی کے یعنی جب کہ حادث واجب الوجود سے ظاہر
ہوا اس وجہ سے جو کچھ کہ واجب الوجود میں تھا حادث
میں ظاہر ہو کر سامنے آیا یہی وجہ ہے کہ انسان کا بیٹا
انسان ہی کے صورت پر اور گھوڑے کا بچہ گھوڑے کی

Marfat.com

فرض که نان بے آرد نه شود و آرد خود
بخود نتواند شد پس نان از آرد باشد و آرد
از خود در عجب آنکه نان از غیر آرد نیست
پس میگویم که زید از خود نیست بلکه از مبدع
باشد و غیر مبدع نیست و از شعاع مبدع
غافل نباید شد سبحان الله خوش کارے است
و خوش بارے است که تو غیر او نه و چون
او نه بلکه عین اوی و چون او نه یعنی تمام
تو بوی از وجوب ذاتی نرسد و بگوش تعین
تو صدائے از العین نرسانید از ان عارف
میگوید انا اقل من ربی   ق ثم
لنعلم انه لما کان الامر علی ما قلناه من ظهوره
بصورته قال الله تعالی فی العلم به علی النظر
فی الحادث و ذکر انه ارانا آیاته فیه ل
لنعلم صیغه متکلم مع الغیر است مبنی است مر
فاعل را یا صیغه واحد مذکر غائب باشد
مبنی مر فاعل را ای یعلم من هو لیصد العلم
و طالب للمرتبه یا مبنی باشد مر مفعول را
و انه لما کان تا آخر کلام قائم مقام فاعل باشد

صورت پر اور گائے کا بچہ گائے کی صورت پر ظاہر ہوتا ہے
اسی طرح سے سب چیزوں کو قیاس کر لو یہانتک کہ یہی حکم
سا ماں میں بھی جاری و ساری ہے ۔ اور اس حادث سے
انسان مراد ہے اور ہو سکتا ہے کہ مطلق ہو۔ تمام اسمار
وصفات واجب بنانے کے جو کہ علم صغیر اور کبیر میں
پوشیدہ ہیں انسان حق تعالیٰ کی صورت پر ہے اور
اُس کے تمامی اسمار وصفات سے متصف ہے مگر علاوہ
وجوب ذاتی کے کہ اتصاف اُس کا اُس کے حیطہ امکان
سے باہر ہے۔ یعنی سمجھو اور یقین کر لو کہ وجوب ذاتی
حادث کیلئے صحیح و مستقیم اور کسی طرح سزاوار نہیں ہے
اگرچہ وہ حادث واجب الوجود ہے لیکن وجوب اُسکا
اُس کے غیر سے ہے جو کہ اُس کی علت ہے نہ کہ اُس کی
ذات اس لئے کہ ذات اُس کی اُس کے وجود کی علت
نہیں ہو سکتی مثلاً فرض کر لو کہ روٹی بغیر آٹے کے نہیں ہو سکتی
اور آٹا خود بخود ہو سکتا ہے پس روٹی آٹے سے ہے
اور آٹا اپنے سے ہے اور تعجب تو یہ ہے کہ روٹی آٹے
کی غیر نہیں ہے۔ پس میں کہتا ہوں اس کو یقین کر لو
کہ زید خود بخود نہیں ہے بلکہ مبدع سے ہے اور مبدع
کے علاوہ نہیں ہے اور مبدع کے شعاع سے غافل نہ

Marfat.com

پس نگوید انیم یا بداند طالب علم و معرفت یا
دگو داشته شود که هرگاه باشد امر و کار هر چیزی
که گفتیم و سو نمودیم که ظهور حادث بصورت
حق است بنابران حواله کرد حق تعالیٰ واشارت
فرمود بما در حق علم و معرفت بخود بر نظر صادق
وتامل واثق در حادث مذکور بدبر الامر
یفصل الآیات لعلکم بلقاء ربکم توقنون گفته
است رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم من عرف
نفسہ عرف انہ۔ پس حوالہ کرد معرفت را
بخود بر معرفت بحادث که از معرفت حادث
معرفت محدث که بر صورت اں است حاصل
خواہد شد و ذکر کردہ است حق تعالیٰ و یاد
دادہ که نمودہ است خود بما آیات و علامات
خود در حادث مذکور و در بعضے نسخہ بجائے
فیہ فینا واقع است یعنی در ما گفته است
باری تعالیٰ سنریہم آیاتنا فی الآفاق و فی
انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق الا انہم فی مریۃ
من لقاء ربہم الا انہ بکل شیء محیط یعنی زود است
که جواہم نمود بایشان آیات و علامات خود

ہونا چاہیئے سبحان اللہ کیا اچھا کام ہے اور کیا اچھا مار
ہے کہ تو غیر اُس کا نہیں ہے اور تو مثل اُس کے نہیں ہے
بلکہ تو اُس کا عین ہے اور مثل اُس کے نہیں ہے یعنی تمہارے
دماغ میں وجوب ذاتی کی خوشبو نہیں پہنچی اور تیرے تعین
کے کان میں لاتعین کی صدا نہیں پہنچائی گئی اسی وجہ سے
ایک عارف نے کہا ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دو
سال کا چھوٹا ہوں۔ نتعلم صیغہ متکلم مع الغیر ہے فاعل
کیلئے مبنی ہے یا صیغہ مذکر غائب ہے اور فاعل کا مبنی
ہے۔ اے نتعلم من ہو بصدد العلم و طالب للمعرفتہ۔
یا مفعول کیلئے مبنی ہو دانہ لما کان آخر کلام قائم مقام
فاعل کا ہے۔ پس کہو کہ ہم نے جانا اور سمجھا اے جاننے
والے اور علم و معرفت کے طلب کرنیوالے جو ہم نے
تم سے بیان کیا کہ ہر چیز کا کاروبار اس طرح ہے اور یہ
بھی تم پر ظاہر کر دیا اور سمجھا دیا کہ حق کی صورت پر
حادث کا ظہور ہے اس وجہ سے حق تعالیٰ نے اپنے
علم و معرفت حاصل کرنے کیلئے سلسلے میں بیان فرمایا
اور اشارہ کیا کہ حادث کے نشاۃ کو نظر صادق وتامل
واثق سے دیکھو اور پہچانو کہ حادث کیا ہے یدبر الامر
ویفصل الآیات لعلکم بلقاء ربکم توقنون۔ جیسا کہ رسول

Marfat.com

درآفاق وتمامی عالم و در ذوات ایشان
تا ظاہر شود مرانسان را اگر تامل واثق و ذکر
صادق واقع گردد کہ ہر واحد از آفاق و
انسان حق است وبس۔ چہ غیر او باطل است
ومحال۔ الا کل شی ما خلا اللہ باطل یعنی
وذلک اللہ بان اللہ ہو الحق وان ما یدعون
من دونہ ہو الباطل۔ یعنی آیا ست کہ تحقیق
وبے شک انسان کہ غافل اند و پریشان در
شک اند از دیدار رب خود آیا ست تحقیق
وبے شک کہ رب شان ہر شے محیط است
ومر ہمہ را در گرفتہ تا احاطہ آب مر حیطان
را بہ حیطہ حیطان مرا بل خود را بلکہ این جا
چون احاطہ جوہر باشد مر جواہر را وحیطہ
شے مر اسار را بس آیات او بہ چون آیات
سلطان است از حسب ونسب بر در
حسر و افسر بر سر بلکہ این شاہ را سر دیگر باشد
وسرے دیگر آیات وچون آیات تست
در تو از چشم بیگون ولب خندان و قد موزون
وغیران

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من عرف نفسہ فقد
عرف ربہ۔ پس حق تعالیٰ نے اپنے نفس کے معرفت کو
حادث کے نفس کے معرفت کے حوالہ کر دیا اس وجہ سے کہ
حادث کے معرفت سے محدث کی معرفت جو کہ اُس کی
صورت پہ ہے حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو یاد
دلایا ہے اور ذکر کیا ہے کہ ہماری آیا و علامات و نشانیاں
حادث مذکور میں ظاہر ہیں اور بعضے نسخوں میں بجائے
فیہ کے فینا واقع ہے۔ یعنی ہمارے حق میں اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے کہ سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی
یتبین لہم انہ الحق الا انہم فی مریہ من لقاء ربہم الا انہ بکل شی محیط
یعنی قریب ہے کہ ہم اُن کو اپنی نشانیاں وآیات آفاق
میں اور تمامی عالم کے ذوات میں دکھلاویں گے پس
اگر وہ تامل صادق اور فکر واثق کریں اور سمجھیں کہ ہر ایک
آفاق وانسان سے حق ہے اور بس۔ کیونکہ اُس کا غیر
باطل اور محال ہے الا کل شی ما خلا اللہ باطل یعنی
وذلک بان اللہ ہو الحق وان ما تدعون من دونہ ہو
الباطل۔ آیا کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ تحقیق وبے شک
کہ جو لوگ کہ غافل اور پریشان ہیں اپنے رب کے دیدار
سے شک میں ہیں اور کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ اُن کا

Marfat.com

چنانکہ در قول آیندہ باینمعنی اشارت رفتہ است وچوں آفاق بر انسان در وجود عینی مقدم بود مقدم شد در ذکر ونیز چوں آفاق تفصیل بر انسان است وآیات آں تفصیل آیات انسان در رویت آیات تفصیل بر محجوب اہون باشد مقدم کرد آفاق را بر انسان اگرچہ امر عارف بر عکس باشد

ق فاستدللنا بنا علیہ فما وصفنا ہ بوصف الا کنا نحن ذلک الوصف الا الوجوب الخاص الذاتی

ل یعنی پس استدلال کردیم بخود و دلیل ساختیم خود را برحق تعالیٰ۔ پس بیان نکردیم حقتعالیٰ را بہیچ وصفے واسمے مگر کہ مابودیم عین آں وصف واسم پس ما عین اسمار واوصاف اویم وایں قرب الفرائض است کہ بندہ صفت حقتعالیٰ باشد وایں قرب النوافل است کہ حقتعالیٰ صفت بندہ باشد وچوں ما ہمہ اوصاف اویم پس

جیسا کہ آگے کے قول میں اشارہ کیا جاچکا ہے اور جبکہ آفاق انسان سے پہلے وجود میں آیا ہے اسوجہ سے آفاق کا ذکر مقدم ہوا آفاق انسان کے آیات اور اُس کے رویت کی تفصیل ہے اس کا سمجھنا محجوب پر آسان ہے اس لئے آفاق کا ذکر پہلے کیا گیا اگرچہ عارف کا کام اس کے برعکس ہے مفصل

یعنی پس ہم نے اپنے سے استدلال کیا اور اپنے کو اللہ تعالیٰ پر دلیل بنایا۔ ہم نے حق تعالیٰ کو اُسی اسم وصفت سے موصوف کیا جن جن اسما وصفات سے ہم متصف ہوئے تھے اور ہم میں اسمار اللہ کا ظہور ہوا پس ہم اللہ تعالیٰ کے عین اسمار وصفات ہیں اور قرب فرائض ہے کہ بندہ حق تعالیٰ کی صفت ہے یہ قرب نوافل سے بالاتر اور بلند ہے کہ جس میں حق تعالیٰ بندہ کی صفت ہوتا ہے پس ہم سب جبکہ اُس کے اوصاف ہیں۔

Marfat.com

وجود مستقل مرورا ست وموجود کامل او باشد
وبس. پس ما جمیع وعمات او یم مگر وجوب
خاص حقتعالی کہ وجوب ذاتی باشد چہ
مشام ما از شمامہ این گل نازک محروم است
این گل را بو برگر پارہ نازک چنانکہ گذشت
ق فما علمنا من نسبنا الیہ تعالی کل ما
نسبنا الینا ل یعنی پس ہر گاہ ما نسبتیم حقتعالی
را بخود وبذات خود و از خود و از صفات
و آیات خود نسبت دادیم و اسناد کردیم حق را
بہ چیزے کہ نسبت دادیم و اسناد کردیم آن را
بسوے خود کہ ہمہ اوصاف ادیم و اسما او
ق وبذالک وردت الاخبار الالہیۃ علی السنۃ
تراجمہ ل یعنی بایں حکم کہ ہر چیزے کہ منتسب
بما باشد فی الحقیقۃ منتسب باو است وارد
شدہ است خبر ہای حق تعالی بر زبانہاے تراجم
و ترجمان حقتعالی کہ انبیاء باشند واخص اولیاء
چنانکہ گفت ان القوۃ للہ جمیعا ومافی السموات
ومافی الارض تبارک الذی بیدہ الملک وما
بکم من نعمۃ فمن اللہ۔

تو وجود مستقل اسی کے لئے ہے، اور موجود وہ کامل
وہی ہے، اور بس پس ہمارے تمامی اوصاف اسی کے ہیں
مگر وجوب خاص اللہ تعالیٰ کا جو کہ وجوب ذاتی ہے وہ حق
تعالیٰ ہی کیلئے سزاوار ہے اس لئے کہ ہم سبھوں کا دماغ
اس گل نازک کے خوشبو سے محروم ہے اس پھول
نازک کو بایں نازک ہی سونگھ سکتا ہے جیسا کہ گذرا۔
پس جبکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے ذات وصفات و آیات
میں سمجھا اور جانا اور دیکھا تو ہم نے اپنے کو جن جن
چیزوں سے نسبت دیا تھا اور اسناد کیا تھا انھیں چیزوں
سے ہم نے اللہ تعالیٰ کو اسناد کیا اور نسبت دیا اس لئے
کہ اس کے تمامی اسماء وصفات ہم ہیں یعنی اس حکم سے کہ
ہر وہ چیز جو کہ ہم سے منتسب ہے وہ چیز درحقیقت
اللہ تعالیٰ سے منتسب ہے ہمارے اس بیان کے
مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنے اولوالعزم پیغمبروں کے ذریعہ
ہم کو خبر دیا کیونکہ انبیاء اللہ تعالیٰ کے ترجمان ہیں حقیقت
تمام قوتیں اللہ کے لئے ہیں اور جو کچھ کہ آسمان و زمین میں
ہے بہت ہی برکت والی وہ ذات ہے۔
اسی کے ہاتھ میں ملک ہے جو نعمت کہ ہم کو حاصل
ہے وہ اللہ سے ہے۔

Marfat.com

وافعال حسیہ و قوائے ظاہر و باطن ہمہ
نعمتہا اند من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
وید اللہ فوق ایدیہم پس جمیع کمالات را
بحق تعالیٰ نسبت بدہیم از ینجا است کہ
تمامی محامد را بحق تعالیٰ راجع میگردانند
واین جملہ را خاصہ جناب مقدس او میدانند
وباوجود این حکم روشن نظر بر جمال حق ندارند
ولا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی
فی الصدور۔

آرے بعضے نقائص را باو نسبت نکنم
کہ خالی از سوء ادبی نباشد چنانکہ قول
شاگرد باوستاد کہ ما ترا استاد کردیم این
قول صادق است و خالی از سوء ادبی نیست
نہ از جہت آنکہ نقائص مذکورہ باشند
مر غیر حق تعالیٰ را کہ این کفر است و کذب
تو مومن و صادق باشی نہ کافر پس اگر بگوی
باوستاد و پیر خود کہ ما ترا استاد کردیم و شیخ
پس صادق باشی و اگر بگوی کہ ما از توفیق
نبردیم و بہرہ نیافتیم کاذب باشی و کافر

افعال حسیہ اور قوای ظاہر و باطن یہ سب نعمت
ہیں اور جس نے اطاعت کی رسول کی تحقیق اُس
نے اطاعت کی اللہ کی اللہ کا ہاتھ ہے اوپر تمہارے
ہاتھوں کے پس تمامی کمالات کو حق تعالیٰ کی طرف
نسبت دینا چاہیئے یہی وجہ ہے کہ ہم تمامی محامد کو
اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اُن محامد کو
اُس کے جناب مقدس کیلئے خاص جانتے ہیں باوجود
اس حکم روشن کے اللہ تعالیٰ کے جمال پر نظر نہیں رکھتے
اُن کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں لیکن اُن کے دل
جو سینوں میں ہیں اندھے ہیں۔ ہاں بعضے نقائص کو
اُس کے طرف نسبت نہ دینا چاہیئے کیونکہ نقائص
کو اُس کے طرف نسبت دینا بے ادبی سے خالی
نہیں ہے مثلاً اگر کوئی شاگرد اپنے اوستاد سے
کہے کہ میں نے آپ کو اوستاد بنایا اگرچہ شاگرد
اپنے کہنے میں سچا ہے لیکن ایسا کہنا بے ادبی
سے خالی نہیں ہے نقائص کو اللہ تعالیٰ کی طرف
اس جہت سے نسبت نہ دینا کہ نقائص مذکورہ غیر اللہ
کے لئے ہیں کفر اور کذب ہے تم مومن و صادق
رہو نہ کافر اور اگر کوئی اپنے اوستاد یا پیر سے

Marfat.com

واگر نہ آں گوئی و نہ ایں بہتر باشد
کہ صدیق باشی و اگر نہ صدیق باشی
و نہ صادق کافر شوی و مردود و
فرعون شوی و نمرود۔ و باضافۃ
بعضی نقائص بسوی حق تعالیٰ کہ
در اخبار الٰہی واقع شدہ اند
اگر تو آں را اضافت بسوئے
حق تعالیٰ کنی نزد عارف بے ادب
نباشی ان اللہ خلق آدم علی صورتہ
و مرضت فلم تعدنی و اقرضوا اللہ
قرضا حسنا۔ و اللہ یستہزئ بہم و سخر اللہ
منکم و ضحک اللہ مما فعلتنا البارحۃ
و غیر آں **ق** فوصف نفسہ لنا
بنا فاذا شہدنا و شہدنا نفوسنا
و اذا شہدنا شہد نفسہ فینا **ل**
شہدنا اول بسکون دال است
صیغۂ متکلم مع الغیر و ثانی بفتح
دال صیغۂ واحد مذکر غائب یعنی
بیان کرد حق تعالیٰ ذات خود را

کہے کہ ہم نے آپ کو اوستاد یا پیر بنایا اس کہنے میں
وہ صادق ہے اور اگر کوئی اپنے شیخ سے کہے کہ ہم نے آپ سے
فیض اور حصہ نہیں پایا وہ جھوٹا اور کافر ہے۔
اور اگر نہ یہ کہو نہ وہ کہو تو بہتر ہے صادق رہنا چاہئے اور
اگر کچھ کہو گے تو نہ صادق رہو گے نہ صدیق ہو گے کافر اور
مردود ہو گے فرعون اور نمرود ہو گے۔ بعضی نقائص
کو اللہ تعالیٰ کی طرف اضافت کرنے سے جو کہ اخبار الٰہی
میں وارد ہوئے ہیں اگر ان نقائص کو تم اللہ تعالیٰ کی
طرف نسبت و اضافت کرو گے عارف کی نظر میں
بے ادب نہ ہو گے۔ اخبار الٰہی یہ ہیں۔ تحقیق اللہ نے
پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر۔ بیمار ہوا میں تم نے
میری اعادت نہ کی۔
قرض دو اللہ کو قرض حسن۔ اور اللہ ہنسا اُن پر اور
تمسخر کیا اللہ اُن پر۔ اور اللہ ہنسا جو کچھ تم لوگوں نے
کل کیا تھا اور علاوہ اس کے شہدنا بسکون دال ہے
صیغہ متکلم مع الغیر دوسرا بفتح دال صیغہ واحد مذکر
غائب یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے ہم سے
اپنے ذات کو بیان کیا کیونکہ اُس کے ذات کا
بیان اُس کے اوصاف سے ہے

Marfat.com

برای ما بما چرا که بیان ذات او باوصاف
او باشد و اوصاف او مائیم چنانکه گفت شیخ
قدس سره سابقاً الا کنا نحن ذلک الوصف
پس وقتیکه ببینم حق تعالی را و حاضر باشیم
بر وے ببینم و حاضر باشم ذاتہائے تو درا
چه شهود او متصور نیست مگر نظر بوصف
واسم او و اوصاف و اسمار او مائیم و وقتیکه
ببیند حق تعالی ما را ببیند و حاضر باشد
ذات خود را در ما که هر واحد از ما و از حق
مرات دیگر است بلکه عین دیگری ق ولاشک
فی انا کثیرون بالشخص والنوع وانا وان کنا
علی حقیقت واحدت تجمعنا فنعلم قطعاً ان
ثم فارقا به تمیزات الاشخاص بعضها عن
بعض ولولا ذالک الفارق ما کانت الکثیرة
فی الواحد ل این شروع است در بیان
فرق میان ذات مقدس حق تعالی و ذوات
ما یعنی شک نداریم که ما اهل عالم بسیار ہم
بنوع و بیشمار بشخص که فرد و انواع حادث بسیارند
و بدرستیکه اگرچه هستیم به حقیقت نوعیه واحد که

اور اُس کے اوصاف ہم ہیں جیسا کہ قبل اس کے
شیخ قدس سرہ نے بتایا ہے انا کنا نحن ذلک الوصف پس
جس وقت کہ ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھیں اور اس پر حاضر ہوں
اپنی ذات کو ہم دیکھیں اس لئے کہ اس کے اسمار وصفات
سے اُس کا شہود متصور ہوتا ہے اُس کے اوصاف
واسمار ہم ہیں اور جس وقت کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھے تو دیکھے
اور حاضر ہو اپنی ذات پر ہمارے ذات میں کیونکہ ہر
ایک ہم اور حق ایک دوسرے کے آئینہ ہیں بلکہ یوں
کہو کہ ایک دوسرے کے عین ہیں ۔

اللہ تعالیٰ کے ذات مقدس اور ہمارے
ذوات میں جو فرق ہے وہ فرق بیان کیا
جاتا ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ ہم اہل عالم از روئے
نوع بہت اور شخص بیشمار ہیں ہم سب حادث
ہیں مگر باوجود اس کے ہم سب افراد نوع کی
حقیقت واحد ہے اور وہی حقیقت واحد

Marfat.com

جمع میکند ما را لیکن میدانیم بیقین که در افراد
انسان فارقی هست که بدان فارق متمیز و جدا
شده اند بعضی اشخاص از بعضی واگر نبودے
فارق میان افراد نوع انسانی موجود و متحقق
نمیشد کثرت در واحد دیگر هرگز بسیار نمی
شد و بیشک ما بسیاریم چنانکه گذشت و این
همه ظاهر است و همیں حال حال افراد هر نوع
باشد ق فکذلک ایضا ان وصفنا بما وصف
به نفسه من جمیع الوجوه فلا بد من فارق و
لیس الافتقارنا الیه و توقف وجودنا علیه
لامکاننا او غناه عن مثل ما افتقرنا الیه
ل یعنی پس همیں حال افراد انسان و حقیقت
او حال حق باشد و حقیقت حق چه اگرچه بیان
کرده و موصوف ساخته است حق تعالے
مر آنچیزے که موصوف ساخته است بآں
ذات خود را بجمیع وجوه و شیونات که ذات
ما عین ذات او باشد و شان ما عین شان
او و حال ما عین حال او لیکن چاره نیست
از فارق میان ذوات ما و ذوات مقدس

ہم سب کو جمع کئے ہوئے ہے لیکن ہم یقین رکھتے
ہیں اور جانتے ہیں کہ افراد انسان میں کوئی چیز
فارق ہے اور اُسی فارق سے ایک دوسرے
سے جدا ہوتے ہیں اور پہچانے جاتے ہیں اور افراد
نوع انسانی میں کثرت پائی جاتی ہے اگر یہ فارق
افراد نوع انسانی میں متحقق اور موجود نہ ہوتا
وحدت میں کثرت نہ ہوتی اور واحد کثیر نہ ہوتا
اور بیشک ہم افراد بے شمار ہیں جیسا کہ گذرا
یہ سب ظاہر ہے یہی حال ہر نوع کے افراد کا ہے
پس افراد انسانی اور اس کے حقیقت کا حال
خلق اور حق کے صفت کا حال ہے اگرچہ اللہ
تعالی نے تمام اُن صفتوں سے کہ جن صفات
سے اُس کی ذات موصوف ہے ہم کو اور ہماری
ذوات کو اُنھیں اسماء و صفات سے موصوف کیا
ہے اور جمیع شیونات اور وجوہ اسماء الٰہیہ سے
ہماری ذات متصف ہے اور ہماری ذات عین اُسکی
ذات اور ہماری شان عین اُسکی شان ہے اور ہمارا حال
عین اُس کا حال ہے لیکن باوجود اس کے اس امر سے چارہ
نہیں کہ ہمارے ذوات اور حق تعالیٰ کے ذات مقدس کے درمیان

Marfat.com

حق تعالیٰ چہ ذات او واحد است بلا اختلاف و ذوات ما کثیر اند و بسیار پس فارقی ہست و نیست آں فارق میان ذات مقدس حقتعالیٰ و ذوات ما مگر احتیاج و توقف وجود و ہستی ما بر وجود آں و بے نیازی و استغنا او از مثل چیزے کہ محتاج ایم بداں چیز کہ مبدر باشد یا از مثل محتاج بودن ما بسوئے مبدر چہ او محتاج بمبدر نیست و اگر نہ واجب نباشد و خلاف مقدر لازم آید چنانکہ گذشت از فرض حکایت خبز و دقیق کہ خبز غیر دقیق نیست و خبز ممکن باشد و دقیق واجب و ایں دقیق است خبز بہ تحقیق و در بعض نسخہ بجائے و لیس الا افتقارنا الیہ و توقف وجودنا علیہ چنیں واقع است۔ و ہو افتقارنا الیہ فی وجودنا یعنی فارق میان ما و حق تعالیٰ محتاج بودن ماست بسوئے آں حق تعالیٰ در وجود و ہستی ما بدانکہ حاصل کلام اینست کہ فارق میان ما و حق وجوب ذاتی است و بس پس منافی ما سبق نیست کہ فما وصفناہ

کوئی فارق ہونا لازمی ہے اسلئے کہ حقتعالیٰ کی ذات بلا اختلاف واحد ہے اور ہمارے ذات کثیر ہیں۔ پس ہمارے ذوات اور اُس کے ذات مقدس کے درمیان ایک فارق ہے اور وہ فارق سوائے اس کے کوئی چیز نہیں ہے کہ ہم اپنے وجود و ہستی میں اُس کی طرف محتاج ہیں اور جس چیز کے ہم محتاج ہیں اُس چیز سے اللہ تعالیٰ کو غنا اور بے نیازی و استغنا ہے اور وہ چیز مبدر ہے دراصل ہم اور ہماری ذات مبدر کی محتاج ہے اور حق تعالیٰ اور اس کی ذات مبدر کی محتاج نہیں ہے ورنہ وہ واجب نہ ہوتا اور مقدر کے خلاف لازم آتا جس طرح سے کہ آٹا اور روٹی کے قصہ میں بیان کیا گیا کہ روٹی سوائے آٹا کے دوسری چیز نہیں ہے روٹی ممکن ہے اور آٹا واجب۔ یہی تحقیق ہے۔ اور بعض نسخوں میں ولیس افتقارنا الیہ و توقف وجودنا الیہ اس طرح سے واقع ہے۔

یعنی فرق کرنیوالا ہمارے اور حقتعالیٰ کے درمیان ہمارا اپنے وجود و ہستی میں اللہ تعالیٰ کا محتاج ہونا ہے اور بس۔ جانو سمجھو کہ اس کلام کا ماحصل یہ ہے کہ ہمارے اور حقتعالیٰ کے درمیان فرق کرنیوالا وجوب ذاتی ہے اور بس۔ پس جو کچھ پہلے بیان ہوچکا ہے اس بیان کے منافی نہیں ہے۔ پس ہم نے موصوف

Marfat.com

بوصف الا کنا نحن ذلک الوصف
الا الوجوب الخاص الذاتی باشد
چنانکہ می شنوی ق فہذا صح لہ الازل
والقدم ہو الذی انتفت عنہ الا
ولیتہ التی لہا افتتاح الوجود عن
عدم فلا ینسب الیہ مع کونہ الاول
ل یعنی پس نظر بغنائے حق تعالیٰ
و عدم افتقار او بسوئے مبدر در
وجود صحیح و ثابت شد مراو را ازلیت
و قدمی کہ متقی و ناپیدا است
از وے اولیتہ و در باشد از قدم
آن مر سابقیتہ کہ بمعنی افتتاح وجود
و ہستی باشد از عدم و نیستی پیش از ہر
چیزے کہ اول و سابق قیاس بوے
اول باشد و سابق پس نسبت کردہ
نشود ایں اولیتہ بسوئے حق تعالیٰ
باوجود آنکہ اول است بدانکہ ازلیتہ
و قدم ذاتی است و زمانی و اول بمعنی
عدم احتیاج صاحب قدم است

نہیں کیا اُس کو اُس صفت سے مگر یہ کہ جب تک
ہم اُس صفت سے موصوف نہیں ہوئے تھے یعنی
ہم ہی وہ صفت تھے۔ سوائے وجوب ذاتی کے کہ
وہ اللہ کیلئے سزاوار ہے۔ یعنی پس نظر بغنائے ذاتی
یعنی اپنے وجود ہستی میں مبدا کا محتاج نہ ہونا اُس
کیلئے ازلیت اور قدمیت ثابت و صحیح ہوئی۔ اور
ایسی ازلیت و سابقیت جس کے معنی عدم و نیستی
سے وجود میں آنا۔ یعنی ہر چیز سے پہلے کہ اول و سابق
اُس کا قیاس ہے اس چیز کے ہے اُس سے
پوشیدہ و دور و ناپیدا ہے ایسے ازلیت
و سابقیت کی نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ
نسبت نہیں دی جا سکتی۔ باوجود اس کے کہ
وہ ازلی ہے۔

جانو اور سمجھو کہ ازلیت و قدمت اُس کی
اور زمانی ہے ذاتی اس معنی سے ہے کہ
وہ اپنے مبدا میں کسی چیز کا محتاج نہیں
ہے۔ زمانی اس معنی سے ہے کہ عدم مسبوق
زمانی ہے۔ وہ اولیت کہ جس کے معنی
عدم سے وجود میں آنا اور تحقیق اُس کا ہر چیز

Marfat.com

در وجود بسوئے شی وثانی بمعنی عدم مسبوق بزمان و اولیت بمعنی افتتاح وجود از عدم وتحقق صاحب آن بیش هر چیزے که قیاس بوے اول باشد منافی ازلیت و قدم ذاتی است نه زمانی پس میگوید شیخ قدس سره که چوں حق تعالی مفتقر نیست در وجود بسوے چیزے پس نظر باین وجه مراد از ازل باشد و قدم ذاتی چنانکه گفت الذی انتفت عنه الاولیة وصفت کرد اولیة را بالتی لها افتتاح الوجود عن عدم پس اولیت بایں معنی نه بمعنی دیگر چنانکه گفت مع کونه الاول منافی ازلیت و قدم ذاتی باشد آرے مراد ازلیت و قدم زمانی را منافی نیست از ینجا است که ارواح و اعیان ثابته را قدیم میگوئیم و ممکن کہ افتتاح وجود از عدم لازم وے باشد چه قدم و ازلیت امور مذکوره زمانی است یا اولیت بمعنی جمع می شود پس چگونه نسبت داده می شود اولیت باں معنی که گذشت

سے پہلے کہ قیاس سے اس کے اول ہے اُس کے اولیت اور قدم ذاتی کا منافی ہے۔ قدم زمانی کا منافی نہیں ہے۔ پس شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ جبکہ اللہ تعالی اپنے وجود ہستی میں کسی چیز کا محتاج نہیں ہے اس نظر سے اُس کے لئے ازلیت اور اُس کے ذات کا قدیم ہونا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے الذی انتفت عنه الاولیة اور ازلیت کی تعریف باللتی لها افتتاح الوجود من عدم سے کیا اس معنی سے اُس کی اولیت ہے دوسرے معنی سے اُس کی اولیت نہیں ہے جیسا کہ فرمایا ہے مع کونه الاول اُس کے ازلیت اور قدم ذاتی کا منافی ہے قدم زمانی کا منافی نہیں ہے اسی نظر و اعتبار سے ہم ارواح اور اعیان ثابتہ کو قدیم کہتے ہیں۔ و ممکن کیلئے لازم و ضروری ہے کہ عدم سے وجود میں آوے اس لئے کہ قدمیت اور ازلیت امور مذکورہ کی زمانی ہے۔ یا اُس کی [illegible] معنی سے جو کہ بیان کئے گئے جمع ہوتی ہے۔ پس اولیت کی نسبت حق تعالی کے بابت اس معنی سے کس طرح دی جا سکتی ہے

Marfat.com

بسوے حق تعالیٰ کہ ازلی ست وقدیم بازل
وقدم ذاتی باآنکہ حق تعالیٰ اول است
بمعنی مبدء ہرشی کہ تو آں را غیر او میخوانی
وعین او نمیدانی واین معنی دیگر است
مراول را چنانکہ او آخر است بمعنی مرجع
ومنتہای ہرشی پس ازینجا وجوب ذاتی
مراورا ثابت شد پس واین فارق است
میان ما وحق تعالیٰ واگر نہ عین ما عین
اوست وعین او عین ما تواند بود کہ
اولیت او بمعنی بودن اوست و نہ بودن
شی با وے این مقام احدیت است پستر
میگوئیم کہ بدانکہ اولیت حق تعالیٰ بہمان
وجہی است کہ آخریت او بآں وجہ است
ہمچنیں ظاہریت و باطنیت او و اینکہ
از طور عقل تو بیرون است و دور و تو
باین عقل مفتخری و مسرور و مفتون و
مغرور ولا یغرنکم باللہ الغرور بشنو کہ
اگر از تو پرسد در حق پسر یگانہ تو کہ این
پسر کلانست یا خورد یا اول یا آخر گوئی

کہ وہ ازلی اور قدیم اور اُس کا قدم ذاتی ہے
باوجود اس کے حق تعالیٰ اس معنی سے بھی اول ہے
کہ وہ مبدء ہرشی کا ہے کہ تم اُس شی کو اُس کے علاوہ
کہتے ہو اور شی کو تم اُس کا عین نہیں جانتے ہو اور یہ
معنی اُس کے ازلی ہونے کیلئے دوسرا ہے جیسے کہ وہ
آخر ہے کہ وہ ہرشی کا مرجع اور منتہا ہے پس اس مقام
سے اُس کے لیے وجوب ذاتی ثابت ہوا اور یہی
وجوب ذاتی ہمارے اور حق تعالیٰ کے درمیان فارق
ہے نہیں تو ہمارا عین اُس کا عین اور اس کا عین ہمارا
عین ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اولیت اُس کی معنی
سے ہو کہ اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی شی نہ تھی اور
یہ مقام احدیت کا ہے۔ پس سمجھو کہ ہم کہتے ہیں کہ اس وجہ
سے حق تعالیٰ کی اولیت ہے اور آخریت ہے اور اس طرح
اُس کی ظاہریت اور باطنیت ہے اور ایسا ہمارا کہنا تمہارے
طور عقل سے باہر اور دور ہے۔ اور تم اپنی سمجھ اور عقل پر
خوش ہوتے ہو اور فخر کرتے ہو اور فریفتہ و مغرور ہو
مت غرور کرو تم ساتھ اللہ غرور کرنیوالے کے۔ پس اب سنو
کہ اگر تمہارے صرف ایک ہی لڑکا ہے کوئی دوسری اولاد
نہیں ہے۔ اور تم سے کوئی سوال کرے کہ تمہارا بڑا لڑکا کون ہے

Marfat.com

درجواب کہ ہمیں اول است وہمیں آخر وہمیں
کلانست وہمیں خورد یعنی غیر او نیست ہمچنیں
میگوید حق تعالی در حق خود ہو الاول والآخر
والظاہر والباطن یعنی ہمانست وبس پس او
اول بہمیں معنی است وآخر بہمیں وظاہر بہمیں
وجہ باشد وباطن ہمیں ولاکن فی مرتبۃ الا انہ
بکل شئی محیط **ق** ولہذا قیل فیہ الاخر **ل**
یعنی بنا برہمیں کہ نیست مرازل و قدم
حق تعالی را اولیت بمعنی مذکور گفتہ شد
در حق حق تعالی آخر **ق** فلو کانت اولیتہ
اہل التقئید لم یصح ان یکون آخر اللمقید
لانہ لا آخر للممکن لان الممکنات غیر متناہیۃ
فلا آخر لہا **ل** یعنی پس اگر بودے اولیت
حق تعالی اولیت اہل تقئید واصحاب
امکان وتعیین صحیح نمی شد ومستقیم نمیگشت
بودن حق تعالی آخر ومنتہی مر مقید وممکن را
دوادرنمی شد کہ او آخر ہر شئی است کہ نیست
آخر مر ممکن را ونیست نہایت مر مقید را
چہ ممکنات ومقیدات غیر متناہی اند

اور چھوٹا کون ہے تو تم اُس کے جواب میں یہی کہو گے
کہ یہی بڑا ہے اور یہی چھوٹا اور یہی اول ہے اور یہی
آخر کیونکہ اُس کے علاوہ کوئی دوسرا لڑکا نہیں
ہے۔ ٹھیک اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے
میں فرمایا ہے کہ وہی اول ہے اور وہی آخر وہی
ظاہر ہے اور وہی باطن اور بس وہ اسی معنی سے
اول و آخر ظاہر و باطن ہے۔ اور مت رہو دھوکے
میں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے
یعنی اس وجہ سے کہ نہیں ہے ازل و قدم حق تعالے
کے لئے معنی مذکور سے اولیت اللہ کے حق میں
اس لئے آخر کہا گیا ہے۔ یعنی اولیت حق تعالیٰ کی
جیسا کہ اہل تقئید و اصحاب تعین بیان کرتے ہیں
ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے لئے آخر ہونا صحیح و درست
و مستقیم نہ ہوتا اور ممکن اور مقید کے لئے
منتہا ہونا ثابت ہوتا حالانکہ مقید کے لئے نہایت
نہیں ہے اس لئے کہ ممکنات اور مقیدات
غیر متناہی ہیں بایں وجہ ممکنات پر نظر کرنے سے
اُن کے لئے آخر نہیں ہے پس اول معنی مذکور
سے آخر ہونا امور غیر متناہی کا نہیں ہو سکتا

Marfat.com

پس نیست آخر ممکنات را نظر بشار
اخر دی پس اول بمعنی مذکور آخر امور
غیر متناہی نمی تواند شد و چوں اولیت
حق تعالیٰ بوجہ اول نیز منافی است
کہ حق تعالیٰ آخر ممکنات غیر متناہی
باشد خواست شیخ قدس سرہٗ کہ دفع
کند ایں توہم را چنانکہ مثنوی ق
وانما کان آخراً لرجوع الامر کلہ الیہ بعد
نسبتہ ذلک الینا ال یعنی نیست حقتعالیٰ
آخر ممکنات مگر بنا بریں کہ رجوع ہر
کار و بار بسوئے حق تعالیٰ است
بعد از نسبت یافتن آں بسوئے ما
چنانکہ در قیامت کبریٰ اینہمہ ظاہر
خواہد شد و در نظر عارف کامل و
واصل امروز ما و تو ذاتاً و صفتہً
و فعلاً در ذات و صفت و فعل حقتعالیٰ
فانی ایم و تو نمیدانی و ما و تو ہمیں
خوانی اوست اول و اوست آخر
نیست اینجا مگر دوست دوست دوست

جیسے کہ اولیت حق تعالیٰ کی اول وجہ سے اس امر
کی منافی ہے کہ اللہ تعالیٰ آخر ممکنات غیر متناہی کا
ہے اس توہم کو شیخ قدس سرہ نے دفع کیا ہے۔
یعنی جب کہ جملہ کاروبار اللہ کے طرف راجع ہیں
اس وجہ سے اللہ تعالیٰ ممکنات کا آخر ہے یعنی جبکہ
جملہ کاروبار ہمارے طرف نسبت پانے کے بعد
اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہوتے ہیں اس وجہ سے
حق تعالیٰ ممکنات کا آخر ہے۔ جیساکہ قیامت کبریٰ میں
یہ سب امور ظاہر ہوں گے۔ اور عارف کامل
و واصل کے نظر میں آج کے دن بھی ہم اور تم
ذاتاً وصفتاً وفعلاً اللہ تعالیٰ کے ذات وصفات
میں مستھلک اور فانی ہیں اور تم نہیں جانتے اور
ہم و تم کہتے ہیں اول وہی ہے اور آخر وہی۔
اور اس مقام پر آج کے دن نہیں ہے مگر
دوست دوست دوست۔

Marfat.com

ق فهو الآخر فی عین اولیته والاول
فی عین آخریته ل یعنی پس حق تعالیٰ
آخر است وبس درعین اولیة خود
همان اول است درعین آخریة خود
چنانکه مبین شد ق ثم نعلم ان الحق
وصف نفسه بانه ظاهر وباطن فاوجد
العالم عالم غیب وشهادت لندرک
الباطن بغیبنا والظاهر بشهادتنا
ل این کلام مزید بیان است مر بودن
آدم را برصورت حق تعالیٰ دریں
تقدیر مراد از عالم که در فاوجد العالم
باشد عالم صغیر است که انسان باشد
وتحقیق قول او ثم نعلم با چند احتمال
بالا گذشت یعنی پستر گو بدانیم ما یا
بداند طالب حق ومعرفت یا دانسته
شود که حق تعالیٰ صفت کرد ذات
خود را وبیان نمود که ظاهر است
وباطن پس پیدا کرد عالم را عالم
غیب وشهادت تا دریابیم وبدانیم

یعنی حق تعالیٰ اپنے عین اولیت میں آخر ہے
اور بس اور وہی عین آخریت میں اپنے اول
ہے اور بس۔ جیسا کہ ظاہر ہوا۔
یہ بیان قبل اس کے ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر
بنایا ہے اُسی سلسلہ میں یہ مزید بیان ہے
ایسی صورت میں عالم سے مراد جو کہ فاوجد عالم
ہے عالم صغیر یعنی انسان مراد ہے اور شیخ قدس
سرہ کا یہ قول جو کہ ثم نعلم ہے چند احتمالات
کے ساتھ اوپر گذر چکا ہے۔ پس اے طالب
حق ومعرفت کہو کہ جانتے ہیں ہم یا جاننا چاہئے
ہیں ہم کہ حق تعالیٰ نے اپنے کو صفات ظاہر و
باطن سے موصوف کیا ہے اور عالم کو بھی
عالم غیب وعالم شہادت پر پیدا کیا ہے تاکہ
ہم اپنے غیب سے اللہ تعالیٰ کے باطن کو
اور اپنے شہادت سے حق تعالیٰ کے ظاہر
کو سمجھیں اور جبکہ حق تعالیٰ خود ظاہر و
باطن صفات سے موصوف ہے ہم کو بھی
ظاہری صفات مثل جسم اور قوی واعضا

Marfat.com

باطن حق را بغیب و باطن خود و ظاہر حق
را بشہادت و ظاہر خود یعنی چوں خود
موصوف است بظاہر و باطن مارا نیز
ظاہر داد چوں چشم و قویٰ جسمانی و باطن
داد چوں روح و قوای روحانی تا باطن
حق را باطن خود بدانیم و ظاہر حق را بظاہر
خود و منطبق شود کل بکل یعنی بدانیم کہ
باطن ما باطن اوست و ظاہر ما ظاہر اوست
و ظاہر ما ظاہر اوست چنانکہ گفت بالا
فما وصفناہ بوصف الا کنا نحن ذلک الوصف
پس بیان کردن حق تعالیٰ مر ذات خود را
باوصافے کہ ما عین آن اوصافیم تعلیم الٰہی
و تلقین موہبی است کہ بدانم کہ ہمہ
حق است و بس ہو الاول والآخر
والظاہر والباطن و تواند بود کہ مراد از
عالم مطلق باشد شامل عالم صغیر و کبیر کہ
ہر چہ ہست از عالم صغیر و کبیر آسمان و زمین
و غیر آں روحی دارد و قوای روحانی کہ
تو آنرا ملائکہ ارضی و سماوی میخوانی اگرچہ

وجسمانی اور صفات باطنی مثل روح وقوای
روحانی عطا فرمایا تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کے باطن کو
اپنے باطن سے اور اللہ تعالیٰ کے ظاہر کو اپنے ظاہر
سے سمجھیں اور پہچانیں اور ہمارا ظاہر و باطن
حق تعالیٰ کے ظاہر و باطن سے یعنی کل ساتھ کل
کے منطبق ہو جائے۔ یعنی اس بات کو ہم ذہن
نشیں کریں اور سمجھ لیں کہ ہمارا باطن حق تعالیٰ کا
باطن اور ہمارا ظاہر حق تعالیٰ کا ظاہر ہے جیسا کہ
کہا گیا ہے کہ ہم نے حق تعالیٰ کو انھیں صفات سے
موصوف کیا کہ جس صفات کا ہم میں ظہور ہوا یعنی
ہم عین وہ اسماء صفات تھے یعنی حق تعالیٰ نے اپنے
ذات کو ایسے صفات سے بیان کیا کہ ہم عین وہ اوصاف
ہیں۔ یہ تعلیم الٰہی اور تلقین موہبی ہے کہ ہم اس امر کو
ذہن نشیں کریں کہ سب حق ہے اور بس وہی اول ہے وہی
آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے
کہ عالم سے مراد عالم مطلق ہو کہ جو عالم کبیر اور عالم صغیر دونوں
کو شامل ہے۔ کیونکہ جو چیز کہ موجود ہے وہ عالم صغیر و عالم
کبیر و آسمان و زمین کے درمیان ہے یہ سب ذی روح ہیں
یعنی زندہ ہیں اور قوای روحانی کہ تم ان کو ملائکہ ارضی و سماوی

Marfat.com

بر محجوب اینحکم ظاہر نشود و باطن ہر ظاہر
در چشم او پیدا نگردد غایۃ الامر مراد از
غافل مدرک انسان باشد و بس کہ معرفت
مرہمیں راست و بس و حمّال ایں امانت
انسان باشد و بس و جاہل بہ ہستی غیر حقتعالیٰ
انسان است و بس و غیر حق تعالیٰ را در
ظلمت نیستی انسان میداند و بس چہ غیر
انسان قابل و مستعد ایں حمل و حمال ایں
امانت نیا مد محملہا الانسان انہ کان ظلوماً
جہولا ایں دیوانگی انسان دارد و بس
چنانکہ حافظ شیرازی باینحکم اشارت فرمودہ
و گفتہ است ۔بیت۔ آسمان بار امانت
نتوانست کشید ؛ قرعہ فال بنام من دیوانہ
زدند ۔ ہرچہ نصیب ہر چیز بود رسید بوے
وانا لموفوھم نصیبہم غیر منقوص و در بعضی
نسخہ بجاے عالم غیب و شہادت ذاغیبٍ
وشہادتٍ واقع است یعنی صاحب غیب
و شہادت ق ؛ وصف نفسہ بالرضا
والغضب و او جدا لعالم ذاخوف و رجاء

کہتے ہو۔
اگرچہ اس امر کا انکشاف محجوب پر نہیں ہوتا اور ہر چیز کا
ظاہر و باطن اُس کے آنکھ سے دکھائی نہیں دیتا خلاصہ یہ کہ
ان تمام امور کا جاننے والا اور ادراک کرنیوالا انسان ہے اور بس۔
اور اس معرفت کو حاصل کرنیوالا انسان ہے اور بس۔ اس
امانت عظیم کا بوجھ اُٹھانیوالا ہے انسان ہے اور بس۔ غیر حقتعالیٰ
کے ہستی سے انسان جاہل ہے اور بس ۔ اور غیر حقتعالیٰ کو نیستی
کے اندھیرے میں انسان جانتا ہے اور بس۔ پس اُٹھالیا اُسکو
انسان نے تحقیق وہ ظالم و جاہل تھا۔ یہ دیوانگی انسان رکھتا
ہے اور بس۔ جیسا کہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حکم
کے جانب اشارہ فرمایا ہے۔ ؎

آسماں با امانت نتوانست کشید
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

ہر چیز یعنی ہر مخلوق کو اُسکے استعداد و استحقاق کے موجب
جو کچھ کہ اُسکے نصیب میں تھا اُسکو مل گیا۔ ہم اُنکو اُنکا حصہ
جو اُنکو ملنا ہے بغیر کسی کمی و بیشی کے پورا پورا دیں گے ۔
بعضی نسخوں میں عالم غیب و شہادت کے بجاے ذاغیب و
شہادت واقع ہے یعنی حقتعالیٰ نے اپنے ذات کے بارے
میں بیان فرمایا کہ وہ رضا و غضب کے صفات سے متصف ہے

Marfat.com

فتحاں غضبہ در جو رضاہ ل یعنی صفت
و بیان کرد حق تعالی ذات خود را برضا
و غضب چنانکہ گفت اللہ تعالی ؎
رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ و سبقت
رحمتی علی غضبی و پیدا کرد عالم صغیر را
صاحب خوف و ترس و صاحب رجا
و امید پس بترسیم از غضب و سخط او
کہ صفت او باشد و امیدوار باشیم
برضا و لطف او کہ صفت او باشد
و ایمان نتیجہ خوف و رجا است و ازینجا
گفتہ اند الایمان بین الخوف والرجاء
و خوف ذکر است و رجا انثیٰ و وجہ
بحکم و ترجیح رجا را بر خوف فقیر در
انفاس الخواص بیان کردہ است
بتوفیق اللہ و عنایتہ ق و وصف
نفسہ بانہ جمیل و ذو جلال فاوجد علی
ہیبتہ و انس ل یعنی صفت کرد حق تعالیٰ
ذات خود را و گفت کہ جمیل است
و صاحب جلال ان اللہ جمیل و یحب الجمال

جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے رضی اللہ عنہم
و رضوا عنہ۔ وسبقت رحمتی علی غضبی۔ یعنی راضی
ہوا اللہ اُن سے اور وہ راضی ہوئے اللہ سے۔
سبقت لے گئی میری رحمت اوپر میرے غضب کے
اور پیدا کیا انسان کو ڈرنے والا اور امید رکھنے والا
پس ہم سب کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غضب
اور سخط سے ڈرتے رہیں اور اُس کے رضا و خوشنودی
و مہربانی کے ہر وقت امیدوار رہیں۔ ایمان خوف
و رجا کا نتیجہ ہے۔ اسی مقام کے لئے فرمایا ہے کہ
تحقیق ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔
خوف مذکر ہے اور رجا مؤنث ہے۔ اور اس
حکم کی وجہ کہ رجا کو خوف پر ترجیح ہے فقیر نے
انفاس الخواص میں ذکر کیا ہے اللہ کی توفیق
اور عنایت سے یعنی حق تعالیٰ نے اپنی ذات
کے اوصاف بیان فرمائے ہیں اور فرمایا کہ وہ
جمیل اور صاحب جلال ہے۔ تحقیق اللہ جمیل
ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے۔

Marfat.com

و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام پس
پیدا کرد مارا بر صفت ہیبت وانس پس
ما جمیلیم و صاحب جلال و اگر ہیبت و
انس از صفات انفعالیہ گرفتہ شوند پس
فرق میان این بیان و بیان سابق اعتباریست
و مآل ہر دو یکے باشد پس ہیبت وانس را
از صفات فعلیہ گرفتن احسن است ق
و ہکذا جمیع ما نسبت الیہ تعالیٰ و سمی بہ
ل یعنی ہمچنیں جمیع چیزے کہ نسبت واسناد
کردہ می شوند بسوی حق تعالیٰ و نام کردہ
می شود حق تعالیٰ بداں یعنی بجمیع صفات
متقابلہ کہ حق تعالیٰ بداں صفات موصوف
باشند از جنس عفو و انتقام و غیر آں
ما نیز موصوفیم پس ارتباط کلی درمیان ما
و او پیدا شد و با صورت او ہویدا گشت
فاشتبہ الامر واختلط الحال ؎
او در من و من در و فتادہ + خلق از پی ما
دواں و خنداں ق ثم عبر عن الصفتین
بالیدین اللتین توجہتا منہ علی خلق الانسان

اور باقی رہیگی ذات تیرے رب کی جو بہت ہی
بزرگ اور تعظیم والا ہے۔ ہم لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ
نے ہیبت اور انس کے صفت پر پیدا کیا ہے۔ پس
ہم بھی جمیل اور صاحب جلال ہیں۔ اگر ہیبت اور
انس کو صفات انفعالیہ مانا جائے تب بھی اس
بیان میں اور اس بیان میں اعتباری فرق ہے۔
مآل اور حقیقت دونوں بیان کا ایک ہے۔ ہیبت
اور انس کو صفات فعلیہ کہنا ہے احسن ہے۔
یعنی اسی طرح سے تمام چیزیں جو کہ حق تعالیٰ کی
طرف نسبت واستناد کی جاتی ہیں اور حق تعالیٰ
کا ان صفتوں سے نام رکھا جاتا ہے یعنی جمیع
صفات متقابلہ کی حق تعالیٰ ان صفت سے
متصف ہے اور قسم عفو و منتقم وغیرہ ہم سب
بھی انھیں صفات سے موصوف ہوتے ہیں
ایسی صورت میں ارتباط کلی ہمارے اور حقتعالیٰ
کے درمیان پیدا ہوئی اور ہم سے اللہ تعالیٰ کی
صورت ظاہر ہوئی اور حال خلط ملط ہو گیا ؎
وہ مجھ میں اور میں اس میں لپٹ گئے ؛
خلق ہمارے پیچھے دوڑنے والی اور ہنسنے والی۔

Marfat.com

الکامل لکونہ الجامع لحقایقہ ومفرداتہ
فالعالم شہادۃ والخلیفۃ غیب لی یعنی
بستر تعبیر کرد حق تعالی از دو صفت خود
کہ جمال وجلال باشند بیدین یعنی بدو
دست کہ متوجہ شدند ہر دو دست از
باری تعالی بر خلق انسان کامل چنانکہ
گفت مرابلیس را مامنعک ان تسجد
لما خلقت بیدی چہ انسان کامل جامع
وحاوی حقائق حق تعالی باشد ومفردات
ویعنی کلیات او وجزئیات او چہ جزئی
مفرد است کہ جزئی در وی شریک نباشد
بخلاف حقیقت ودر بعضی نسخہ الحقائق
العالم واقع است ومآل یکے است
پس عالم شہادت است ومشہود و
خلیفہ غیب است ومستور چہ جامع جمیع
حقائق غائب ومستور باشد بدانکہ تعبیر
کرد از ہر دو صفت مذکورہ بدو دست
از آنست کہ از ہر دو صفت تحقق یافتہ
اند افعال الٰہیہ وبآں ہر دو ظہور یافتہ

یعنی حق تعالی نے اپنے دونوں صفتوں کو جو کہ جمال
او جلال ہیں اپنے دونوں ہاتھ تعبیر کئے ہیں۔ یعنی اللہ
تعالی کے بھی دونوں ہاتھ انسان کامل کے پیدا کرنیکی
طرف متوجہ ہوئی۔ جیسا کہ اللہ نے ابلیس سے فرمایا
کہ کس نے باز رکھا تجھ کو آدم کے سجدہ کرنے سے
کہ ہم نے اُس کو دونوں ہاتھوں سے بنایا اور پیدا
کیا کیونکہ انسان کامل جامع جمیع حقائق اور مفردات
کا حاوی ہے یعنی اُس کے کلیات اور جزئیات کا
حاوی ہے کیونکہ ایک چیز مفرد ہے کہ کوئی چیز اُس
میں شریک نہیں ہے بخلاف حقیقت کے اور بعض نسخوں
میں من الحقائق العالم واقع ہے اور مآل ایک ہی ہے
پس عالم ظاہر ہے اور دکھلائی دیتا ہے اور
دیکھا جاتا ہے اور خلیفہ غیب میں ہے اور پوشیدہ
ہے کیونکہ جامع جمیع حقائق اور چھپا ہوتا ہے۔ اس کو
بھی جان تو کہ اللہ تعالی نے اپنے دونوں صفات
جمال او جلال سے اپنے دونوں ہاتھ تعبیر کئے
ہیں اُس کی وجہ یہ ہے کہ اُس میں دونوں
ہاتھوں یعنی دونوں صفتوں سے اللہ کی
ربوبیت ظاہر ہوئی ہے جس طرح سے

Marfat.com

ربوبیت حق تعالی چنانکه بد و دست انسان
تمام می شود افعال او بد و دست او متحقق
میشود کاروبار او از جفا و اخذ و عطا وغیر
آن وخلق و ایجاد باری تعالی مرآدم را
بد و صفت مذکوره ظهور است بهر دو صفت
درآدم و استتار او با هر دو صفت از نظر عوام
چوں عالم بصورت انسان کامل پس هر شی
جمال است یا جلال و انسان کامل شامل هر
دو صورت او پس عالم که تمامی اجسام انسانی
و غیر آن داخل وی باشد شهادت است
و مشهود و خلیفه که روح انسان کامل باشد
جمیع مستورات سدنه او غیب است و مستور
چوں حق تعالی که مشهود و مرئی نگردد و جائز
است که بگوی که خلیفه حقیقت محمدی باشد که
کاریکی است و باریکی و معرفت او چوں معرفت
حق است و بکنه حاصل نیست وقول نبی ما
ما صلی الله علیه وسلم که من عرف نفسه فقد عرف
ربه است اشارت بانحکم باشد چنانکه اشار الله
العزیز در نفس کتاب خواهد آمد چه معرفت

کہ انسان کے دونوں ہاتھوں سے تمامی افعال پورے
ہوتے ہیں اور تمامی کاروبار اُس کے مثل جور وجفا و گرفت
و بخشش و عطایا وغیرہ انجام پاتے ہیں اور متعلق ہوتے
ہیں۔ چونکہ حقتعالی کو اپنے دونوں صفات جلال اور جمال
کو آدم میں ظاہر کرنا منظور ہوا اسوجہ سے حقتعالی نے اپنے
دونوں ہاتھوں سے آدم کو پیدا کیا اور بنایا حقتعالی کے
دونوں صفات جمال اور جلال کا آدم میں ظہور ہے اور اللہ
کے دونوں صفات جو کہ جمال اور جلال ہیں اور جس کا ظہور
آدم میں ہے عوام کے نظر سے پوشیدہ ہیں جس طرح سے
کہ عالم انسان کامل کی صورت پر ہے یہ بھی عوام کے
نظروں سے پوشیدہ ہے۔ پس ہر شی چاہے وہ صاحب جمال
ہو یا صاحب جلال انسان کامل میں دونوں صورتیں ظاہر
و شامل ہیں۔ پس عالم کہ جس میں تمام اجسام انسانی اور
علاوہ اس کے ہے شامل ہیں وہ نظروں کے سامنے ہے اور
دکھائی دیتے ہیں اور دیکھے جاتے ہیں۔ اور خلیفہ جو کہ روح
انسان کامل ہے تمام خدام و کاروباری اُس کے غیب میں
ہیں اور مستور ہیں جسطرح سے کہ اللہ تعالی مشہود و مرئی
نہیں ہوتا۔ اور جائز ہے کہ کہو کہ خلیفہ حقیقت محمدی ہے
صلی اللہ علیہ وسلم کہ کاروبار ایک ہی ہے اور اُس کی معرفت

Marfat.com

رب تعالیٰ بکنہ حاصل نمیشود پس
معرفت نفس بکنہ حاصل نشود کہ معرفت
حق تعالیٰ متعلق است بمعرفت نفس
چوں معلق محال باشد معلق بہ نیز محال
باشد واگرنہ وجود ملزوم بدوں لازم
لازم آید وایں محال است وخلاف
مفدر چنانکہ بگوی اگر زید از یں کار
خود باز آید پس باری تعالیٰ معدوم
شود و فرض اینست کہ ایں قول
صادق است پس باز آمدن زید از
کار خود محال باشد چوں عدم باریتعالیٰ
دریں جا گفتہ است عارفی ؎
دیدن روی ترا دیدۂ جاں می باید
ویں کجا مرتبہ چشم جہاں بین من است
پس خلیفہ دستخلف ہر دو در تتق عزت
وپردۂ غیب اند اگرچہ حضرات ہر دو
متفاوت اند ومتغائر ق ولہذا
بحجب السلطان ل یعنی بنابرین کہ
خلیفہ غیب است سلطان در حجاب باشد

حق کے معرفت کے مثل ہے اور کنہ سے حاصل نہیں
ہوتی۔ ہمارے اس قول کی تائید حضور پرنور صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہ قول کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا تحقیق
اُس نے اپنے رب کو پہچانا کر رہا ہے اور اسی حکم کی طرف
اشارہ ہے چنانچہ انشاء اللہ العزیز نفس کتاب میں ذکر
کیا جائیگا۔ جبکہ معرفت رب تعالیٰ کی کنہ سے حاصل نہیں
ہوسکتی تو نفس کی معرفت کنہ سے کس طرح حاصل ہو گی۔
کیونکہ حق تعالیٰ کی معرفت نفس کے معرفت سے متعلق
ہے۔ جبکہ معلق محال ہے معلق بہ بھی محال ہے نہیں تو ملزوم
کا وجود بغیر لازم کے لازم آویگا اور یہ محال ہے اور خلاف
مقدر ہے۔ جیسے کہ تم کہو کہ اگر زید اپنے کام سے باز آوے
تو باری تعالیٰ معدوم ہو جائے اور فرض کر لیا جائے
کہ یہ قول سچا ہے اسلئے زید کا باز آنا اپنے کام سے محال ہے
جس طرح سے کہ باری تعالیٰ کا معدوم ہونا محال ہے۔ اسی
مقام سے ایک عارف نے کہا ہے ؎ آپ کے چہرہ مبارک دیکھنے
کیلئے دل کی آنکھ چاہیئے ہماری آنکھ چونکہ جہاں کی دیکھنے والی ہے
اُس کا یہ مرتبہ نہیں ہے کہ وہ آپکو دیکھ سکے۔ اسوجہ سے خلیفہ
اور مستخلف دونوں تتق عزت اور پردہ غیب میں ہیں۔
اگرچہ دربار دونوں حضرات کا ایکدوسرے سے متفاوت اور

Marfat.com

چه همیشه بر درِ سلطان حاجب است و رایات عالیه او دائم حجاب عوام باشد و از برقعه عزت بر ہمه کس ظاهر نمیگردد چه سلطان نائب و مظهر و خلیفه غیب است در عالم شهادت ق و وصف الحق نفسه بالحجب الظلمانیة وهی الارواح اللطیفة والعقول والنفوس وعالم الامر والابداع ل یعنی صفت کرد حق تعالیٰ ذات خود را بحواجب ظلمانی و آن اجسام عنصری کثیفه اند از نتن و ثقل خود ظلمت دارند و ظلمتِ وی نور ظهور حق را فرو پوشیده باصرهٔ تند و بصیرت قوی باید تا باین حجب ظلمانی مشاهد حق باشد بلکه این پرده را بدرد و ظلمت او را معدوم محض و موہوم صرف گرداند و اجسام ہرگز سنگ راه او نگردند و صفت کرد ذات خود را بحواجب نورانی و آن ارواح لطیفه باشد و عقول و نفوس و عالم امر و ابداع که عالم کن باشد و ہر چند این چیزها نورانی اند اما تعینات

متغائر ہے۔
اس وجہ سے کہ خلیفہ غیب میں ہے سلطان بھی حجاب میں ہے کیونکہ ہمیشہ بادشاہ کے دروازے پر دربان رہتے ہیں اور اُس کے رایات عالیہ ہمیشہ عوام سے حجاب میں ہیں اور اپنے سر کو برقع عزت سے باہر نہیں نکالتے اور عوام پر ظاہر نہیں ہوتے۔ کیونکہ عالم شہادت میں بادشاہ نائب اور مظہر خلیفہ غیب ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو حواجب ظلمانی سے موصوف کیا ہے اور وہ اجسام عنصری کثیف ہیں جو کہ اپنی کثافت سے ظلمت رکھتے ہیں اور ان کی ظلمت نے اللہ تعالیٰ کے نور ظہور کو چھپا لیا ہے۔ تیز نظر اور دوربین آنکھ کی ضرورت ہے تاکہ باوجود اُن حواجب ظلمانی کے حق کا دیکھنے والا ہو یہاں تک کہ اُس ظلمت کے پردہ کو پھاڑ ڈالے اور ظلمت کو عدم محض وموہوم صرف کردے اور اجسام اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کے راستہ میں رکاوٹ نہ ہوں حق تعالیٰ نے اپنی ذات کو حواجب نورانی سے بھی موصوف کیا ہے اور وہ حجاب نورانی ارواح لطیفہ اور عقول ونفوس اور عالم امر جو کہ عالم کن ہے۔ اگرچہ یہ سب چیزیں نورانی ہیں لیکن اُن کے تعینات نور حق کے

Marfat.com

اینها حجاب نور حق مطلق شده اند چنانکه
شعاع آفتاب حجاب آفتاب است
قال رسول الصادق ان للہ سبعین الف
حجاب من نور وظلمة و ہیچ میدانی کہ چہ
میگویم یعنی از ظلمت وکثافت اجسام
را حق نمیدانی واز تعین و تقید صور
نورانی را حق نمیخوانی سے ماشی میگویم
وار گفتۂ خود دلشادم ؛ بندۂ عشقم
واز ہر دو جہاں آزادم . نیست بر لوح
دلم جز الف قامت یار ؛ چہ کنم حرف دگر
یاد نداد استادم ق فالعالم بنین
کثیف ولطیف ل یعنی پس عالم میان
کثیف ولطیف باشد کہ عالم عبارت است
از حجب حق و حجب حق کثیف اند ولطیف
پس عالم ظلمانی باشد و نورانی چنانکہ
معلوم کردی ق فہو عین الحجاب علیٰ
نفسہ ل یعنی پس عالم عین حجاب باشد
بر ذات حق تعالیٰ یا بگوی بر ذات عالم
چوں عالم نماند تو از میان برخیزی او

حجاب ہو گئے ہیں۔ جیسے کہ آفتاب کی شعاع
آفتاب کا حجاب ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جمال مبارک
پر ستر ہزار پردے نور وظلمت کے پڑے ہوئے
ہیں۔ تم نے کچھ سمجھا کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔ ہم کہہ رہے
ہیں کہ تم ظلمت اور کثافت اجسام سے حق کو نہیں
پہچانتے ور نہیں جانتے ہو اور نورانی صورتوں کے
تعینات وتقیدات سے نورانی صورتوں کو تم
حق نہیں کہتے ہو اور نہ سمجھتے ہو سے
ہمارے دل کے تختی پر سوائے الف کے جو کہ قامت
ہے اور کچھ نہیں لکھا ہوا ہے ہم کیا کریں ہمارے
اوستاد نے دوسرا سبق نہیں پڑھایا۔
یعنی عالم نورانی اور ظلمانی ہے اور عالم عبارت
ہے حجاب حق سے اور حجاب حق کثیف اور لطیف
ہیں پس عالم ظلمانی ونورانی ہے جیسا کہ تم کو معلوم
ہوا اور یقیناً تم سمجھ گئے ہو گے یعنی عالم اللہ تعالیٰ
کے ذات پر عین حجاب ہے یا کہو کہ عالم خود
اپنے ذات پر حجاب ہے جب عالم نہ رہا اور
تم بھی درمیان سے اٹھ گئے تو حق تعالیٰ ہی

Marfat.com

ظاہر گردد واگر عالم است پس او کجاست
واگر تو محبی پس محبوب کجاست چنانکہ
میگوید حلاج قدس سرہ ؎ بینی و بینک
انی ینازعنی : فارفع بلطفک انی من البین
و دیگری گفتہ ؎ میان عاشق و معشوق
ہیچ حائل نیست : تو خود حجاب خودی
حافظ از میان برخیز ۔ ای برادر اینجا
کار وجدان است نہ ببرہان و معاملہ با
درآیت باشد نہ با روایت ؎
منصور بہ سر دار این نکتہ خوش سراید :
کز شافعی مپرسید امثال این روایت
ق فلا یدرک الحق احد ادراکہ نفسہ ل
یعنی پس درنمی یابد و نمیداند حق تعالی را
ہیچ یکی چوں دریافتن حق مر حق را چہ
ادراک حق تعالی مر ذات خود را ذوقی
باشد و حضوری و ما ہمہ عالم حجاب آمدیم
و جز علم حصولی بحق واجب الوجود نداریم
ق فلا یزال فی حجاب لا یرفع ل یعنی
پس دایما است عالم ظلمانی و نورانی در حجاب

ظاہر ہوا اگر عالم ہے تو وہ کہاں ہے اگر تو محب
ہے تو محبوب کہاں ہے ۔ سنو کہ حضرت منصور حلاج
قدس سرہ کیا فرماتے ہیں ۔ جو چیز کہ مجھ کو آپ سے
آڑ کئے ہوئے ہے اُس پردہ کو اپنے لطف و کرم
سے اُٹھا دیجئے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں ؎ عاشق اور معشوق کے درمیان کوئی چیز
حائل نہیں ہے : تم خود ہی اپنے حجاب ہو درمیان
سے اُٹھ جاؤ ۔

ای میرے بھائی اس جگہ وجدان کا کام ہے ۔ دلیل
و برہان سے کام نہیں چلے گا معاملہ درائت کا روایت
کا نہیں ہے ۔ ؎ منصور بر سر دار این نکتہ خوش سراید :
کز شافعی مپرسید امثال این روایت ۔ یعنی حق تعالی
کو کوئی شخص جیسا کہ اُس کے جاننے اور پہچاننے کا حق
ہے نہیں جانتا اور نہیں پہچانتا جیسا کہ خود حق تعالی
اپنے کو جانتا اور پہچانتا ہے کیونکہ حق تعالی کو اپنی ذات
کا سمجھنا اور دیکھنا ذوقی اور حضوری ہے اور ہم سب
اہل عالم اُس کے لئے حجاب ہیں اور واجب الوجود
کے حق میں سوائے علم حاصل کرنے کے اور کوئی بساط
نہیں رکھتے یعنی عالم نورانی و ظلمانی ہمیشہ حق تعالی کیلئے

Marfat.com

کہ برداشتہ نشود چہ اگر برداشتہ شود
عارف ومعروف نماند یا آنکہ برداشتن
عالم بالکل وساختن آن معدوم صرف
محال مطلق است پس معرفت حق تعالیٰ
بکنہ حاصل نباشد کہ حجاب آدمیم وہمچنیں
معرفت بنفس بکنہ حاصل نیست چنانکہ
گذشت **ق** ولا یدرک فی حجاب لا یرفع
ل یعنی دریافتہ نمی شود حق تعالیٰ در حجاب
کہ برداشتہ نشود و ایں قول در بعضی نسخہ
نیست **ق** مع علمہ بانہ متمیز عن موجدہ
بافتقارہ ولکن لاحظ لہ فی الوجود الذاتی
الذی للحق **ل** یعنی عالم دایما در حجاب است
باوجود آنکہ میداند عالم کہ عالم متمیز است
از موجد عالم بحتاج بودن آں بسوے
حق تعالیٰ ولیکن نیست مرا ورا نصیبی
از وجود ذاتی کہ مختص بجناب اوست
چہ وجود ما فائض از جناب اوست ہرگز
ذات ما تقاضاے وجود ما نکند چوں
ذات حق تعالیٰ وہمچنیں وجوب ذاتی ومآں

حجاب ہے اور وہ حجاب اُٹھایا نہیں جاسکتا کیونکہ
اگر وہ حجاب اُٹھ جائے تو عارف ومعروف نہ رہے
یا یوں کہو کہ عالم کا بالکلیہ اُٹھانا اور اُس کو معدوم
صرف کرنا محال ہے اس وجہ سے حق تعالیٰ کی معرفت
کنہ سے حاصل نہیں ہوسکتی کہ ہم سب اُس کے حجاب
ہیں اسی طرح اپنے نفس کی معرفت کنہ سے حاصل
نہیں ہوسکتی ہے جیسا کہ اوپر گذرا یعنی حق تعالیٰ کے
جاننے اور دیکھنے کیلئے درمیان میں ایسے حجابات
ہیں کہ جو اُٹھائے نہیں جاسکتے ۔ یہ قول بعضے نسخوں
میں نہیں ہے ۔ یعنی عالم ہمیشہ حجاب میں ہے باوجودیکہ
وہ جانتا ہے کہ میرے اور میرے پیدا کرنیوالے کے
درمیان فرق ہے وہ فرق یہ ہے کہ عالم اپنے مبدء
اور موجد کا محتاج ہے لیکن عالم کو حق تعالیٰ کے ذات
میں سے کوئی حصہ نہیں ہے وجوب ذاتی اللہ تعالیٰ ہی
کیلئے سزاوار ہے کیونکہ ہمارا وجود اُس کے جناب سے
فیض پاتا ہے ۔ ہماری ذات حق تعالیٰ کے وجوب
ذاتی کا تقاضا نہیں کرتی ۔ جس طرح سے کہ حق تعالیٰ
اپنی ذات کا تقاضا نہیں کرنا جس طرح سے کہ حق تعالیٰ
اپنی ذات کا خود متقاضی ہے ۔ اسی طرح وجوب ذاتی اور

Marfat.com

وجود ذاتی و وجوب ذاتی یکی است
پس عالم ہمیشہ در حجاب باشد با آنکہ
میدانیم کہ ما از و ممتازیم کہ ما محتاج اوئیم
و او مشتاق ما لیکن برای ما نصیبی از
وجوب و وجود ذاتی ہرگز نیست کہ او
واجب الوجود است و ما ممکن پس حجاب
ہرگز مرفوع نشود و ما ہرگز واجب نشویم
ق فلا یدرک ابدال یعنی پس نمی دریابد
عالم حق تعالی را ہرگز بذوق و وجدان
چہ وجود ذاتی در ما مفقود است چہ
ما نمیدانیم بذوق و وجدان ہیچ چیزے را
مگر بوجہی کہ در ما باشد پس ما عالم بحق
تعالی بوجہیہ سمیع و بصیر و ارادہ و علم او
ہستیم نہ بذوق و وجدان پس عالم
بحق تعالی بوجہ وجود ذاتی نیستم و خبر نداریم
بذوق و وجدان چنانکہ میشنوی ق
فلا یزال الحق من ہذہ الحیثیۃ غیر
معلوم علم ذوق و شہود لانہ لاقدم للحادث
فی ذلک ل یعنی پس ہمیشہ حق تعالی نظر

وجود ذاتی دونوں کا مآل ایک ہے۔ عالم ہمیشہ حجاب
میں ہے باوجود اس کے ہم سب اُس سے ممتاز اور
اُس کے محتاج ہیں اور وہ ہمارا مشتاق ہے۔ لیکن
ہمارے نصیب میں کوئی حق وحصہ اُس کے وجوب
ذاتی یا وجود ذاتی سے ہرگز نہیں ہے اسلئے ہم واجب
نہیں ہو سکتے۔ یعنی عالم حق تعالی کو ذوق و وجدان
سے ہرگز ادراک نہیں کر سکتا اس وجہ سے کہ وجوب
ذاتی ہم سب میں مفقود ہے۔
ہم ذوق و وجدان سے اُس چیز کو جان سکتے ہیں کہ جو چیز
ہم میں ہے چونکہ وجوب ذاتی ہم سب میں مفقود ہے ہم سب
ذات کے اعتبار سے واجب الوجود نہیں ہو سکتے ہاں
بایں وجہ کہ جو چیز ہم میں ہے۔ پس ہم حق تعالی کے جاننے والے
اور علم رکھنے والے بوجہ سمیع و بصیر و ارادہ و علم کے اُس کے
ہیں۔ ذوق و وجدان سے اُس کے وجوب ذاتی کا علم
ہم نہیں رکھتے کیونکہ وجوب ذاتی اللہ کے لئے
خاص ہے ذات کے اعتبار سے عالم کو کچھ بھی حق
وحصہ نہیں ہے۔
یعنی حق تعالی وجوب ذاتی اور وجود ذاتی
کے نظر سے ہمیشہ غیر معلوم ہے حق تعالی کیلئے

Marfat.com

بوجوب و وجود ذاتی غیر معلوم باشد
بعلم ذوق و شہود چنانکہ گذشت بخلاف
علم حصول کہ ما عالم ہستیم کہ حق تعالےٰ
واجب الوجود است و علم ذوقی نداریم
چہ بدرستیکہ نیست مر حادث را قدمی
درجناب وجود ذاتی چہ ذوق بی تعلق
بمذوق رو ننماید **ق** فما جمع اللہ لآدم بین
یدیہ الا تشریفاً و لہذا قال لابلیس ما منعک
ان تسجد لما خلقت بیدی ل یعنی پس جمع
نکرد اللہ تعالیٰ مر آدم را از جامع نگردانید
او را میان دو دست خود کہ کنایت از
جمال و جلال باشد مگر بجہت تشریف و مشرف
و مشارف ساختن او کہ بصفات جلالیہ
و جمالیہ مشرف و مشارف گردد و بایں
خلعت و تشریف کتف او مزین و مکتنف
گردانید و بنا برین کہ مر آدم را جامع ہر
دو دست خود گردانید گفت بابلیس ما
منعک تا آخر یعنی چہ چیز باز داشت
ترا ای ابلیس از سجدہ کردن و انقیاد نمودن

ہم کو جو علم حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم سب
حادث و ممکن ہیں اور حق تعالیٰ واجب الوجود ہے
یہ علم حصولی ہے ذوقی نہیں ہے۔ علم ذوقی ہم نہیں
رکھتے۔ اس لئے کہ حادث کے قدم کا وجوب ذاتی
کے جناب میں گذر نہیں ہے اس لئے کہ ذوق بے
مذوق ظاہر نہیں ہوتا اور اپنا چہرہ نہیں دکھلاتا۔
یعنی حق تعالیٰ نے اپنے دونوں ہاتھوں یعنی جمال
و جلال کو حضرت آدم علیہ السلام میں جمع و ظاہر کیا
یہ اللہ تعالیٰ کا آدم کے حق میں لطف و کرم ہے
اور اپنے باقی مخلوق پر آدم کو شرافت بخشنا
مقصود ہے اور اپنے صفات جمالیہ و جلالیہ
سے آدم کو مشرف کرنا اُس کا مقصد اعلیٰ
ہے آدم کو صفات و کمالات جمالیہ و جلالیہ سے
حق تعالیٰ کا مشرف کرنا اس لئے ہے کہ اس
خلعت و تشریف سے اُس کا کتف مزین و
درست و آراستہ ہو جائے اس وجہ سے
حق تعالیٰ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے آدم کو بنایا اور
پیدا کیا یعنی دونوں ہاتھوں سے آدم کو جمع کیا اور ابلیس
سے کہا کہ ما منعک تا آخر یعنی اے ابلیس وہ کونسی علت

Marfat.com

بخلیفہ من کہ پیدا کردم آنرا بدو دست
خود پس آدم را مشرف و مشارف ہر دو
دست خود کردہ بود تا این قول گفت چنانکہ
یشنوی ق وما ہو الا عین جمعہ بین الصورتین
صورت العالم وصورت الحق وہما یدالحق
ل یعنی نیست جامع بودن آدم میان دو
دست حق مگر جمع کردن آن میان دو صورت
معہود کہ صورت عالم باشد وصورت حق
وہر دو صورت دو دست حق اند وصورت
عالم مظاہر اسماء الٰہی وعین اسماء الٰہی اند کہ
مظہر عین ظاہر است و اسماء عین مسمّٰی پس
حق کل باشد و دو دست او کنایت از کل
وچون مظاہر عین ظواہر اند اینجا گفت
وہما ید "الحق واگرنہ بالا گفتہ است کہ از
دو صفت جلال وجمال تعبیر کردہ بدو دست
و نیز ما ہمہ عالم اوصاف اوئیم چنانکہ بالا
گذشت و اطلاق صورت بر غیب خصوصا
غیب الغیب مجاز باشد وبرای ما کار
بحقیقت است ق و ابلیس جزءٌ من العالم

تھی جس کی وجہ سے تو نے میرے خلیفہ آدم کو سجدہ نہیں
کیا اور تجھ کو اُس نے سجدہ کرنے سے باز رکھا
حالانکہ میں نے اپنے خلیفہ کو اپنے دونوں ہاتھوں
سے بنایا اور صفات وکمالات جمالیہ اور جلالیہ
سے اُس کو مشرف کیا۔ یہ تمام باتیں حق تعالیٰ نے
ابلیس سے کہیں اور انھیں دونوں صفات کے ظہور
کی وجہ سے حق تعالیٰ نے ابلیس پر حجت قائم کی ۔
حضرت آدم علیہ السلام حق تعالیٰ کے دونوں
ہاتھوں کے جمع کرنیوالے ہوئے وہ دونوں ہاتھ
حق تعالیٰ کے صورت عالم وصورت حق ہیں اور یہی دونوں
صورتیں حق تعالیٰ کے دونوں ہاتھ ہیں صورت عالم
مظاہر اسماء الٰہی وعین اسماء الٰہی ہیں اسلئے کہ مظہر عین
ظاہر ہے اور اسماء عین مسمّیٰ ہیں پس کل حق ہے اور دونوں
ہاتھوں سے بھی کل ہی کی طرف اشارہ ہے ۔ اور جبکہ
مظاہر عین ظواہر ہیں اس مقام پر وہما ید الحق کہا ورنہ پہلے
اس کے حق تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں کو صفات جمالیہ و
جلالیہ سے تعبیر کیا تھا اور ہم تمامی اہل عالم اُس کے اوصاف
ہی اوصاف ہیں جیسا کہ اوپر کہا گیا اور صورت کا اطلاق
غیب پر خصوصاً غیب الغیب پر کرنا مجاز ہے ہم کو تو

Marfat.com

لم یحصل له بهذه الجمعیة ل یعنی ابلیس
جزء ایست از عالم حاصل نشد مرا درا
جمعیت آدم بلکه جزء ایست از آدم
و جزء جمعیت کل ندارد پس محاکات
ابلیس در دعوی جزئیت پیش
حضرت الحق نظر باصل اوست که
نار است تا در برابر بود و بے حساب
چه اصل او دیدهٔ او را کور ساخت
ندید که در آدم هم صورت عالم باشد
و هم صورت حق پس آدم کل است و
ابلیس جزء او و کل عظم باشد از جزء
ببداهت عقل و نظر اول و در انفاس
الخواص باشارت در بیان ابلیس
شرح داده شد صریح در اینجا قبیح و مجمل
اینست که هر چیزیکه باز دارد ترا از حق
و یاد حق پس آن شیطان تست و در
اینجا نیز اشارت توان کرد که شیطان
دشمن ترین دشمنان تست که دمی از
تو جدا نشود و شب و روز با تو در یادم

حقیقت سے کام ہے اور بس۔ یعنی ابلیس عالم کا
ایک جزء ہے اُس کو آدم علیہ السلام کی ایسی جمعیت
حاصل نہ ہوئی بلکہ وہ آدم کا بھی جزء ہے اور جزء کل کی
جمعیت نہیں رکھتا۔
اسوجہ سے محاکات ابلیس یعنی دعوی جزئیت حضرت الحق
کے مواجہ میں اُس کے اصلیت کے نظر و اعتبار سے ہے
کیونکہ وہ آتش سے پیدا کیا گیا ہے اس لئے کہ برابر و بے حساب
ہو ابلیس کے اصلیت نے اُس کو اندھا کر دیا اور اپنے
اندھے ہونیکی وجہ سے یہ نہ دیکھا اور نہ سمجھا کہ آدم علیہ السلام
میں جو حق خلیفہ ہے عالم کی صوت اور حق کی صورت دونوں
ظاہر ہیں پس آدم کل ہے اور ابلیس اُس کا جزء ہے
اور کل جزء سے عقل و نظر کے اعتبار سے بڑا ہوتا ہے
انفاس الخواص میں ابلیس کے بیان میں صحیح اور واضح
طریقہ سے بیان کیا گیا ہے اس مقام پر صریح بیان کرنا
قبیح ہے۔ مجمل یہ ہے کہ جو چیز تم کو حق اور یاد حق سے
غافل کر دے اور باز رکھے وہی تمہارا شیطان ہے اس
مقام پر اشارۃً یہ کہہ سکتے ہیں کہ شیطان تمہارا دشمن ترین
دشمن ہے کہ اک لمحہ بھی تم سے جدا نہیں ہوتا
اور دن و رات تم سے تم میں تمہارے

Marfat.com

تو سیر کند و جز ہلاکت ترا دست ندارد ؎ شیطنت گردن کشی شُد در لغت :: مستحق لعنت آمد ایں صفت :: اسپ سرکش را عرب شیطانش خواند :: نی ستوری راکہ در مرعی باند ق و لہذا کان آدم خلیفہ ل یعنی از ہمیں راہ کہ آدم جامع بود میان صورت عالم و صورت حق تعالیٰ خلیفہ در عالم و ملاذ و مستغاث وی و اگر ایں جمعیت در وی نمی بود شایستہ خلافت نمی شد چوں ملائکہ چنانکہ بیشنوی ق فان لم یکن ظاہراً بصورت من استخلفہ فیما استخلف فیہ فما ہو خلیفۃ و ان لم یکن فیہ جمیع ماتطلبہ الرعایا التی استخلف علیہا لان اسنادہا الیہ ل قول او فان لم یکن با متعلقات فعل شرط است و فما ہو خلیفۃ جزاء شرط و قول او و ان لم یکن با متعلقات معطوف باشد بر فعل شرط مذکور یا بر تمام شرطیہ پس جزاء شرط محذوف باشد بقرینہ جزاء شرط اول چنانکہ میگوئی ان

سانس کے ساتھ سیر کرتا ہے اور سوائے تمہارے ہلاکت کے کوئی دوسری چیز درست نہیں رکھتا ؎ شیطان کے معنی لغت میں گردن کشی کے ہیں. اس وجہ سے یہ صفت مستحق لعنت ہے + سرکش گھوڑے کو زبان عرب میں شیطان کہا ہے۔ اُس چوپایہ کو نہیں کہا جو چراگاہ میں چرتا ہے + یعنی اس نظر سے کہ آدم علیہ السلام صورت عالم اور صورت حق کے جامع تھے۔ عالم میں حق تعالیٰ کے خلیفہ ہوئے اور عالم کے پشت پناہ اور فریاد کے سننے والے ہوئے اگر یہ جمعیت حضرت آدم میں نہ ہوتی تو خلافت کے لائق نہ ہوتے۔ جیسے کہ فرشتے کہ اُن میں جمعیت الٰہیہ نہیں تھی مستحق خلافت حق تعالیٰ نہ ہوئے۔

Marfat.com

قدم ابنی من اسفر فعبدی ہذا حروان
قدم صدیقی دقول اولان استنادہا الیہ
وجہ است مرطلب کردن رعایا راکہ طلب
کنند مطالب خود را از پیش خلیفہ یعنی پس
اگر نباشد آدم ظاہر بصورت کسیکہ خلیفہ گرفتہ
است آنرا کہ حق تعالی باشد در چیزے کہ
خلیفہ گرفتہ باشد دراں پس نیست آدم
خلیفہ داگر نباشد در آدم جمیع چیزیکہ طلب
کنند آنرا رعایا کہ آن خلیفہ ہست برآنہاچہ
استناد در رجوع رعایا بسوے خلیفہ
باشد وضروری است کہ از خلیفہ حوایج
خود طلب نمایند پس آدم خلیفہ نباشد
یعنی حق تعالی خلیفہ خود گرفت آدم را
برعالم در اسماء صفات جمالی وجلالی
خود کہ ہرچہ عالمیان بخواہند وہرچیزے کہ
ایشان مستحق آن باشند آنرا بعالمیان رساند
پس ضرور است کہ بصفات حق موصوف باشد
وانچہ رعایا یافتہ اند وخواہند یافت باخلیفہ
باشد پس ضرور شد کہ خلیفہ جامع باشد

یعنی اگر آدم علیہ سلام حق کی صورت پر عالم میں ظاہر نہ
ہوتے اور اگر وہ تمام امور آدم علیہ السلام میں نہ ہوتے کہ
جن امور پر حق تعالی نے آدم کو خلیفہ بنایا ہے اور اگر
اُن میں وہ سب چیزیں نہ ہوتیں جن کو رعایا خلیفہ سے
طلب کرتی ہیں تو کبھی بھی اُن رعایا کی نسبت اُس خلیفہ
کی طرف صحیح نہ ہوتی کیونکہ استناد ورجوع رعایا کا خلیفہ
کی طرف ہے۔ اور ضروری ہے کہ رعایا خلیفہ سے اپنی
اپنی ضروریات طلب کریں۔ پس آدم خلیفہ نہیں ہے۔
یعنی حق تعالی نے آدم علیہ السلام کو اپنے تمامی اسماء و
صفات جمالی وجلالی کے ساتھ عالم میں اپنا خلیفہ بنایا
تاکہ عالم والے جو کچھ چاہیں اور ہر وہ چیز کہ
جس کے یہ لوگ مستحق ہوں اس کو خلیفہ عطا کرے
اور پہنچا دے۔ خلیفہ حق تعالی کو صفات
کی تعالی سے متصف ہونا ضروری ہے۔ جو کچھ
کہ رعایا نے پایا یا پاویں گے وہ سب خلیفہ کے
پاس اور اُس کے قبضہ قدرت میں ہونا چاہئے
اور ہے۔ پس ضروری و لازمی ہے کہ حق تعالی
کا خلیفہ حق اور عالم کی صورت کا جامع ہے۔

Marfat.com

میان صورت عالم وصورت حق تعالیٰ ق فلا بد ان یقوم بجمیع ما تحتاج الیہ والا فلبس بخلیفۃ علیہم ل یعنی پس ناچار است وضروری کہ قیام نماید ومرحمت فرماید خلیفہ برعایا جمیع چیزیکہ بوے محتاج باشند پس صورت عالم در خلیفہ باشد واگر قائم نشود بہ آداء حاجت رعایا پس خلیفہ نیست برعایا کہ شان خلیفہ اداے حقوق رعایا است ق فما صحت الخلافۃ الا للانسان الکامل فانشا صورتہ الظاہرۃ من حقائق العالم وصورہ وانشا صورتہ الباطنۃ علی صورتہ تعالیٰ ل یعنی پس صحیح ومستقیم نشد حق تعالیٰ مگر مر انسان کامل را کہ در وے صورت عالم باشد وصورت حق تعالیٰ چون محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس پیدا کرد وگردانید حق تعالیٰ صورت ظاہر انسان کامل را از حقائق وصورتہاے عالم صورت ظاہر انسان کامل صورت عالم آمد وپیدا کرد صورت

پس لازمی اور ضروری ہے کہ رعایا کو وہ تمام چیزیں کہ جس کی رعایا کو محتاجی ہو خلیفہ مرحمت فرمادے۔ پس عالم کی صورت خلیفہ میں موجود ہونا ضروری ہے۔ اور اگر رعایا کے حاجات ادا اور پورا کرنے میں قائم نہ ہوا اور قاصر رہا تو وہ خلیفہ نہیں ہے اس لئے کہ خلیفہ کی نشانی یہ ہے کہ وہ رعایا کے حقوق کو ادا کرے پس خلافت حق تعالیٰ کی انسان کامل کے لئے راست و درست ہے کہ وہ حق تعالیٰ اور عالم کی صورتوں کا جامع ہے جیسے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس پیدا کیا حق تعالیٰ نے انسان کامل کے ظاہر صورت کو عالم کے حقائق اور صور پر۔

پس انسان کامل کی ظاہر صورت عالم کی صورت پر ہے اور انسان کامل کی باطن صورت کو اپنے صورت پر پیدا کیا۔

Marfat.com

باطن انسان کامل را بر صورت خود عز شانہ
وجل برہانہ پس صورت انسان صورت
حق آمد پس او جامع باشد میان صورت
عالم و صورت حق تعالیٰ بدانکہ ظاہر
مطلق است و ظاہر مضاف و ہمچنیں
باطن پس ظاہر مطلق عالم اجسام است
و باطن مطلق ذات الٰہی و صفات او
و ظاہر مضاف و باطن مضاف عالم
ارواح باشد کہ نظر بظاہر مطلق باطن
است و نظر بباطن مطلق ظاہر ہو الاول
و ہو الآخر و الظاہر و الباطن ق ولذالک
قال فیہ کنت سمعہ و بصرہ و ما قال کنت
عینہ واذنہ فغرق بین الصورتیں ل
یعنی بنا برین کہ پیدا کرد حق تعالیٰ صورت
باطن انسان کامل را بر صورت خود نہ صورت
ظاہر وے را گفت در حق آن انسان
کنت سمعہ و بصرہ یعنی ہستم من سمع
انسان کامل کہ بندہ متقرب باشد
بسوی من و بصر آن یعنی شنوائی و بینائی

اس وجہ سے انسان کامل کی باطنی صورت حق
کی صورت پر آئی پس انسان کامل صورت حق
اور صورت عالم کا جامع ہے۔ جانو کہ ظاہر مطلق
ہے اور ظاہر مضاف ہے اور اسی طرح باطن مطلق
ہے اور باطن مضاف ہے ظاہر مطلق عالم اجسام
اور باطن مطلق ذات الٰہی اور اُس کے صفات
ظاہر مضاف اور باطن مضاف عالم ارواح
ہے کہ ظاہری نظر سے باطن مطلق ہے اور باطن
کے نظر سے ظاہر مطلق ہے وہی اول ہے وہی
آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔ یعنی
اس وجہ سے کہ حق تعالیٰ نے انسان کامل کے
باطنی صورت کو اپنی صورت پر بنایا ہے اور
ظاہری صورت کو اپنی صورت پر نہیں بنایا ہے
انسان کے حق میں فرمایا ہے کہ میں اُس کی
شنوائی ہوں اس لئے کہ وہ میری طرف
متقرب ہے اور میں اُس کی بینائی ہوں یعنی
سننے والی اور دیکھنے والی جو قوت کہ انسان
میں ہے اُس کے فرمایا کہ وہ میں ہوں اسلئے
کہ وہ میری طرف متقرب ہے یہ نہیں

Marfat.com

انسان کامل ام و سامعہ و باصرہ و نہ گفت
کنت عینہ و اذنہ یعنی ہستم من چشم و گوش
او کہ ہر دو ظاہر اند؛ البتہ بصر و سمع پس
فرق کرد حق تعالیٰ میان صورت ظاہر
وصورت باطن کہ خود صورت باطن انسان
کامل است نہ صورت ظاہر اگرچہ ظاہر
عین مظہر باطن باشد ق وہکذا ہو فی
کل موجود من العالم بقدر ما تطلبہ
حقیقۃ ذلک الموجود لکن لیس لاحد
مجموع ما للخلیفۃ فما فاز الا بالمجموع
ولولا سریان الحق فی الموجودات
بالصورت ما کان للعالم وجود ل
یعنی ہمچنیں حق تعالیٰ در ہر موجود است
از موجودات عالم لیکن بحسب طلب
حقیقۃ ہر موجود و استعداد و قابلیت
آن چہ اگر باطن ہر موجود صورت حق
تعالیٰ نباشد آن موجود موجود نباشد
چنانکہ عنقریب بیشنوی انشاء اللہ
تعالیٰ العزیز لیکن نیست مر ہیچ یکی را

کہا کہ میں اُس کا کان ہوں اور اُس کی آنکھ
ہوں۔ آنکھ و کان ظاہر ہیں سننے اور دیکھنے
کے آلات ہیں۔
حق تعالیٰ نے انسان کامل کے ظاہری صورت
اور باطنی صورت میں فرق کیا ہے اس وجہ سے
کہ باطنی صورت حق کی صورت ہے ظاہری
صورت حق کی صورت نہیں ہے اگرچہ ظاہر عین
مظہر باطن ہے یعنی اسی طرح حق تعالیٰ عالم کے
ہر موجودات میں موجودات کے حقیقت
وقابلیت واستعداد کے اقتضاد کے موافق
موجود و ظاہر ہے۔ کیونکہ اگر باطن ہر موجود
کا حق تعالیٰ کے صورت پر نہ ہوتا تو کسی
موجود کا وجود ہی نہ ہوتا اور کوئی موجود
ظاہر نہ ہوتا لیکن سوائے انسان کامل کے

Marfat.com

از غیر خلیفه مجموع چیزے که مر خلیفه را
باشد پس فایز نشد بظفر یافت
خلیفه مگر مجموعے صورت حق بصورت
خلق بجامع شدن در میان جمیع اسماء
الٰہی و حقائق کونی بخلاف غیر خلیفه که
او نیز نیست و ظفر نیافت مگر بہ بندی
از حقائق الٰہی و بنا بر آن مگر مظہر اسمی از
اسماء الٰہی مقتضی آن بود نسبت بخلیفه
مظہر ذات آمد که جامع جمیع اسماء و
صفات است مقتضی حقیقة علمیه
چنین بود چنانکه اشارت کرد بقول
خود بقدر ما تطلبه حقیقة ذلک
الموجود و برائے دفع توہم تساوی
خلیفه و ہر موجود که ناشی شد از قول
شیخ قدس سره که و ہکذا ہو فی کل
موجود من العالم باشد گفت لکن
لیس لاحد آه و قول او فما فاز الا
بالمجموع بر ظاہر خود است چنانکه در
تجلینه نصوص گفته شد و نیز تواند بود

جو حق تعالیٰ کا خلیفہ۔ عالم کے کسی موجودات
میں حق تعالیٰ کا مجموعی ظہور نہیں ہے اور مجموعہ
صفات الٰہیہ سے سوائے آدم علیہ السلام کے
اور کوئی دوسرا فائز نہیں ہوا ہے۔ انسان
کامل جو کہ حق تعالیٰ کا خلیفہ ہے اسی صورت
حق و صورت عالم کی مجموعیت سے اور تمام
مراتب الٰہیہ و حقائق کونیہ کا احاطہ و جمع کرنے
سے تمام مخلوقات پر فتح پائی اور مقام عالی
پر سرفراز ہوا کہ اس مقام پر حق تعالیٰ کے
کسی مخلوق کی گذر نہیں ہے بخلاف غیر خلیفہ کے
کہ اس کے اندر جمعیت نہیں ہے۔ نہ تو
اس نے فتح پایا نہ مقام عالی پر پہنچے جو حقائق
کہ مرتبوں کے اندر رکھے اسی حساب سے اسمائے الٰہی
کے کسی نہ کسی اسم کے مظہر تھے۔ فرشتوں کے نشارت
و استعداد کا یہی تقاضا تھا کہ وہ حق تعالیٰ کے کسی
نہ کسی اسم کے مظہر ہوں اور خلیفہ یعنی انسان اس کے
ذات کا مظہر ہے جو کہ جامع جمیع اسماء و صفات ہو۔
جیسا کہ شیخ قدس سرہ نے اپنے قول میں اشارہ کیا
ہے بما تطلبہ حقیقہ ذلک الموجود۔ خلیفہ اور ہر موجود

Marfat.com

کہ بگوی کہ فایز و مستحق نشد انسان کامل
بخلافت مگر بسبب مجموع و محروم خود
وغیر و از ین مجموعہ محروم است اگرچہ
از فیض او بی بہرہ نباشد چنانکہ گفت
ولولا سریان الحق آخرہ یعنی اگر نبودے
سریان حق تعالی بصورت و ہویۃ در
جمیع موجودات نمی بود مر عالم را وجود
وہستی چہ وجود وہستی مر حق راست وبس
دیگری را نظر بذات خود وجودے ندارد
و مارا موجود از آن میگویند کہ بوجود او
متعلق ایم چنانکہ زید را مضروب از ان
میگویند کہ متعلق است بضرب ضارب
وحل این مطلب در ترجمۃ الکتاب واقع
شدہ است فارجع الیہ ان رغبت
وسریان در ینجا بر حقیقت خود نیست
واگر نہ حلول لازم آید واین کفر است
ق کما انہ لولا تلک الحقائق المعقولۃ
الکلیۃ ما ظہر حکم فی الموجودات العینیۃ
ل یعنی چنانکہ بدرستیکہ اگر نبودندے

کی برابری کا توہم جو کہ شیخ قدس سرہ کے قول سے ظاہر
ہوتی ہے اور وہ قول دہکذا ہو فی کل موجود من العالم ہے
اُس توہم کو دفع کرنے کیلئے شیخ قدس سرہ نے فرمایا ولکن
لیس اعداہ اور قول شیخ قدس سرہ کا جو کہ فما زال الا بالمجموع
ظاہر پر اپنے ہے۔ جیسا کہ تجلیۃ الفصوص میں بیان ہوا ہے
اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسی مجموعیت کے سبب انسان کامل
خلافت کے منصب عالی پر فائز ہوا۔ فرشتوں کیلئے یہ مجموعیت
نہیں تھی اس وجہ سے حق تعالی کے خلیفہ نہ ہوئے اگرچہ
تمامی مخلوقات اللہ تعالی کے فیض سے محروم نہیں ہے۔
جیسا کہ شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہے۔ ولولا سریان الحق الی
آخرہ۔ یعنی اگر حق تعالی کا سریان تمام موجودات کے
حقیقت وہویت میں نہ ہوتا یا یوں کہو حق تعالی تمام
موجودات کی حقیقت وہویت نہ ہوتا تو تمام موجودات
عالم کا وجود وظہور نہ ہوتا اسواسطے کہ عالم کی وجود وہستی
حق کی وجود وہستی اور کوئی دوسرا موجود نہیں ہے۔ ہم کو
موجود اسوجہ سے کہتے ہیں کہ ہم واجب الوجود سے تعلق رکھتے
ہیں۔ جیسے کہ زید کو مضروب اسوجہ سے کہتے ہیں کہ مارنیوالے
کے ضرب سے متعلق ہے۔ اس مطلب کا حل ترجمۃ الکتاب
میں کیا گیا ہے اگر تم کو اُس کی تلاش اور رغبت ہے تو اُسکو دیکھو۔

Marfat.com

حقائق معقولہ کلیہ کہ مذکور شدہ اند سابق ظاہر نمی شد حکمی در موجودات خارجی

اس جگہ سریان حق تعالیٰ کا اپنے حقیقت پر نہیں ہے ورنہ حلول لازم آویگا اور یہ کفر ہے۔

چنانکہ بالا گذشت یعنی مرہیچ موجودے را بی سریان حق در روے وجودے نمی باشد چنانکہ اگر حقائق معقولہ کلیہ نباشد در موجودات عینی حکم ثابت نشود و بر ہیچکس حکم بعالم نکنم و قادر نگویم و مکون نخوانم و رزاق و غفار نگویم پس اسماء حق تعالیٰ ظاہر نشوند

یعنی اگر حقائق معقولہ کلیہ نہ ہوتے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے تو کسی موجودات کا ظہور و وجود ہی نہ ہوتا یعنی بغیر سریان حق کے کوئی موجود موجود نہیں ہو سکتا جس طرح سے کہ اگر حقائق کلیہ معقولہ نہ ہوتے تو موجودات عینیہ میں کوئی حکم ثابت نہ ہوتا اور کسی پر عالم کا حکم نہ ہو سکتا اور کسی کو قادر و مکون نہ کہتے اور رزاق و غفار نہیں کہہ سکتے اور اسماء حق تعالیٰ ظاہر نہ ہوتے۔

ہمچنیں اعیان ثابتہ کہ مراد وراست وجود عینی و قابل فیض حق تعالیٰ امور معقولہ کلیہ اند چنانکہ گفت سابق بل ہو عینہا پس اگر موجود عینی نباشد ہم حق ظاہر نشود مثلاً اگر مرزوق نباشد اسم رزاق ظاہر نگردد و اگر عاصی نباشد غفار و منتقم و قہار پیدا نشود فارتبط الکل بالکل

اسی طرح اعیان ثابتہ کو کہ اس کو وجود عینی بخشنے والے اور قابل قبول فیض حق تعالیٰ کرنیوالے امور کلیہ معقولہ ہیں جیسا کہ پہلے کہا جا چکا بل ہو عینہا پس اگر موجود عینی نہ ہوں حق تعالیٰ بھی ظاہر نہ ہو مثلاً اگر مرزوق نہ ہو اسم رزاق بھی ظاہر نہ ہو۔ اگر عاصی نہ ہو غفار و منتقم و قہار اسماء الٰہیہ پیدا و ظاہر نہ ہوں۔ پس کل کا کل سے ارتباط ہے۔

پس حق تعالیٰ در ظہور اسماء نظری بخلق دارد چنانکہ در وجود خود نگاہے دارد بحق در ینجا حافظ شیرازی نغانہ ارد

حق تعالیٰ اپنے اسماء و صفات کے ظہور میں خلق کی طرف نظر رکھتا ہے جس طرح سے خلق اپنے وجود و ہستی میں حق کی طرف نگاہ رکھتا ہے۔ اس جگہ حافظ شیرازی نغاں کرتے ہیں

Marfat.com

میخوانده ؎ سایہ معشوق گر افتاد بر عاشق
چہ شد :: ما باو محتاج بودیم او بما
مشتاق بود ق ومن ہذاہ حقیقتہ کان
الافتقار من العالم الی الحق فی وجودہ
ل یعنی ازیں حقیقت و ازیں امر کہ
ہیچ موجودے بی سریان حق تعالے
موجود نشود متحقق شد افتقار و
احتیاج عالم در وجود بسوی حق نہ
در ذات کہ اعیان بجعل جاعل نیستند
اگرچہ فایض باشند از حق تعالیٰ
بفیض اقدس ق فالکل مفتقر وما
الکل مستغن :: ہذا ہو الحق قد قلناہ
لانکنی ل نکنی از کنایت است بمعنی ستر
یعنی پس ہر واحد از واجب وممکن مفتقر
ومحتاج اند بدیگرے ونیست ہیچ یکی
از دیگرے مستغنی چنانکہ گذشت و
آنچہ میگوییم ہمین حق است وحقیق
بقبول کہ تحقیق گفتیم آنرا و پوشیدہ
نمیداریم چہ پوشیدن حقیقت حال

اور فرماتے ہیں ؎ اگر معشوق کا سایہ عاشق پر پڑے
تو کیا حرج ہے :: عاشق معشوق کا محتاج ہے اور
معشوق عاشق کا مشتاق ہے۔
یعنی اس حقیقت وحکم سے کہ بغیر سریان حق تعالیٰ
کے کوئی موجود موجود ہی نہیں ہوتا عالم کا افتقار
اور احتیاج اپنے وجود میں اللہ تعالیٰ کی طرف
متحقق ہوا کیونکہ بنانے والے کے بنانے سے نہیں
ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فیض اقدس سے فیض پانے
والے ہیں۔
لانکنی کنایت سے ہے جس کے معنی چھپانے
کے ہیں۔ پس ہر ایک واجب اور ممکن مفتقر و
محتاج ایک دوسرے کے ہیں اور کوئی مستغنی
ایک دوسرے سے نہیں ہے جیسا کہ بیان ہوا
اور جو کچھ میں کہتا ہوں یہی حق ہے اور قبول
کرنے کے لائق ہے۔ اس کو سچائی کے ساتھ
میں نے کہا ہے تم سے چھپایا نہیں ہے اس وجہ
سے کہ حقیقت حال کا چھپانا اس شخص سے کہ
جو اس کا اہل ہے بہت ہی برا ہے اس سے
کہ نااہل پر ظاہر کیا جائے جیسا کہ اس حکم کا

Marfat.com

براہل شنیع تر باشد از کشف آن بر نا اہل چنانکہ کشف اینحکم در انفاس الخواص واقع شدہ است وانتفاع مستغنی مر مذہب اہل کوفہ است کہ شیخ قدس سرہ مایل بآنست ق فان ذکرت غنیا لا افتقار لہ فقد علمت الذی بقولنا نعنی ل یعنی این قول دفع توہم است کہ حق تعالیٰ غنی است بذات خود پس افتقار او بسوے ما چگونہ است یعنی پس اگر ذکر کنی تو ای سلیم القلب و بگوی کہ حق تعالیٰ غنی است و ہیچ چیز محتاج نہ چہ جائے چیزیکہ خود محتاج باشد بحق پس بگوئیم کہ بتحقیق دانستی آنچہ مراد ما از قول ما است یعنی مراد ما آنست کہ او محتاج است بما در ظہور احکام و اسما چنانکہ گذشت چنانکہ بے انتقام منتقم نشود بی عاصی ہم منتقم نشود پس حکم بانتقام و منتقم پیدا نشود و این منافی غناء حق نبود چہ غناء او نظر بوجود وی است ق فالکل بالکل مربوط فلیس لہ عنہ انفصال فخذوا ما قلنہ عنی ل یعنی ہر واحد

کشف انفاس الخواص میں کیا گیا ہے۔ انتفاع مستغنی مذہب اہل کوفہ ہے اور شیخ قدس سرہ اُسی طرف مائل ہیں۔

پس اگر ذکر کرے تو ای سلیم القلب اور کہے کہ حق تعالیٰ غنی ہے اور کسی چیز کا محتاج نہیں ہے جبکہ شی خود ہی حق کی محتاج ہے تو حق تعالیٰ شی کا محتاج کس طرح ہو سکتا ہے۔ تو ایسی صورت میں ہم کہیں گے کہ جو کچھ ہماری مراد ہے اُس کو تم نے جانا اور سمجھا ہماری مراد اس قول سے یہ ہے۔ کہ حق تعالےٰ ہمارا محتاج اپنے اسمار کے ظہور کے احکام میں ہے۔ جیسا کہ کہا گیا اُس کو اس طرح سمجھو کہ حق تعالیٰ بغیر انتقام منتقم نہیں ہو سکتا اور بغیر عاصی کے گناہ بخشنے غفار نہیں ہوگا۔ بغیر عاصی اور د انتقام کے حکم منتقم اور غفار کا ظاہر نہیں ہو سکتا اور یہ حق تعالےٰ کے غنار کے منافی نہیں ہے اس وجہ سے کہ حق تعالیٰ اپنے وجود کے نظر و اعتبار سے غنی ہے یعنی ہر ایک حق و خلق ایکدوسرے سے

Marfat.com

از حق و خلق ہر دو احد مربوط است و مرتبط
بجہات مختلفہ یعنی ہر یکی ازیں دو یار بدیگری
مرتبط است و متصل پس نیست مر ہیچ یکی
را از دیگری انفصال و جدائی و چون این حکم
غریب بود وصیت نمود با خذوے و گفت
خذوا تا آخر یعنی بگیرید ای طالبان حق
و معرفت از من چیزے کہ گفتم اما نہ ازیں
روے کہ منم بلکہ ازیں روے کہ مترجم
رسول خدام و رسول خدا مترجم خدا است
من یطع الرسول فقد اطاع اللہ قل ان
کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ
ما ینطق عن الہوی علمہ شدید القوی ق
فقد علمت حکمۃ نشاۃ جسد آدم اعنی
صورتہ الظاہرۃ و قد علمت حکمۃ نشاۃ
روح آدم اعنی صورتہ الباطنۃ فہو الحق
والخلق ل یعنی پس تحقیق دانستی ازانچہ
[illegible] حکمت و معرفت نشاء جسد آدم
[illegible]لام یعنی حکمت صورت ظاہرا و
[illegible] دانستی حکمت و سر نشاء روح

بجہات مختلفہ مرتبط اور مربوط ہیں یعنی یہ دونوں
یا ممکن اور واجب ایک دوسرے سے ربط اور
ارتباط پائے ہوئے ہیں۔ ہر ایک کو دوسرے سے
کسی حالت میں جدائی اور انفصال نہیں ہے۔
چونکہ یہ حکم غریب اور نادر تھا اس کے لے لینے اور
قبول کرنے کی وصیت کی اور فرمایا خذوا تا آخر۔
یعنی اے طالبان حق و معرفت جو کچھ میں نے
تم سے کہا ہے اس کو مجھ سے لیلو اور اپنے دامن
کو حکمت و معرفت کے خزے سے بھر لو۔ اس نظر
سے نہیں کہ یہ حکم میرا ہے بلکہ اس نظر و جہت
سے قبول کرو کہ میں مترجم رسول خدا ہوں اور
رسول خدا مترجم خدا کے ہیں۔ تحقیق جس نے
رسول کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ کی
اطاعت کی۔ اے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم
ان سب سے کہدو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تم کو
دوست رکھے تو میری پیروی کرو اللہ تم کو دوست
رکھے گا۔ اور نہیں کلام کیا تم نے خواہش نفس
سے۔ علم دیا ہے سخت قوتوں والے نے۔
یعنی جو کچھ کہ حکمت و معرفت جسد آدم کی بیان

Marfat.com

آدم علیہ السلام یعنی صورت ظاہر
او از عالم است وصورت باطن
او صورت حق ودر بعضی نسخہ
بجائے روح آدم روحانیۃ آدم
است پس آدم حق باشد بباطن
خود وخلق بظاہر خود واین ہمہ ظاہر
است از بیان ماسبق ودر بعضی
نسخہ خلق بدون واو عطف است
پس بریں تقدیر خلق جزاز خبر
باشد **ق** وقد علمت نشاۃ رتبۃ
وہی المجموع الذی بہ استحق الخلافۃ
ل یعنی بتحقیق دانستی نشاۃ رتبہ
آدم وآن مجموع است کہ بوے
مستحق وسزاوار خلافت ونیابت
حق تعالیٰ شد چنانکہ گذشت کہ اگر
خلیفہ بصورت مستخلف نباشد
خلیفہ نیست وہمچنیں اگر در خلیفہ
جمیع چیز یکہ مطالب مستخلف علیہ
اند نباشد خلیفہ نباشد پس خلیفہ

کی گئی اُس کو تم نے جانا۔ یعنی اُس کے ظاہری
صورت کے حکمت اور روح آدم علیہ السلام
کے حکمت ومعرفت وسر کو تم نے سمجھا۔
وہ حکمت اور معرفت یہ ہے کہ آدم علیہ السلام
ظاہری صورت عالم کی صورت اور باطنی صورت
حق کی صورت ہے۔ اور بعضے نسخوں میں روح
آدم کے بجائے روحانیت آدم ہے۔ یعنی آدم
اپنے ظاہری صورت سے خلق اور باطنی صورت
سے حق ہے۔ اور یہ سب پہلے بیان کیا جا چکا ہے
اور بعضے نسخوں میں خلق بدون واؤ عطف
کے ہے ایسی صورت میں خلق خبر بعد خبر کے ہے۔

یعنی تحقیق تم نے آدم کے رتبہ کو جانا کہ
وہ جامع ہے اور جمعیت رکھتا ہے اور
اسی جمعیت کی وجہ سے حق تعالیٰ کے
نیابت اور خلافت کا مستحق ہوا کیونکہ
اگر خلیفہ مستخلف کے صورت پہ نہ ہو تو وہ
خلیفہ نہیں ہوسکتا اور اسی طرح اگر خلیفہ میں وہ تمام
صفتیں نہ پائی جائیں جو مستخلف میں ہیں تب بھی

Marfat.com

جامع باشد تا اخذ او از حق تعالےٰ
نظر بنشار روحانی باشد و تبلیغ او
بسوے خلق نظر بنشار جسمانی پس با
حق است و با خلق نے حق باشد
و خلق چنانکہ گذشت گفتہ است
باری تعالیٰ و لو جعلناہ ملکا لجعلناہ
رجلا و لبسنا علیہم ما یلبسون اینجا
کمال انسان و قیمت لباس فاخر او
کہ بدن باشد دریاب و ما قدروا اللہ
حق قدرہ اذ قالوا ما انزل اللہ علیٰ
بشر من شی و در اینجا کمال دیگر است
مر انسان را چنانکہ فقیر در انفاس خواص
ذکر کردہ است و مرتبہ انسان را
در ترجمۃ الکتاب بیان نمودہ ق
فآدم ہو النفس الواحدۃ التی خلق
منہا ہذا النوع الانسانی ل یعنی پس
آدم کہ خلیفہ حق باشد در زمین آن
نفس واحد است کہ خلق وایجاد
کردہ شد از وی نوع انسانی یعنی

خلیفہ نہ ہوگا۔ اسی وجہ سے خلیفہ۔ حق تعالیٰ سے
حق تعالیٰ کے احکام کو باطنی اور روحانی قوت سے
اخذ کرتا اور لیتا ہے (یہ مقام ولایت کا ہے جو کہ
نبوت کا باطن ہے) اور جسمانی نشارۃ کے نظر وجہت
سے حق تعالیٰ کے احکام خلق کو پہنچانا اور تبلیغ احکام
کرنا یہ مقام رسالت کا ہے۔
پس خلیفہ حق اور خلق دونوں کے ساتھ ہے نہ
تو وہ حق ہے نہ خلق ہے جیسا کہ اوپر گذرا۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ تحقیق اگر ہم فرشتہ کو
رسول بناتے تو اُس کو بھی انسان کا لباس
پہناتے یہ لباس فاخرہ یعنی جسم کا لباس انسان
ہی کے لئے بنا تھا اُس کو اُس نے پہن لیا
اس مقام پر انسان کے کمال اور اُس لباس
فاخرہ کی قیمت جو کہ اُس کا جسم ہے سمجھو۔ نہیں
قدر کیا اللہ کی جیسا کہ قدر کرنے کا حق ہے جبکہ
کہا اُن لوگوں نے کہ بشر پر اللہ تعالیٰ نے
کوئی شی نازل نہیں کیا۔ اس جگہ پر انسان کا کمال
جمال دوسرا ہے جیسا کہ انفاس الخواص میں ذکر کیا
گیا ہے اور رتبہ انسان کا ترجمۃ الکتاب میں بیان کیا

Marfat.com

ابتدا پیدا کردن نوع انسانی از آدم
باشد پس آدم درین نوع داخل باشد
و مراد از آدم آدم عنصری است که
همین است ظاهری از سیاق وسباق
ومطابق فتوحات ونقش الفصوص
آرے اینجا رمزے واشارتے است
که عنقریب گفته خواهد شد انشاء الله
العزیز وتواند بود که مراد حقیقت
محمدی باشد ونفس کلی بے تکلف
درمنها درست گردد وهو قوله تعالی
یا ایها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم
من نفس واحدة وخلق منها زوجها
وبث منهما رجالا کثیرا ونساء یعنی آنکه
گفتم که آدم خود همان نفس واحدست
که ازاں پیدا کرده شد نوع انسانی
قول حق تعالی است ومستفاد ازاں
قول که یا ایها الناس اتقوا باشد
تا آخر یعنی ای گروه مردم تقوی
بکنید مر رب خود را که پیدا کرده است

گیا ہے۔
یعنی آدم علیہ جو کہ زمین پر حق تعالی کے خلیفہ ہیں وہی
ذات واحد ہے کہ جس سے نوع انسانی ایجاد و پیدا
ہوئی۔ یعنی نوع انسانی کے پیدا ہونیکی ابتدا آدم سے
ہے اور وہ آدم اس نوع انسانی میں داخل ہے۔ اور
آدم سے مراد آدم عنصری۔ سیاق وسباق مطابق
فتوحات ونقش الفصوص سے یہی ظاہر ہے۔ ہاں
اس مقام پر رمز واشارہ ہے جو عنقریب ظاہر کیا جائیگا
انشاء اللہ تعالی۔ اور ہوسکتا ہے کہ اُس سے مراد
حقیقت محمدی ہو صلی اللہ علیہ وسلم۔ ونفس کلی
بے تکلف منہا میں درست ہے اور یہ قول حق تعالی کا ہے۔
یا ایہا الناس اتقوا ربکم خلقکم من نفس واحد منہا
وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالا کثیرا ونساء۔
یعنی ہم نے جو یہ کہا کہ آدم خود وہ نفس واحد ہے
کہ اُس سے نوع انسانی پیدا کئے گئے تو ہمارا اس
طرح کہنا اللہ تعالی کے قول سے مستفاد ہے جو کہ
یا ایہا الناس اتقوا الی آخرہ ہے۔
یعنی ای گروہ آدمیوں کے ڈرو اپنے پروردگار سے
کہ تم کو ذات واحد سے پیدا کیا ہے اور

Marfat.com

شمارا از ذات واحد پیدا کرد و از وے زوجہ او و ظاہر و پراگندہ گرد از ان ہر دو مردان بسیار و زنان بسیار را پس ذات واحد آدم صفی باشد صلواۃ اللہ و سلامہ علیہ و خلق منہا زوجہا تا آخر بیان کردن ماست از ان ذات واحد و زوجہ او کہ حضرت حوا باشد و باقی ہمہ ظاہر است

اُس سے اُس نے زوجہ کو پیدا کیا اور اُن دونوں سے بہت مردوں اور عورتوں کو ظاہر کیا پس وہ ذات واحد حضرت آدم صفی اللہ کی ہے صلواۃ اللہ و سلامہ۔
وخلق منہا زوجہا تا آخر قول میں اُس کے زوجہ حوا اور ہم سب کے پیدا کرنے کا حال ہے۔ اور باقی ظاہر ہے۔

بدانکہ چون مر خلیفہ حقیقی را در ہر عالم مظہرے ہست چنانکہ مر اصل او را پس

جانو کہ خلیفہ حقیقی کے لئے ہر عالم میں ایک مظہر ہے جیسا کہ اُس کے اصل کے لئے۔

تواند بود کہ آدم حضرت الجبروت روح کلی باشد کہ مسمی است بعقل اول و زوجہ او نفس کلی است کہ تحقق و ثبوت یافتہ است از ضلعہ الیسری آنکہ در جانب خلق باشد ضلع یمنی کہ او جانب حق است و رجال کثیر و نسا کثیر عقول و نفوس مجردہ اند

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آدم حضرت جبروت روح کلی ہو کہ جو عقل اول کا مسمی ہے اور اُس کی زوجہ نفس کلی ہے۔ اُس کا ثبوت اور تحقق بائیں پسلی سے ہے اور بائیں پسلی خلق کی طرف ہے۔ بخلاف دائیں پسلی کے کہ وہ حق کی طرف ہے اور رجال کثیر و نسا عقول اور نفوس مجردہ ہیں۔

و آدم حضرت الملکوت نفس کلی باشد کہ جمیع نفوس جزئیہ ملکوتیہ ناشی از و اند و زوجہ او طبیعت کلی کہ در اجسام باشد و رجال کثیر نفوس ناطقہ مجردہ اند

اور آدم حضرت الملکوت نفس کلی ہیں کہ تمام نفوس جزئیہ و ملکوتیہ اس سے نکلے ہیں۔ اور زوجہ اس کی طبیعت کل جو کہ اجسام سے ہے اور رجال کثیر نفس ناطقہ مجردہ ؛ اور نسا کثیر نفوس

Marfat.com

ونساء کثیر نفوس منطبعہ و باقی قوی ق
بقولہ اتقوا ربکم اجعلوا ما ظہر منکم وقایۃ لربکم
واجعلوا ما بطن منکم وہو ربکم وقایۃ لکم
فان الامر ذم وحمد ل چوں ذکر کرد
شیخ قدس سرہ آیۃ مذکورہ برای استشہاد
قصہ سابق کہ آدم آن نفس واحد است
کہ ازوی ظہور یافتہ است نوع انسانی
ومعنی ظاہر آیۃ مذکورہ ظاہر است خواست
کہ بیان کند بطن و باطن آیۃ مذکورہ
چہ مر قرآن را ظہر است و بطن و مر بطن
آن را بطنی است تا ہفت بطن تا طالبان
حق تعالی صاحب ادب باشند فان
ادب الخدمۃ اعز من الخدمۃ پس گفت
بقولہ اتقوا ربکم الی آخرہ یعنی پس قول
باری تعالی کہ اتقوا ربکم باشد معنی آن
اجعلوا ما ظہر منکم است تا آخر یعنی بگردانید
چیزے را کہ باطن است از شما کہ رب شما
باشد وقایۃ و حافظ چہ بدر سے نیکم
مرد سے کارے کہ از شما صدور می یابد

منطبعہ اور باقی قوی ہیں۔

یعنی جیسا کہ حضرت شیخ قدس سرہ حضرت آدم علیہ السلام
کے قصہ سابق میں یہ بات ظاہر کر چکے ہیں کہ آدم ہی وہ
نفس واحد ہے کہ جس سے نوع انسانی نے ظہور پایا
ہے۔ آیت مذکورہ کی ظاہری معنی ظاہر ہیں۔ آیت مذکور
قصہ سابق کے شہادت میں پیش کرتے ہیں۔ آیت مذکور
کے معنی صاف اور ظاہر ہیں۔ اُس کے بعد شیخ قدس
سرہ آیت مذکور کا بطن باطن بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ
قرآن کیلئے ظاہر ہے اور باطن ہے اور اُس کے
باطن کا بھی باطن ہے یہانتک کہ قرآن کے سات بطن ہیں۔
اسلئے کہ حق تعالیٰ کے طلبگار بندے باادب ہوں فان
ادب الخدمۃ اعز من الخدمۃ۔ پس شیخ قدس سرہ فرماتے
ہیں اتقوا ربکم الی آخرہ یعنی قول باریتعالی جو کہ اتقوا ربکم
ہے۔ اُس کے معنی اجعلوا ما ظہر منکم تا آخر ہے۔ یعنی اُس چیز
کو جو کہ تمہارا باطن ہے اور وہ تمہارا پروردگار ہے اُسکی
حفاظت کرو۔ یعنی جو کام تم سے صادر ہوتے ہیں وہ محمود و مذموم

Marfat.com

مذموم است و ممدوح پس نسبت بکنید
دزد قائم ظاہر خود را کہ جسم باشد و نفس
در وے منطبع و قایہ رب خود کہ باطن
شما است پس ہر ذمیمہ کہ از شما صادر شود
آنرا نسبت بظاہر بکنید و باطن خود را کہ
رب شما باشد از ذمیمہ و انتساب ذمیمہ
محفوظ و مبرا دارید و بکنید در
باطن خود را کہ رب شما باشد وقایہ
ظاہر خود پس ہر نیک و حسن کہ از شما
صادر شود آنرا نسبت بباطن و رب خود
بکنید و ظاہر و جسم خود را از ہر حمیدہ و
انتساب آن دور دارید و مغرور نشوید
چہ جسمی کہ منطبع در وے نفس است
منبع ہر ذمیمہ و نقصان باشد و محل
تصرفات شیطانی و از واردات رحمانی
محروم و باطن منبع انوار الٰہی و خطرات
رحمانی است پس نیک و حسن رانسبت
بمنبع آن باید کرد و بد و قبیح را بمنبع
آن کل شی یرجع الی اصلہ و کل شی یرجع

(بُرے و بھلے) صادر ہوتے ہیں برائیوں کو اپنی ظاہر
کے طرف منسوب کرو جو کہ تمہارا جسم ہے۔ اور نفس اُس
میں منطبع ہے اپنے جسم اور نفس کو اپنے رب کا جو کہ تمہارا
باطن ہے حفاظت کرنیوالا بناؤ۔ یعنی ہر وہ بدی کہ جو تم
سے صادر ہو اپنے ظاہر کو نسبت دو اور اپنے باطن کو
جو کہ تمہارا رب ہے برائیوں سے منسوب کرنے میں مبرا اور
منزہ رکھو اور اچھے اور محمود کام جو تم سے صادر ہوں اُس
اپنے رب کو جو کہ تمہارا باطن ہے اپنے ظاہر کا حفاظت
کرنیوالا بناؤ پس کل نیکیاں جو تم سے ظاہر ہوں اُس کو
اپنے باطن کی طرف نسبت دو جو کہ تمہارا رب ہے اور
اپنے جسم اور ظاہر کو تمام اچھائیوں سے منسوب
کرنے میں دور رکھو اور مغرور نہ ہو کیونکہ اُس
جسم میں نفس منطبع ہے اور ہر برائی اور نقصان کا
منبع ہے اور محل تصرفات شیطانی کا ہے۔ اور
واردات رحمانی سے محروم ہے۔ اور تمہارا باطن
انوار الٰہی و خطرات رحمانی کا منبع ہے۔ پس نیک
اور حسن کو اُن کے منبع کی طرف اور بد اور قبیح
کو اُس کے منبع کی طرف نسبت دینا چاہیے۔
کل شی لوٹنے والی ہے طرف اپنے اصل کے

Marfat.com

الی اللہ الا الی اللہ ترجع الامور پس ادب درانست کہ شنودی و بیشنوی ق فکونوا وقایۃ فی الذم واجعلوا وقایتکم فی الحمد تکونوا ادباء عالمین ل یعنی پس بشوید شما وقایۃ و حافظ رب تعالیٰ در مذموم و انتساب وے برب تعالیٰ دیگر دانید باطن و رب را وقایۃ و حافظ خود در محمود و پسندیدہ و آنرا بخود نسبت نکنید و کثیف را منسوب بسوی لطیف نسازید تا باشید شما از اہل ادب با رب تعالیٰ و عالم بمراتب و حفظ مراتب یعنی اگر باشید شما وقایۃ حق تعالیٰ در مذموم و انتساب آن بوی دیگر دانید حق تعالیٰ را وقایۃ خود در محمود و انتساب آن بآن میباشید اہل ادب با حق تعالیٰ و صاحب علم بمراتب و حفظ مراتب ق ثم ان اللہ اطلعہ علی ما اودع فیہ و جعل ذلک فی قبضتیہ القبضۃ الواحدۃ فیہا العالم و فی القبضۃ الاخری آدم و بنوہ و بین مراتبہم فیہ ل اطلع از اطلاع است

اور کل شی لوٹنے والی ہے طرف اللہ کے خبردار رہو اللہ کی طرف سب کام لوٹنے والے ہیں۔ جو کچھ ہم نے کہا اور تم نے سنا ان سب امور کے پابند رہو ادب اسی میں ہے۔

جو مذموم افعال تم سے سرزد ہوں اور صادر ہوں اپنے رب کی طرف جو کہ تمہارا باطن ہے انتساب و نسبت نہ دو اور تم اُس کے حفاظت کرنیوالے رہو۔ اور اچھے اعمال جو تم سے ظہور میں آویں اُس کو اپنے طرف نسبت نہ دو اور لطیف کو کثیف کے طرف منسوب نہ کرو حق تعالیٰ کے ساتھ ہر حال میں صاحب ادب رہو اور ہر وقت مراتب اور حفظ مراتب کو سمجھتے رہو۔ یعنی اگر تم اپنے برائیوں میں حق تعالیٰ کی حفاظت کرنیوالے اور برائیوں کو اُس کی طرف نہ کرنیوالے اور اچھائیوں میں اپنی حفاظت کرنیوالے اور اچھائیوں کو اپنی طرف نسبت نہ دینے والے ہونگے تو تم حق تعالیٰ کیساتھ ادب کرنیوالے ہوگے اور تمہارا شمار اللہ کے نزدیک اہل اور صاحب علم اور حفظ مراتب کے جاننے والوں میں ہوگا۔ اطلعہ اطلاع سے ہے

Marfat.com

بمعنی مطلع و عالم گردانیدن از باب افعال یعنی
پستر بدرستیکہ اللہ تعالیٰ مطلع و واقف گردانید
آدم را بر چیزیکہ امانت نہادہ شد در آدم حقیقت
آن و آن چیز شیونات الٰہی و اسرار نامتناہی اند
چنانکہ گفت وعلم آدم الاسماء کلہا وگردانیدہ شد
آنچیز یکہ نہادہ شد در آدم در دو قبضہ حق تعالیٰ
کی صفات جمالیہ وجلالیہ ند یا صفات فاعلیہ
و ن بیہ در قبضۂ واحد عالم شہادت است کہ
انسان کبیر باشد و در قبضہ دیگر آدم و فرزند او
کہ انسان صغیر باشد و بیان کرد و امتیاز بخشید
حق تعالیٰ مراتب ابناء آدم را در آدم کہ ہر یکی از
دیگرے ظہور و امتیاز یافت چنانکہ گفت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ مسح بیدہ ظہر آدم
واخرج بینہ مثل الذر یا کشف کرد مراتب ابناء
آدم را در آدم یعنی موجود کرد ہمہ را از آدم دیکی
را فوق دیگرے ساخت و ممتاز از وے در
بعضے نسخہ بجائے وفی القبضۃ الاخری آدم
ونبوہ یعنی دست دیگر روی آدم است و فرزندان
او فی ولما اطلعنی اللہ فی سری علی ما اودع

بمعنی مطلع اور عالم کرنا باب افعال سے ہے۔ یعنی
جانو کہ جو چیز آدم میں امانت رکھی گئی تھی اُس کے حقیقت
سے حق تعالیٰ نے آدم کو مطلع اور واقف کیا اور وہ امانت
شیونات الٰہی و اسرار نامتناہی ہیں۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وعلم آدم الاسماء کلہا
اور وہ چیز اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ یعنی صفات جمالیہ
وجلالیہ ہیں یا صفات فاعلیہ وقابلیہ ہیں ایک ہاتھ یعنی
قبضہ واحد عالم شہادت ہے اور وہ عالم شہادت انسان
کبیر ہے۔ اور دوسرا قبضہ آدم اور اُس کے فرزندان
ہیں جو کہ انسان صغیر ہیں اور حق تعالیٰ نے مراتب ابناء
آدم کو آدم میں بیان کیا اور کشف فرمایا اور امتیاز بخشا
کہ ہر ایک ایکدوسرے سے ظہور و امتیاز پاتا ہے جیسا
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تحقیق اللہ نے
اپنے ہاتھ سے پشت آدم کی چھو دیا اور پیدا ہو گئی اسکی ذریات
مثل چیونٹیوں کے آدم میں مراتب ابناء آدم کو کشف کیا یعنی
آدم سے سب کو موجود کیا اور ایک کو دوسرے پر فوقیت
دی اور ایک کو دوسرے سے ممتاز و جدا کیا اور بعضے نسخوں
میں وفی القبضۃ الاخری آدم ونبوہ واقع ہے۔ اور دوسرا
ہاتھ آدم میں ہے اور اُس کے فرزندوں میں۔

Marfat.com

فی ہذا الامام الوالد الاکبر جعلت فی ہذا الکتاب منہ ما حدلی الا ما وقفت علیہ ل اطلعنی این قول نیز از باب افعال است بمعنی مذکور و وقفت از توقیف است بتقدیم قاف بر فا بمعنی واقف گردانیدن صیغہ ماضی است متکلم واحد را مبنی است مر مفعول را یعنی ہرگاہ مطلع و واقف گردانید مرا خدا تعالیٰ در سر و باطن من بوجہ خاص کہ درمیان من و حق تعالیٰ باشد بہ چیزیکہ امانت نہادہ شد دریں امام کہ پیشوای ہمہ باشد و والد بزرگتر از باقی پدران گردانیدم دریں کتاب کہ فصوص الحکم باشد و ذکر کردم دروی از امانت مذکور ہمان قدرے کہ معین و محدود کردہ شد برای من کہ بیان کنیم مردم را آن قدرے کہ واقف و مطلع گردانیدہ شدم بروی و والد اکبر روح محمدی باشد و آدم را کبیر والد میخوانند و جائز است کہ وقفت از وقوف باشد بمعنی اطلاع و تواند بود کہ مراد از امام مذکور آدم صفی باشد کہ والد اکبر است در عالم ناسوت

یعنی جس وقت کہ حق تعالیٰ نے میرے سر اور باطن میں اُس خاص طریقہ سے کہ جو درمیان میرے اور حق تعالیٰ کے ہے مطلع اور واقف کیا اُس چیز پر جو سب کا پیشوا ہے [illegible] امام والدوں سے بڑا والد ہے اُس کے اندر جو امانت رکھی گئی اُس سے مجھکو اطلاع دیگئی۔ اُس میں سے میں نے اُسی قدر کہ جسقدر حق نے میرے واسطے مقرر اور محدود کر دیا تھا لوگوں پر ظاہر کیا اور اس کتاب فصوص الحکم میں تحریر کیا کل باتونکو جسپر مجھے اطلاع کیا گیا اور والد اکبر روح محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور آدم کو والد کبیر کہتے ہیں۔ اور جائز ہے کہ وقفت وقوف سے ہو بمعنی اطلاع۔ اور ہو سکتا ہے کہ امام مذکور سے مراد آدم صفی اللہ ہوں جو کہ عالم ناسوت والد اکبر ہیں۔

Marfat.com

ق فان ذلک لا یبعہ کتاب ولا العالم
الموجود الآں ل ایں قول وجہ است
مرقول او را کہ لا ما وقفت علیہ باشد یعنی
چہ بدرستیکہ آن گنجی کہ نہادہ شدہ است
در آن امام و واقف شدہ ام من بر آن
احاطہ نمیکند بدآں ہیچ کتابی مطول چہ
جاے کتاب فصوص الحکم کہ مختصر است
ونہ عالمی کہ موجود باشد فی الحال چہ کمالات
وشیونات عالم است بازیادتی پس
گنجائش آن نیست کہ عالم کمالات
انسانی را تواند در گرفت قل لو کان
البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل
ان تنفد کلمات ربی ق فما شہدتہ فی
نودعہ فی ہذا الکتاب کما حد لی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حکمتہ الہیتہ فی کلمتہ
آدمیتہ وہو ہذا الباب ل در بعضی نسخہ
شاہدتہ است بجای شہدتہ یعنی پس
چیز بلکہ شاہد و حاضر شدم بر آں و مشاہدہ
نمودم آنرا از آں چیزہای کہ بطریق امانت

یہ قول وجہ اُس کے قول کی جو کہ ما وقفت علیہ ہے۔
یعنی سمجھو کہ جو خزانہ خداوندی اُس امام میں جو سب کا
پیشوا ہے رکھا گیا ہے اور اُس خزانہ مذکور سے مجھ کو حق تعالیٰ
نے مطلع فرمایا ہے۔
بڑی بڑی کتاب اُس کا احاطہ نہیں کر سکتی چہ جائیکہ کتاب
فصوص الحکم اُس کا کس طرح احاطہ کر سکتی ہے کہ مختصر ہے
اور یہ عالم جو فی الحال موجود ہے یہ بھی اُس کا احاطہ نہیں
کر سکتا اسلئے کہ کمالات وشیونات انسانی شامل کمالات
وشیونات عالم ہے پس اس امر کی گنجائش نہیں ہے کہ
عالم کمالات وشیونات انسانی کو لے سکے اور احاطہ
کر سکے یعنی کہدو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر
کل سمندر سیاہی ہو جائے اور آپ کے کلمات
کو لکھنا شروع کر دیں تو سمندر ختم ہو جائیں گے
اور رب کے کلمات کو نہ لکھ سکے گے اگرچہ اس کے
مدد کے لئے دوسرا سمندر بھی موجود ہو جائے۔
اور بعض نسخوں میں شہدتہ کے بجائے شاہدتہ
واقع ہے یعنی جو چیز کہ میرے حضور میں آئی
اور میں نے اس کو دیکھا۔

Marfat.com

ذکر میکنم و می نہم آنرا دریں کتاب چنانچہ
محدود و معین ساخت مرا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم حکمۃ الٰہیہ است کہ
ثابت باشد در کلمہ آدمیہ و در بعضے
نسخہ فص واقع است بالای حکمۃ الٰہیہ
یعنی اول ازاں اسرار و معارف کہ بطریق
امانت می نہم دریں کتاب لیکن نہ بامینت
ہوا و طبیعت است بلکہ برطبق تجدید
و تعیین حضرت قبلہ گاہی است رسالت
پناہی صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ گذشت
در خطبہ حکمۃ الٰہیہ است در کلمہ آدمیہ
و معنی حکمت الٰہیہ و کلمہ آدمی بالا گذشت
و اولیتہ ایں حکمۃ از کلمہ ثم کہ بعد ازیں
می آید مفہوم می شود ازینجا است کہ در
ذکر و بیان ایں فص را اول ساخت
و آں مشہود اول ہمیں باب است کہ
گذشت ہمیں زمان و از شرح قیصری
معلوم می شود کہ در نسخہ متن کہ باد رسیدہ
است فما است بجاے فما و بریں تقدیر

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جسقدر کہ محدود
معین کر دیا تھا بطور امانت کے۔ اس کتاب فصوص الحکم
میں اُس کا ذکر میں کرتا ہوں اور لکھتا ہوں اور وہ
حکمت الٰہیہ ہے کہ جو کلمہ آدمیہ میں ہے۔ اور بعض نسخوں
میں پہلے حکمت الٰہیہ کے فص واقع ہے یعنی سب
سے پہلے اس کتاب فصوص الحکم میں جو اسرار و معارف
امانت کے طور پر میں لکھتا اور بیان کرتا ہوں وہ اپنے
طبیعت و خواہشات سے نہیں لکھتا بلکہ موافق تجدید
و تعیین حضرت قبلہ گاہی رسالت پناہی صلی اللہ
علیہ وسلم لکھتا ہوں۔ جیسا کہ خطبہ میں گذرا کہ حکمۃ
الٰہیہ کلمہ آدمیہ میں ہے حکمۃ الٰہیہ اور کلمہ آدمی کے
معنی بھی بیان کئے گئے اور اولیت اس حکمت کی
کلمہ ثم سے کہ بعد اُس کے آتا ہے معلوم ہوتی ہے
یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے اسی فص کا ذکر
اور بیان کیا اور مشہود اول یہی بات ہے۔ جیسا
کہ اس وقت گذرا۔

اور قیصری کے شرح سے معلوم ہوتا ہے کہ نسخہ
متن جو کہ اُن تک پہنچا ہے فیما کے جگہ فما ہے۔

Marfat.com

حکمۃ الٰہیہ مبتدا است و فما خبر آن
و در نسخہ اول عکس این و برین
نسخہ من کہ در ما نوعہ باشد
بیانیہ است یعنی حکمۃ الٰہیہ کہ در کلمہ
آدمیہ است بعض آنچیز است کہ
مشاہدہ نمودہ ام و بطریق امانت ذکر
میکنم آنرا درین کتاب و درین قول
اشارہ است کہ حکم و معارف کتاب
پیش عارف بطریق امانت اند
پس جز بمقدار ندہد و نیز درین قول
اشارت است کہ جمیع معارف و حکم
مشہود شیخ اند قدس سرہ العزیز

ایسی صورت میں حکمت الٰہیہ مبتدا ہے اور فما
اُس کی خبر ہے۔ اور اول نسخہ میں اس کے برعکس
ہے اور اس میرے نسخہ میں ما نوعیہ بیانیہ ہے
یعنی حکمۃ الٰہیہ جو کہ کلمہ آدمیہ ہے اُس چیز سے
تعلق رکھتی ہے کہ جس چیز کو میں نے مشاہدہ کیا
ہے اور اس کتاب فصوص الحکم میں اُس کو رکھا
ہے اور ذکر کیا ہے۔ اور اس قول میں اشارہ ہے
کہ حکم و معارف کتاب مذکور کے عارف باللہ
کے سامنے بطور امانت کے رکھے گئے ہیں جس کی جس
قدر امانت اور جیسی استعداد ہے لے سکتا ہے کمی و بیشی
نہیں ہو سکتی اور یہ بھی اس قول میں اشارہ ہے کہ تمامی
حکم و معارف اس کتاب فصوص الحکم کے شیخ قدس سرہ کے مشہود ہیں

Marfat.com

مکتوبات نبوی	سید محبوب رضوی
فلسفہ دعا	علامہ فضل احمد عارف
سیرت سلمانؓ فارسی	" "
برکات بردہ	" "
برکات رمضان	" "
قرآنی دعائیں	حاجی محمد منیر قریشی
انسانِ کامل	" "
اسلام اور سائنس	" "
اصول شرح ا[illegible]	ترجمہ: مولوی مسعود علی
الفوز الکبیر	حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی
اصول الشاشی	ترجمہ: علامہ غلام قادر لاہوری
حلال و حرام	مولانا فتح محمد لکھنوی
عربی بولئے	شفیق مرزا
تحریک نظمِ جماعت	ابوالکلام آزاد
سلام	امام غزالی

نذیر سنز پبلشرز

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com